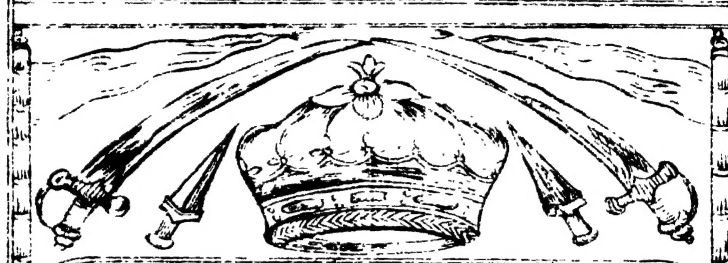
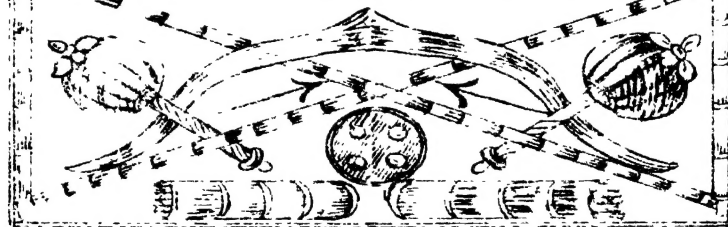


عوض نامه حکیم کا فضل و صلاح و مہربانی



۱۹۲۵ء
شاہنشاہ



مطبع میمنشی نوکش وچھوڑ مریج طبع ہوا

نہیں اور کچھ خواہش دین بیان دور گاہ سے اپنی رکھنا مراد ثبتان دل کو مرے سر بسر مری طبع ہو نکتہ دان یا لک مرے خامہ کو کر تو گو بہر نشان	ولیکن تمنا ہے یہ ہر زمان تو برلامراد اور کر مجھ کو شاد چرخ خرو سے منور تو کر معانی شناسی کی ہو دست گاہ زبان کو مری کر نصیح البیان	کہ منت کش خیر ہرگز نہ ہوں جہان میں نہ کھل پریشان مجھے مجھے اپنے گنجینہ فیض سے مجھے بخش اب دست گاہ سخن آئی مری اب دعا ہو قبول	ترا یک ممنون حسان ہوں نہ کر فکر روزی سے حیران مجھے دور دانش دگو ہر عقل سے نشانی دکھا مجھ کو راہ سخن بچ محمد طفیل بول
نعت سرور کائنات جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام			
پراز مشک و عنبر نہ کیوں دہان سر سروران ہو وہ عالیجناب سر سروران محمد مجتبیٰ سحاب سخا و محیط کرم فروغ جہان نور ایمان دین فرازندہ رایت سردری قدم آئیں معراج چرب رکھا میر ہوا جب کہ قرب حضور یغشا آست پاؤں کا در فیض کردن آئیں حجاب اب بیان کے اب جو نہ صاف کچھ بیان معین اور یا در ہو یا مصطفیٰ یہ نشانی تھا راستہ نکتہ غلام کلمہ خامہ اب روح شاہجہان جہاندار اکبر شہ بے نظیر ہمایون خصال شہ نامور محبت رکھے جو وہ درویش سے حقیقت کردن علم کی کیا بیان خدیو زمان شاہ عالی وقار در دولت شاہ عالم پسند یہ وہ بارگہ ہو کہ آئیں در کف جو سلطان والا کور جہان سرکشان جوین سجدگان	فنائے محمد ہو در زبان پہر نبوت کا ہو آفتاب رسول خدا سید انبیا یم جو دو خوش خلق فعالی تم وہ طبع ثبتان عین یقین ور شدہ و خورشید پیغمبری تو پایہ پاہا اور معراج کا نظر آسید آیا وہ تابندہ نور ہوئے جسکے شان عالم مطیع نفاقت قلم میں نہ تاب زبان نفاقت قلم میں نہ تاب زبان مرے دل سے برلاؤ تم دعا	وہ ختم رسل سرور نامور جہان جسکے دین سے ہو روشن کام خردمند و دانشور بے نظیر وہ ہر جہاں تابان جلال شفیع گناہان پر در جزا وہ ہو خاص صان پر در کار سپر برین نہ بخش نصیب تجلی کہیں جس کو اہل یقین اگر امی و شہنشاہ انسان میں ابو بکر و عثمان والا کور کردن میں سخن کو بسبب مختصر گنگا رہن میں پرور حساب	فلک کے آگے جھکانا ہو مہ نور اسکا ہر داغ غلام بسان مہ و ہر روشن ضمیر وہ سرور سرفراز باغ کمال کشائیدہ عقدہ درعا کہ جسے کیا دین کو استوار ہوا جلوہ گردان خدا کا سب منور ہو جس سے زبان زمین غرض اسکی لولہ گاہ زمین عمر اور علی وہ شہ نامور یہ ہو عرض میری کہ شام و بحر مری کچھ جو تم شفا عمت شباب کرم آئیں اپنا کلمہ صبح و شام شہنشاہ حجازہ صا جہان اگر امی و در درج شاہنشاہی حقائق شنو شاہ والا شکوہ دل اسکا ہو مثل گہر پر صفا مروت میں یکساں ہر مسند سر سرفرازان کس کے کسان بیان آکے ہر کوئی ہو کیا سیاب حضور اسکے مجلس سے ہو غرقیاب کمرے محمود از رحمت لطف دعا تو جہان بزمین سے ہو پایہ وقار
در تعریف ابو نصر محمد عین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی			
خداوند تلج و کلاہ و سرور خجستہ شامل فرشتہ سیر مودت ہو ہو کو وفا کیش سے نہیں آئیں جہنگ کو و گران شہ دادگر خسر و نامدار فقیر و غنی کا ہو آسید گاہ نہ محروم بیان سے کیا زنیار گہر بار رہتا ہے شام و بحر وہ ہو آستان خدیو زمان	فروزندہ و خورشید برج مہی جہان بان دین پرور و جی پروہ شناور ہو دریائے عرفان کا فردن شفقت و خلق و بہت بند جہان پرور و کام بخش جان بنے کام بیان ہر کسی کا شاب سخاوت میں دیکھا تو بحر سحاب اگر ہو فرمانبر و نئے خطا جھکا یا یہاں جو سر انکسار	فرزاد اکبر شہ بے نظیر ہمایون خصال شہ نامور محبت رکھے جو وہ درویش سے حقیقت کردن علم کی کیا بیان خدیو زمان شاہ عالی وقار در دولت شاہ عالم پسند یہ وہ بارگہ ہو کہ آئیں در کف جو سلطان والا کور جہان سرکشان جوین سجدگان	ترا یک ممنون حسان ہوں نہ کر فکر روزی سے حیران مجھے دور دانش دگو ہر عقل سے نشانی دکھا مجھ کو راہ سخن بچ محمد طفیل بول



بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرنامہ محمد خدائے کریم کہ
 کبھی نہ فریاد نکودہ دستگاہ
 جن دیوانہ محروم پری
 کیا اسے پیدایہ بالادست
 عجب سنگی قدرت عجبتان ہے
 بھرے دم جہان شکایتین
 چمن میں کیا سر کو سر فراز
 خلد و ندون مکان ہر وہی
 اگر وہ نہ توت وزور دے
 تو انا ہی وہ آپ اور زور مند
 گرد و شاہ کے بن فرمان پذیر
 تو درگاہ میں آگے ہو ہر زمان
 میں افتادہ یارب رفقا کثرت
 یہ بھرتا نہیں بخت یکشتہ آہ
 نگاہ کرم مجھ پہ کیا خدا
 کھلا اب بہار گل آرزو
 گنج بخش میرے کین بند ہوں

کہ ہر کو گار و غفور و رحیم
 کرے گاہ تمشید کو وہ تباہ
 سر و مہر اور زہرہ و شتری
 زبردست دنیا میں اور زیر دست
 عیان ہے سب زہر نہان ہے
 رکھے صبح و کر شکا در زبان
 ہمارے خزان سے بولے نیاز
 نگہدار خلق جہان ہر وہی
 تو پھر رستی کوئی کیا کر سکے
 قوی ہو خداوند نیست و بلند
 وہ سب کا ہر یاری وہ زور دیگر

بلندی وہ خسران ہے وہی
 کبھی نالو انون کو بچنے و زور
 کیے اسے قدرت کیلے تمام
 بلن اسے چرخ برین کو کیا
 پرستار اسکا ہر اک مرام
 کیا اسے آراستہ بلخ و کر
 جہاندار ہو پاک پروردگار
 دلیروں کو اسے کیا ہو دلیر
 گدا کو وہ چاہے تو تے خیری
 وہ بخشے جسے عزت و فقار
 تو اسے منشی کی ہی کر انتجا

مناجات بدرگاہ حق سبحانہ و تعالیٰ
 ستانی ہر اب گردش و زکار
 نہیں ہر کوئی اور فریاد رس
 ذرا کرتے تازہ باغ مراد
 نگہ کار ہوں اور حسیان شعاع
 مجھے اپنے در سے سکھو درد
 ستم دیدہ دور افلاک ہوں
 رکھے ہر یہ گزشتہ شام و بگاہ
 مجھے بندہ بچ دالم سے چھڑا
 بلا مجھ کو جسم مل آرزو
 پرستندہ ہوں و رقتن چھوٹا

شہی کجش شاہنشاہ و ہی
 سلیمان کو گاہے کرتے مثل مور
 نہان تھے نہوے سب بیدار
 فراخ اسے کسے زمین کو کیا
 کرن ذکر کیا بھی خاص عالم
 سنار سے اسکی ہر کل شاہر
 پرستار اسے جن سب تاجدار
 کیا ترہ شیردن کو اسے ہی شیر
 ضعیف و نکودہ میں کہے قوی
 تو پر تاب کسی کرے پھر خجلا
 کہ شاہ و گدا کا ہی حاجت و
 تصریح کثرت اور مناجات ان
 مجھے خوار رکھے ہر لیل و نہار
 تو ہی داد خواہ ہو کاس لہر
 مرا کر تو روشن جہان و ماد
 دے تو ہی غفار و آمر و کار
 دکھامت تو اسے درد و کار

<p>سیاک ہوا زنگہ میں ہلاک حضور کی مرث آئے دوان سنی بعد اسکے کلاں واز غیب ذرا رکھ تو دل کو قرین خوشی زمین دیو ناپاک سے پاک کر کیا اپنی آراستہ فوج کو دلیر دہن مند و اہل تیسر درند اور چرند اور ہر جانور چوہو بچا وہ لشکر تو یہ دیو بھی ہوا گرم بازار رزم و ستیز ہوئے دیو عاجز و دوام سے کیو مرث کے ہاتھ سے دیو سار کیو مرث کی فتح شامل ہوئی</p>	<p>ملاجم شکستہ خون و خاک ہوا شاہ غلیمین و گریہ کنان ہوا شاہ کو یون عیان از غیب گرا بجا کے دیو و نیہ لشکر کشی رخ دیو سرکش تہ خاک کر ہوا ساتھ دیو و نیہ پھر جنگجو کیو مرث کو جان و دل سے عزیز سدا تھے طبع شہ نامور ہوا اکے شہ کے مقابل تجھی ہوئی ایک بر باد بان رستخیز خفا زنگی کے ہوئے نام سے ہوئے کشہ پنجر آبدار تنائے دل کی محال ہوئی</p>	<p>سیاک جو لشکر نکھائی شکست سیاک کا کاک سال ماتم رکھا کہ بس ب صوری کو کر اختیار مظفر تو ہو گا بہ فضل الہ کیو مرث نے جب سنی یہ ندا سیاک کا کاک پور ہوشنگ تھا کیا شاہ نے ہنگو سردار فرج کیو مرث کے ساتھ سب دام و دو پئے رزم شاہ ہنشتہ نامدار ز بس گرم کین ہر دلاور ہوا ہزار دن ہوئے کشتہ کشتہ کین غرض دیو اور بجب پور بھی کیو مرث شاہ خجستہ خصال</p>	<p>سپہر برینے کیا اسکولیت دل و جان کو اپنے پر غم رکھا زیادہ نہ ہو نوہ گز نہما دلیرانہ دیووں سے ہو کینہ خواہ تو ہوشاد ماتم کد سے اٹھا کہ سرتا بپا ہوش فرہنگ تھا روانہ ہوا بھر وہ مانند موج روانہ ہوئے دان سے بہر مد وہ لایا بہت لشکر دیو سار تو مغلوب دیووں کا لشکر ہوا رہی جنگ کی پھر دچی میں ہوس ہوئے قتل در اسکا لشکر بھی جان میں رہا حکمران سال وہ ہوشنگ فرمانرواے جان</p>
<p>بفرخندہ فانی ہوا بعد ازان ہوا جبکہ ہوشنگ فیروخت جہان داد سے اسکی آباد تھا جب آیا یہی پوریش نظر کہ آتش ہو نور اتھی تمام پوشہ لایا دین آب جو نشان اُسے دی سیم نان طعام جہان میں یہ آہنگری کا ہنر جو عمر کی آخر ہوئی بعد ازان</p>	<p>بصد فرخی مالک تاج و تخت نہ تھا نام غم کا ہر اک شاد تھا تو شاہ جہاندار مسخیر کرے خلق آتش پرستی تمام بآئین دلچسپ و طرز شکو دل مردان کو کیا شاد کام کیا اُسے غما ہر نہ تھا بیشتر</p>	<p>جہان پروری ہنسنے کی اختیار کیا اور یہ کام فرہنگ سے سیاس خداوند لایا بجبا جہاندار نے پھر بآئین نیک بجز میوہ وغیرہ بگ شجر سمور اور سنجاب رپو ستن چل سال باداد و دلش لبا</p>	<p>کیا عدل انصاف لیل نہا کہ آتش نمودار کی سنگ سے یہ ارشاد نکید سے پھر کیا کیا جشن شامانہ ترتیب ایک نہ پوشاک تھی نے غور و تیشتر کیے اُسے پیدا روئے زمین جہاندار ہوشنگ فرمانروا ہوا شاہ مہور شاہ جہان</p>
<p>وہ ظہور شاہ ہنشتہ جہند تنائے خاطر تھی بہو و خلق کہ تدبیر ایسی کر د کوئی اب سیر گمش اور یوز شاہن باز شہ خلق پر در کا تھا ک زریہ دین دیو غیرت میں آئے تمام جو سر کردہ دیو و نیکی تھا فوج کا</p>	<p>جسے خلق عالم کے دیو بند مراد دل بادشہ سو خلق کہ جو صنعت خلق کو درویش بچہد شمشاد گردن فراز خردمند و نادار و دشمن غصہ کیا عزم رزم شہ نیک نام سو اُس دیو سرکش کا غوام تھا</p>	<p>رعیت نواز اور تھا داد گر جو تھے عہد میں اسکے نوادر پھر آغاز دان لیم بانی ہوئی ہوئے سب گرفتار دام اسکر وہ قید ایک دن کر کے اک دیو کو فراہم ہوئے وہ کپے جنگ شہ صفت آرا دھر سے وہ خوشخوار دیو</p>	<p>نہ تھا کام جز داد شام و سحر اُن سے لگا کہنے شاہ جہان کہ پوشاک دم کو کافی ہوئی وہ سیکھے نکار اقلنی سرسیر لے آیا حضور شہر نا مجھو ادھر سے ہوا شاہ بھی کیہ خواہ ادھر سے لے لے دیگماں خدیو</p>

<p>نہ یہ ترسے شمس موعتا کبھی عطار نہ ہر منشی جہاندار کا نہ کیونکر بزم و کایان خردستان بلطف شہنشاہ عالیجناب شہنشاہ کے اوصاف ہیں بسیار یہ منشی کی ہر آرزو ہر زمان رہے اسکی شمشیر کشورستان عزیزان معنی شاہ سول یک روز سب بچھل آرا تھے ہنگام شب تواریخ کا بھی جو نہ کوڑھا دلے ہر کسی کو میسر نہیں لکھا نثرین نسخہ مختصر یہ سن کر برادر مرے مہربان یہ بولے کہ اتنے منشی ہیں ام کو وہ سلطان کہ ہر تاج شہنشاہ خدا نے جسے شاہ اکبر کیا ہو این دل بجان سے مفرط کا معانی شناسان نسخہ نہاد کہ دانشدہ نامہ دیبندیر مرتب یہ شناسا رجب ہو چکا</p>	<p>اٹھانا نگر اس کی سورج کھی سیاہی ہو میخ سر کا رکا کہ ہر نغمہ سنجان کا جا کر بیان نقطہ دوستان ہی نہیں کیا نہیں ناب کلک زبان زنیہار یہی ہر دعا اسکے در و زبان نہ خاک خون ہو سر شنوان</p>	<p>کہ اکب ہیں سب اس سخن گواہ جو بیان مشتری گرم طاعتی زحل نے اطاعت جو کی اختیار جو دشمن بھی ہو ان کر عذر خواہ کہے جو بیان مصنف شاہ زمین کہ یارب شہنشاہ شادان رہے جہاندار اکبر یہ نیر سے بخت</p>	<p>کہ مشعلی اٹکا ہر زرخندہ ماہ تو بکھو میسر سعادت ہوئی تو پایا فلک پر بڑا اعتبار کہے ہر جہان شہر دین پناہ و عابر ہر ناجا حرم سخن ترا لطف و اہم نگہبان رہے ہمیشہ جانیں ہو باج تخت کہ تھا نسل نور و زبخت روز ہر یک لفظ تھا ذکر شعر سخن عجب نظم و لکھن ہر باب کتاب کیا ترجمہ اسے شناسا تمام زمین احوال مرقوم ہے بخلوت پسندیدہ شہو عام بنام شہنشاہ گردون جناب جہاندار و بخشدہ لعل و زر وہن کر کے شمشیر خانی طلب نہ تھی مجھ کو زہار فک کہ دگر رہ منصفی سے یہ بولے تمام کہ ہر یہ بنام شہر نامدار کہا۔ قصہ خسروان عجبم</p>
<p>سبب تالیف کتاب</p> <p>میا تھے سامان عیش فطرب تو پھر ہر کسی نے بیان یوں کیا یہ تاریخ فرخ نہیں ہر کہیں کہ احوال معلوم ہوں سرسہر سخن فہم و دانشور دیکھتے دان تم اب رنجی کی زبان میں لکھو وہ خاقان کہ ہر خسر و خندان خدا دند اور نگ و فسر کیا لکھی نظم یہ دلکش و آبدار سخن آشنایان بادین و داد بہت خوب ہو بلکہ ہو بے نظیر کیا فکر تب سال تاریخ کا</p>	<p>وہ مجلس تھی رشک بہا چین کہ ہر شاہنامہ تاش کتاب تو کل کہ مر سخن سنج تھا بہ شمشیر خانی وہ موسوم ہے کہ زور آور نکا جہانمیں خزا کہ نظم ترتیب آب و تاب جراغ شہستان سلطان پسر سنا یہ سخن جب تو با صد طرب بجز فکر اشعار شام و محرم ہوئے سن کے اس نظم کو خاکم بجا ہو جو ہوں اسپہ گو ہر شار تو پھر با لطف غیب سے صہم</p>	<p>سبب تالیف کتاب</p> <p>وہ مجلس تھی رشک بہا چین کہ ہر شاہنامہ تاش کتاب تو کل کہ مر سخن سنج تھا بہ شمشیر خانی وہ موسوم ہے کہ زور آور نکا جہانمیں خزا کہ نظم ترتیب آب و تاب جراغ شہستان سلطان پسر سنا یہ سخن جب تو با صد طرب بجز فکر اشعار شام و محرم ہوئے سن کے اس نظم کو خاکم بجا ہو جو ہوں اسپہ گو ہر شار تو پھر با لطف غیب سے صہم</p>	<p>سبب تالیف کتاب</p> <p>وہ مجلس تھی رشک بہا چین کہ ہر شاہنامہ تاش کتاب تو کل کہ مر سخن سنج تھا بہ شمشیر خانی وہ موسوم ہے کہ زور آور نکا جہانمیں خزا کہ نظم ترتیب آب و تاب جراغ شہستان سلطان پسر سنا یہ سخن جب تو با صد طرب بجز فکر اشعار شام و محرم ہوئے سن کے اس نظم کو خاکم بجا ہو جو ہوں اسپہ گو ہر شار تو پھر با لطف غیب سے صہم</p>

نخستین فکر سلطنت کیو مرث و جنگ بالشر دیو سار

<p>سخن کہے روشتہ دل ہو شہنشاہ سدا کوہ میں تھا وہ سکن مگرین کیو مرث کا دشمن اک دیو تھا یہ ہر عرض میری کہ جو حکم ہو کیا اسکو دہین دان سوئے شاہ کہ اب حکم کا ہوں میں سپردار جو وہ بادشاہ زادہ جنگ جو</p>	<p>یہ کتاہر زیر سہر بلند بجز جرم پوشاک تھی کچھ نہیں ارادہ اسے اس سے تھا جنگ کا تو جاؤن کیو مرث کی جنگ کو کہ تا ہو کیو مرث سے کی نہ خواہ جو ہو حکم جاؤن پئے کارزار ہو با بچہ دیو کے روبرو</p>	<p>ہو پہلے جو کوئی کشور کشا سیاک تھا اس شاہ کا اک پسر غرض بچہ اس دیو کا ایکبار سنا اسے جب یہ بیان پسر سیاک نے جدم سنی یہ خبر کیو مرث نے اسکو نہ صحت کی تو پھر ہاتھ سے بچہ دیو کا</p>	<p>شہ داد گستر کیو مرث تھا خرد مند مثل پدر نامور پدر سے لگا کتنے ای نامدار تو دیو و غنی فوج اس کے چلہا کہ کیا عرض جا کر حضور پدر بہت اس کے ہمراہ لشکر کیا نہ ہرگز ہوئی بس ہائی اسے</p>
---	--	--	--

وہ حمام اور قصر دیوان و کاخ بہت دلکش اور بہت ہستوار اور اس تخت پر بیٹھا تھا مدام غرض دیو دیکھے دوشیزا رکھکے تخت شہنشاہ نے کشتی بھی تیار کی جب آتا یہ نور و زعفران قرین جن انسان دیو پر کی کو تمام رہی خلق آسودہ دے خط نہ تھا کوئی نہ بخورش دہرین توشہ سے ہوئی دور دانش فور تو آید میں دین جھنڈ کے اکابر جو تھے انکو کر کے طلب خداوند اورنگ انسر مونسین نور و خواب و آرمہ اہل جہان جہان میں ہو مجھ سے پیدا ہونے کہ پس تو ہی جھنڈ و دوا کر ہوا جھنڈ سے ہے جس تہاں تخت وہ فرمانبراران شہر مدار شہنشاہ کے دلیں یہ آیا ہر لگی دولت اس شہر میں پھیلے گرفتار قسمر الہی ہوا لکھون گئے خفاک کی دہان سپہدار مباحض تازی بنام ہزار دن پروا شہر و گاؤں میں پیرایہ تھا اسکا خفاک مام حضور اسکا بیسن بہت گو دے تھا فریب انہیں یکسر بھرا لگا کئے ایلین سے اور بھی ولیکن میں کتا ہوں میں شہر سے

بنائے گزین دہند و فراخ سراپا لطافت سراپا ہزار رہے تھا سدا خرم و شاد کام جہان چاہتا وہ شہنشاہ تخت محیط جہان میں یہ پہلے نہ تھی تب تک جشن ترتیب کرتا دہن مہر بخشنا خسر و نیک نام بہت خرم و شاد شام و سحر رہی مرگ بھی دور اس دہرین ہو شاہ کے دلیں پیدا غرور کہ ہمسرہ یونین ماہ و غور شید کے یہ جھنڈ لایا زبان پر کہ اب جہاندار جھنڈہ زرہ یونین یہ جمعیت حنا طر مردمان نہیں کوئی تھجہ ساشہ نامور انہیں اور تھجہ سا کوئی تابور نصیب ہو سکے گیا تاج و تخت کنارہ لگے کرنے بے اختیار وہیں ہو گئے اسکے ہوش و حواس لگی آکھ بے دولتی گھیرنے جدا شاہ سے تخت شاہی ہوا

بنائے گج کو خشت درنگ سے پھر اک تخت شہ نے مرتب کیا کبھی حکم کرتا وہ یون دیو کو بہو بختا دبان ایکدم میں شوق سر سال کا ہی جو نور و ز نام مہیا دے دنگہ ہوتا دبان بعیش طوب ہفت صد سال تک نہ بے شغل کوئی نہ بیکار تھا جو کدے برس سات ہو طرح یکایک جواہری طرف کی نظر بجاہ و چشم زیر جرخ برین بتاؤ کہ دنیا میں ہو کوئی شاہ جہان کو کیا میں نے آراستہ نشاط و خوشی لغتہ و جام سے سنا جبکہ جھنڈ سے یہ سخن دے دین سمجھے یہ ز دانش اس کوئی دیکھو دیکھو یہ روز بہ خفا ہو کے شہ سے دیکھا کہ اب یقین ہو گیا یہ کہ یزدان پاک جہاندار جھنڈ خجرام کار ملا الغرض خاک میں بخت جم

احوال سلطنت خفاک تازی

کہ تھا تازیان میں وہ فرمانروا شہ روزان چار یا پونکاشیر رکھے سپہ تازی تھا وہ و ہزار گذارش کئی نقسین کہیں آن کر مہر تھا خفاک جو عقل سے وہ بولا کہ اسے شاہ فرخ نہاد کہ جو کچھ کہیں کرے تو وہی

طرح دارد و لچب ہر رنگ سے بیا قوت دگو ہر مزید کیا بروے ہو تخت کو لے جلو نتھادل میں اندیشہ تخت فوق سوا سکا ہی موجد شہ و الکرام غرض بعیش کرتا وہ شاہ جہان رہا حکمران شاہ زیر فلک کوئی درو مند اور نہ بیمار تھا کیا جو بیان میں نے یاں ج طرح کہ جاہ و چشم ہو مرا اس قدر برابر کوئی اپنے دیکھا نہیں کہ جسکا برابر مرے ہو دے جاہ جہان سے ہو راج بر خاستہ مرے ہی بسبب کہ ہر ایک شے لگے کہنے دانشوران ز من کہ جھنڈ جتن سے ہونا سپاس ہوئی فرد فرماند ہی لگی رد غرض ٹھ گئے وان سے در اسب مقرر ہوا مجھ سے اب خفاک ہو اب اس تباہ اور پریشان خوار ہوا جائے خفاک پھر تخت جم کروں لگی اب سلطنت کا بیان رعیت تازی میں مشغول تھا غریبوں کو دیتا شہر بنظیر بڑا جاہ تھا اور بڑا اقتدار کہ لچب اور غرض حقین کسر ہو انخرم و شاد اس نقل سے سخن خوب تر ایسے بن حکم یاد کسی سے نہ یہ راز لھو لے کبھی

سہم جنگ جو ہر دولشا ہوئے
 بیک گز توڑا سر کینہ خواہ
 پھار زگ سے جو ہو تھیاب
 اگر ہو سے جان بخشی و تاجور
 شہنشاہ کو لکھنا سکھا یا دین
 پس تھا جو جمشید ظہور شاہ کا
 جہاندا جمشید عالی وقار
 دیہ و قوی زور و آفاق گیر
 بیان سے فروز ہکا جاہ چشم
 فن پارچہ بانی و کشتکار
 ہوا عہد میں اسکے پیدایہ سب
 کیا شہ نے مردم کو مسکن گزین
 کہ اب اس مکان میں زعمت کرو
 سکھا و سہیل مردمان کو تمام

ہزاروں جلد تن سے ان ہوسے
 دکھائی عدم کی دہن ہکوراہ
 کیا حکم تب شاہ نے یون شتاب
 تو سکھا دین ہم ایک طرف ہنر
 وہ حرفو نکا پڑھنا بتایا دین

وہ غوشا کے جب مقابل ہوا
 رہے زندہ میدان میں جوا و دیو
 کرو قتل دیو و نکو کید مت اس
 پذیرا کیا شہ نے یہ اتنا س
 شہنشاہ سی سال کی داوی

بیان احوال سلطنت جمشید

خردمند دانشور و ہوشیار
 ہر اک شاہ تھا ہکا فرمان پذیر
 سد خلق پر ہکا لطف و کرم
 کیا شاہ جمشید نے ہککار
 ہو سے اس جہان میں ہویا تہ
 ہوا ہر کوئی ہر مکان میں کین
 تہ بے شغل و بیکار ہر گز رہو
 کر کرنے لیکن سب عمارت کا کام

خداوند اور نگ شاہ منشی
 شجاعت بہت خوب ہمت بلند
 سہر مند و اکہ دل و ذوق نون
 قزو و خرد و دیا و رستم کتان
 مراعت کے قابل میں تھی جہا
 سزا دار ہر شخص کے ہر مکان
 یہ دیو و نکو ارشاد پھر دان کیا
 ہوا جبکہ حکم شہ نامدار

تو غوکا شہنشاہ قاتل ہوا
 انھیں قید کر لے گیا وہ خدیو
 لگے کئے دیوان خوشخوار تب
 وہ لائے دوات و قلم شہ کے پاس
 رہے اسکے محکوم دیو و پری
 ہوا بعد اسکے وہ فرما سرودا

سپر دارا قلم فرمان و ہی
 اور قبائل و دولت سے تھا چونہ
 فرست ہر چیز کار ہمنمون
 زرہ جوش و تیغ و درگستون
 سوا اسکے جس تھا آب دان
 دیا در کیا حکم یہ بعد از ان
 کہ تم طرز و نقشہ رکابا ت کا
 ہو سے دیو تب و دین خوش کار



لو اسن کے صخاک اند گین کسی طرح سے چارہ زری تو گر نہیں اس چارہ کوئی اور نغز	لگا کرنے فریاد و زاری ہن شبابی سے عاجز نوازی تو گر کے سانپوں کو فے آدمی کا تو نغز بتایا جو ابلیس نے یہ علاج	یہ کہنے لگا پھر زرو سے نیاز کیا شاہ نے جب بہت انگشا تری جان کو پھر نہ ہو کچھ گونہ لگا کرنے دالم خداوند تلج	کرا می مرد فرزند چارہ ساز تو بولا وہ پھر یون کہ ای تاجدا سے پھر نہ تو اس قدر دردمند
--	--	---	---

آمدن سلطنت ایران بدست صخاک آوارہ شدن جمشید و رسیدن تنہا در شہر البستان بلبل

یہ ہر ملک کشورین پہونخی خبر لکھے جو دو مار سیلے پائے پاس بزرگان ایران کہ جمشید سے بیان کر کے احوال ایران تمام سینکرو دین شکر بیکران شکست آئے تہائی بہنگام جنگ وہ ہا کوئی بھی پھر نہ بجزہ جم کئے لوگ صخاک کے پھر روان کردن پھر ہر اکا بن بد فزون گر لاشے اسے جو گرفتار کر نشد بدہ چرخ بر فتنہ ہم سہراک سے چھپاتا تھا وہ آپ کو غرض رفتہ رفتہ بصد حج و عمر مے مہر سے حسن بن جو بہتی وہ ابرو تھے یا تیغ بران تھے وہ قامت کمون یا قیامت کمون لبوں سے جو کچھ اُسے ہوا آشکار سوا خوبی و حسن کے وہ سنم جو در پیش آئے تھے کوئی جنگ برس پندرہ کی تھی وہستان اسی سال میں جو منوہر شاہ دیو و جہنم منہ صاحب خفاک وے باپ اس کے انکار تھا	جسے دیکھ کر تھے مین ہوش حوس تھے سخن تھے سو وہ آن کے کیا عرض یوں کی شہ زو لکرا کیا شاہ نے ساتھ انکے روان گر زبان ہوا شاہ جہریدہ نگ کسی سمت تنہا گیا شاہ ہم کہا یوں شہ جم کو یا وہ جان زرو گوہر و لعل نعام دون رضامندین اس سے دن بیشتر شب و زبا خاطر بزم الم نہ ہرگز جتنا تھا وہ آپ کو گیا ز البستان میں وہ شاہ جم دل رام دولدار و محبوب تھی وہ مژگان تھے بلکہ میکان تھے قیامت بلالہ قامت کمون وہ میسوی سے نہ سوزینا نہ مرد و سہ تھی کچھ شجاعت میں تو بخوف اندیشہ بن سیدنگ خرومند دانشور و نکتہ دان سے ز البستان لایا سیاہ مہان میں تھی وہ در باجیٹال کسی کو نہ دیتا وہ ز نما تھا	یہ بہت ہوئی شاہ کی مین ہوئے پیش صخاک حاضر بھی اگر فوج سرکار جائے ادھر وہ جمشید بھی آ مقابل ہوا جو اقبال و تخت بر ہم ہوا ہوا شاہ صخاک ایران کا شاہ اسے قید کر کے بیان لاؤ تم سہراک سمت کے پھر فدا کرو بڑا رتبہ اس کا میرے حضور سو وادی و کوہ آوارہ تھا میں ہی ارم دم سے پوشیدہ تھا سیدار اور نگ اہل کشاہ وہ زلف و تاج کی دام بلا کئے سیکردن اک نکتہ سے ہلاک کہوں کیا کہ رفتار نے کیا کیا وہ چشم ہلکی خون زہر دم مدام سہرہ پلانی کے تھے شکوید پہنتی تھی پوشاک مردانہ وہ جوان تھی و لیکن بہتہ سیر جبر تو بہتہ سیر سے اس کی بدخواہ پر بہت تر کے شاہان طلبگاتھے یہ بس عہد دانش تھا باجدگر	کہ صخاک شاہنشاہ تاجور کہ ڈرنے لگے لوگ ہر شہرین کہ حسرت باندھی پئے بندگی تو ہاتھ آئے وہ ملک بھی وک نے کام دل کچھ نہ حاصل ہوا تو حرم اور لقبہ لشکر جم ہوا مواوہ نصیب کے تاج و کلاہ انخص کنان بہ طرف جاؤ تم گیا وہ مین حکم شہ نام جو غم و فکر دینار و دل سے دور نہایت غریب و بچارہ تھا کہ آفت سیدہ و غم دیدہ تھا رکھے ایک تھا دختر رشک شاہ گرفتار جنگا نہ ہوئے برہم ہزاروں ملائے تہ خون خفا کہ ہر گاہہ بر فتنہ بر پاکیا ہوئی جس سے ترکوئی ترکی تمام وہ تھی پہلوئی میں بھی بتاد پئے رزم جاتی دیرانہ وہ شکوہ و فرات میں بھی بنظیر شہ ز البستان نے پانی ظفر بہ نقہ دل جان خرمدا رتھے کہ وہ ماہ پیکر جسے دیکھ کر
--	--	---	---

قسم کھا کے ضحاک نے تہ شباب
ہوا جبکہ آپس میں عہد ستوار
کہ تو ہر جوان اور ترابا پیر
یہ گفتار تو ناپسندیدہ ہے
کمی شاہزادے نے یہ بات جب
رہے تیری گردن پر سو گند بند
یہ پوچھا کہ کس طرح بھگے ہلاک
کونان ایک اُس شاہ کی راہ میں
وہ شہر میں مکان میں وسط
کیا اُسکو خس پوش پھر سر بسر
گئے ٹوٹا اُسکے سرودست پیا
پھر ابلیس بدعات نے یون کہا
مری دانش و عقل و تدبیر پر
سراسر جہان کی تجھے خوبیاں
نوازش بہت اُس پر مصروف کی
خورش خانہ و خسرو نامور
وہ طیار کر پیش فرمان روا
ہوا کھا کے اُسکو بہت شاد کام
کہ اے قدر دان شاہ فرخ سیر
بصد لطف بیک و تدبیر و سفید
زر وئے عنایت کہا یون کہ اب
مری آرزو ہو یہ شام و بگام
بر آوے مرا بدعا کیا عجب
نوازش سے تجھ کو گردن ارجہ
جو کف اپنے شہ نے برہنہ کیے
یہ کردار بد کر کے دان آشکار
کیا چلہ و دانش و نئے طلب
پھر اتنے میں ابلیس پیدا ہوا
ہوا وہ لکھا جو نصیب و نین تھا

دیا اسکی گفتار کا یہ جواب
یہ ابلیس بولا کہ اے نامدار
یہ تجھ کو ہر زمیندہ تلج و دسر یہ
نہ میزان دانش میں بھیج دے
یہ بولادہ ابلیس پاک تب
تو ہو غوار اور تجھ کو ہو نیچے گزند
تبا کوئی تدبیر بخوف و باک
کردن کندہ تادہ گرے چاہ میں
عبادت کو جاتا تھا ہنگام شب
شہ نامور کو نہ تھی کچھ خبر
ہوا قید ہستی سے دم میں رہا
کہ صد شکر اے شاہ کشور کش
عمل تو کر دے ہر شب روزگار
میسر ہوں یا بادشاہ جہان
کھید خورش خانہ پھر اُسکو دی
لامبا جبکہ اُسکو تو شام و سحر
کبھی مرغ لاتا کبھی چار پا
کہ تھا خوشتر و نغز نیکو طعام
خورش لاؤنگا اُس سے کل لغو تر
پکالے کیا بادل پڑے سفید
جو کچھ چاہیے مجھ سے کر تو طلب
کہ دون ایک بوسہ سر کفت شاہ
مجھے کامیابی ہو یا صد طب
کہ ہونا تیرا جہان میں بند
تو شیطان نے اپنے بوسے دیے
نظر سے وہ غائب ہوا نابکار
لگے کرنے تدبیر و تجویز سب
بشکل طیبیان جو مدرا ہوا
نہیں دفع ہوئی پھر گز بلا

یہ مذکور کیا جو ترے راز کو
جو متاض تازی ہو تیرا پدر
یہ سنکر ہوا دل کو اک سکے درد
رہ دین و دانش سے جو دور ہو
اگر اس کام سے تو کر دے گزند
نہ خون پدر اُسکو منظور تھا
اگلا کہنے پھر وہ کہے نامدار
مکان ملک بیرون دولسرا
شکار نایاک نے ایک چاہ
کیا جب آدھرو کو تو بس راہ میں
وہ ضحاک بے رحم و بیدار گر
ہوا میری تدبیر سے اب تو شاہ
تو ہو بادشہ ہفت اقلیم کا
یہ سن کر ہوا شاہ ضحاک شاہ
خوراک و رجز میوہ و نان ان
پکانے لگانغز و خوشتر طعام
بچا ایک دن بقیہ مرغ و دان
زر وئے طب شہ نے کی زمین
خورش دوسرے روز پھر شاہ
وہ ضحاک لے جبکہ کھانا طعام
کیا عرض ابلیس نے پھر شباب
یہ ترس نہین گرچہ میرا بوسے
یہ ضحاک بولا کہ اے نیک خو
یہ کہہ کر دیے کھول کف انجوس
دیے جبکہ بوسے سر کفت شاہ
جہاندار ضحاک حیران ہوا
پرس در و کا کچھ نہ پایا علاج
وہ اگر حضور شہر نامدار
تری زندگی اب تو دشوار ہی

گردن ظاہر و مرد فخر خندہ خو
تو اُسکو شبابی کین قتل کر
اگلا کہنے اُس سے کہ اے نیک
وہ بیدار کب مجھ کو منظور ہو
پھر عہد سے اپنے اذنامو
ولیکن وہ باچار و مجبور تھا
یہ کچھ کام مشکل نہین زنیار
شہ نامور نے کیا تھا بنا
کیا کندہ دوہن سر راہ شاہ
اگر شاہ آزاد ہیں چاہ میں
سرخٹ بیٹھا بجائے پدر
مبارک تجھے تخت و تاج و کلاہ
خداوند ہو تخت و دوہیم کا
اتلق اگلا کہنے شام و بگام
نہ تھی اُن دنوں بہار میں جہان
مزید خوش ذائقہ ہر طعام
خورش کردہ لایا تو شاہ جہان
یہ سن کر کیا عرض سے دہن
حضور جہاندار نے سن نہا
نہایت ہوا خرم و شاد کام
کہ اے شاہ ضحاک عالیجناب
اگر شہ کے لطف عنایات سے
تسے دل کی بلاؤں بیا زو
یہی دل میں ابلیس کھتی ہیں
ہوئے دوہن بید و دمار سیاہ
بہت اپنے دین پشیمان ہو
کسی کو بھی سکا نہ آیا علاج
اگلا کہنے شہ سے کہ شہر
خرد چارہ سازی سے ناچار ہو

کیا شینہ و جام پھر دانا طلب
جو حکم اس پر پھر نہ یوں کیا
بزم شہان جو ہوا بادہ کش
کہا پھر ہمیشہ سے ایوان
لگی کہنے پھر یوں ہر شک نہ
دیا شاہ جمشید نے یہ جواب
عجب چیز ہو بادہ ایوان زمین
کرے دم میں یہ بزدلوں کو دیر
خوش گزرتے کو زیادہ کرے
ز بس مجھ کو بھی راہ کی لاندگی
کہ جمشید شاہ جہان جو یہی
بیکیا یک یہ خاطر میں گذرا کہ
تو اتنے میں گلشن کی دیوار پر
کوئی شوق سے جیسے بید و غم
جو یوں بیٹھے دیکھے کہو تر بہم
تو فرماے نہیں سے اس دم جسے
نہ زن تشددی کرے وقت کار
وے ہمسری مرد سے کیا کرے
دلیری و تدبیر و زور و ہنر
یہ منکر پر بد موی شرمین
کمان ہاتھ سے آگے جم کے بھی
تو پھر دل جے چاہے میں کو یوں
پریر و بھی اس مز کو پاکسی
کمان سے ہوا تیر جسم در ہا
وہ چو غر و تھی نازنین کی کمان
لگی جی میں کش کہ کیا جنیل
عرض قوت زور جم دیکھ کر
تصویر جم کے پیا پھر شتاب
کہو تر جو بیٹھا ہو پھر ان کے

ہوا و عیش و نشاط و طرب
تو پھر جام ساقی نے جم کو دیا
یہ کہنے لگی جی میں ہر خوش
رہ دور سے اب تو آیا بیان
تجھے خواہش نہا دم ہی مقد
کہ ہو بیشتر مجھ کو میل شراب
کہ دے کرے دو رکھتہ میں
پسے ہو کوئی کرے کار شیر
نعم دلوں میں و بادہ کرے
تھا نہ ہوئی بادہ ناب کی
جہا نہ را شاہ شہان جو یہی
شبہ شہ جم کروں میں طلب
پڑی اس پر پھر ہ کی جو نظر
ملا ہے لب بارت لب ہم
تو کچھ شرمی آگئی پیش جم
کردن حید شکوین اک تیر
نہ کر میشدستی تو اب نہی ر
کرے ہمسری کر تو بیا کرے
رکھے مرد جو دن ہاں بیشتر
عرق آگیا چہرے پر نہ میں
کیا غنہ بھی اور بہت عاجزی
بھد شوق ہم بستر اپنا کروں
یہ بات کہنے بھی ہیان میں آگئی
گری مادہ ہل ہو نہ ٹا گیا
کہ رابل میں تھے جہد ہلوان
شبہ شہ جم کی لکھو نہیں آج
ہوئی آفرین خوان ہر شک نہ
پر پھر ہونے ایک جام شراب
نشانہ کروں تیر کا گر گئے

کہا نازنین کے کر اب بید نگ
کیے نوش جم نے پیائے سر جام
کہ ہو یہ جان بیکمان بادشاہ
کے واسطے ہو حاضر طعام
کہ جز بادہ کو کچھ نہیں چاہے اور
کبھی گزرتا پاؤں تو بیتاب ہوں
دل تیرہ کو روشنائی ہو سے
جو ہو پر فرقت بھی بادہ کش
کے رقع سب ننگہ بے تن
کیا جھباحت جم نے سخن
لگی کہنے پھر جی میں یوں شہان
کسی کہا یوں کہ جاؤ شبہ
تو دیکھا کہ بیٹھے کہو تر میں دو
وہ دونوں سرگرم راز و نیاز
طلب کے پھر وہ میں تیر و کمان
شہ جم یہ بولا کہ ایوان زمین
اگر لاکھ زن ہو شجاع و دیر
کہ زن زن جو آخر کو اور مرد
حوالے سے کر یہ تیر و کمان
وے دلمین افزون محبت ہوئی
کہا پھر یہ جم نے کہ ای نیک خو
مراد اس سخن تھی ہر شک نہ
پیا جام پھر جم نے اور بید نگ
پھر اک ام میں بیٹھا و ترا کر
کوئی کھینچ سکتا تھا اسکو نہیں
ہوا بس یقین یوں کہ جمشید جو
طلب کا رجم کی ہوئی دلمین بس
شہ جم سے پھر آپ لیکر کمان
تو جس مرد فرخ پائل ہو دل

پلاؤ سے بادہ لالہ رنگ
ہوا و روانہ شہ دل تمام
کیا جھنج نے لیکن اسکو تباہ
دہ بولا کہ تم اور دو مجھ کو جام
نظر لے مجھ کو عجب تیرے طور
میں صبر ہے بادہ ناب میں
جسے کوفت ہو ہو میانی جو
تو ہو جو ان پیکے ای جو دل
لگے می سے خوشتر بہا رجم
لگان لیگی تہر شک چین
کہ کو نہ یقین ہو مرایہ گان
میں باجے جم کی لاؤ شبہ
ملا کر ہم ابھی منتقار کو
ادھر سے نیاز اور ادھر تھان
لگی کہنے جمشید یوں کہ ہاں
جہان مرد ہوں ان لایہ زمین
تو ہی اپنے نزدیک ہو شل شہ
شہوزان میں مردان جو گرد
ہنر دیکھ میرا تو اودوستان
زیادہ شہ جم کی لفت ہوئی
کروں گرم ف تیر کا مادہ کو
کہ ہو ہم آغوش جمشید شاہ
کمان کھینچ کر ایک راخذ نگ
کہ بیٹھا ہوا تھا جہان بیشتر
وے جم نے کھینچا تو وہ زمین
تہا پر پوشیدہ نور شہ ہے
ہوئی وصل کی کے دلمین
یہ کہنے لگی وہ بہتستان
ملاقات کا اسکی سا مل ہو دل

رکھے جلی کی اپنے جی میں ہو
 سو اس لہنے ایک دن سخت کو
 کہ ہو تو ہم خواجہ شاہ جم
 کہا تھا یہ دایہ نے جا کر شتاب
 یہ فردہ جو ہونے سنا یا مجھے
 وہ جم اتفاقاً وہاں جو گیا
 ہوئی آرزو سے دل شاہ جم
 نے جا جوئے نہ جانے دیا
 تے اک نمبر کے گیا بیٹھ جم
 پڑی مسکی جمیشہ پر جو نظر
 یہ پوچھا کہ تو کون ہے جوان
 کہوں کیا کہ رکھتا تھا دولت عظیم
 مجھے خواہش نہ تھی ناب در
 کہ مو خاطر غمزدہ کو سرور
 کہایہ کہ ای بانو سے مہربان
 تے اور سرگزشتیں کچھ ہو
 کہ آئے تو میں چاہی شرب
 یہ لکھ لکھی بس ہر سرداران
 یہ سمجھی وہ بہت بستان
 اثر کر گیا عشق جمیشہ کا
 تو بیٹھا جواب کیوں نہ شجر
 بس بے کچھ کہ اس سار کو
 کیا جب طلب لے جمیشہ کو
 کیا جم نے جانے میں آخر خندہ
 رکھے جان ہے گرامی مجھے
 عرض شو کہ تو بیان آشتاب
 اور اب اسکو دیکھا تو شیدا ہو
 شہ جم کے رکھ لکھ میں اپنا ہوا
 کنیزان گل چہرہ آسین ہاں

خوشی وہ ہم بستر ہکا ہو بس
 کہا تھا کہ ای دخت فرخندہ خو
 اور اسے موک طفل فرخ ششم
 حضور شہنشاہ عالی جناب
 تو راز تہان سب بتایا مجھے
 سر راہ اک باغ تھا شاہ کا
 کہ اس باغ میں چلے آگے ہی کہ
 وہ ناچار مجبور سا ہو گیا
 کہ ہر در دل سے غبار الم
 تو حیران ہوئی بس میں کچھ کر
 عیان کر تو مجھ سے یہ آرمناں
 بہت حشمت جاہ و شوکت عظیم
 کہ دل رنج سے سخت بیتاب ہو
 ذرا ہو کلفت سرولے دو
 در باغ پر ہو اک یا جوان
 طلب و رسا غزلی لکھتا ہو بس
 نے اسکو ہو بچاؤ کی میں شتاب
 پرستار کے ساتھ آئی وہاں
 کہ ایرانیوں سے ہو یہ جوان
 گرفتار آفت ہوئی دلریا
 تو پھر ہو کیوں یا میں آن کر
 تجھے یاد دے آئی ای نیکیو
 تو سوچا یہ جمیشہ فرخندہ خو
 و سکن وہ بولی حذر کچھ نہ کر
 بہت پاس خطرے میرا تے
 کہ شاہ بھی ہوا سرد و شرب
 اثر عشق کا دل میں پیدا ہوا
 خزانہ میں ہوئی اس کے ساتھ
 ہو میں جم کے آگے وہ سجد کرناں

از نال دل ک ای تھی خست کی
 تے میں دیکھ جو طالع تہان
 یہ سنکر نوید سرست فند
 یہ سن شاہ نے مژدہ و لفرور
 عرض اس سے وہ شاہ بین
 اور اس باغ میں تھی وہ لدا بھی
 ذرا جی کو وہاں اپنے بھلائیے
 ہوا خوش جو آئی تو سرور باغ
 کسی کام کے وسطے ناگہان
 عیان جم کی صورت تھی نکلی
 دیا شکوہ جمیشہ نے یہ جواب
 برابر گمہ و بخت برگشتہ ہوں
 خداوند سے باغ کے لاشتاب
 پرستار نے جب سنا یہ سخن
 اگرچہ وہ آفت رسیدہ ہو پر
 پرستار سے منکے وصف جان
 سے محل و شاہد دنواں
 در باغ پر جب ہوئی جلوہ گر
 ہوا زرد غم سے رخ لالہ رنگ
 لگی پوچھنے یوں کہ ای خستہ حال
 گمراہ کنیزک پہ ماںس ہوا
 اگر تجھ کو آرزو سے شرب
 جو جاؤ نہیں پیش بستان
 پیر ہر مرا شاہ زابلستان
 مجھے ہے یہ پرداگی و زو شہ
 نہ تھا جمیشہ نے پیشتر
 گیا باغ میں شاہ جم پھر وہاں
 گئی سیر کرتی وہ اک حوض پر
 حکم پر پر و بشت گلاب

کہ انجم شناس و خرد مند تھی
 ہوا یوں عیان مجھ سے زہمان
 بہت شاد جی میں تھی وہ لربا
 کہا قابل سے کہ ای نیک و زہ
 نہ سننا تھا خواہ شکر و شکا سخن
 جو دن ات جم کی طلب گار تھی
 صبا کی طرح سیر کر آئیے
 وہ لکھ در اباد دل باغ داغ
 کنیز اس پر یوں کی آئی ہاں
 دشتندہ تھی شوکت شمری
 کیا چرخ نے سیر خانہ خراب
 خراب پریشان سرگشتہ ہوں
 ابھی جلے دو تین جام شرب
 گئی باغ میں پیش شکوہ جم
 رخ خوب اسکا ہو رشک فخر
 لگی کہنے وہ دختر دستان
 سر دودن جنگ عشرت کلاں
 تو صورت کو جمیشہ کی دیکھ کر
 طرح غم کے ہو یہ جی تنگ
 گرفتار شورش و رنج و ملال
 اسیر محبت ترا دل ہوا
 تو اس باغ میں ہو جوان آشتاب
 مبادا کوئی آئے یہاں
 میں لگی ہوں کن خردستان
 جسے چاہوں اسکو کر نہیں طلب
 کہ اک دخت ہو رشک شمس و فخر
 ہوئی شاد و خرم بت نازین
 ہوئی فرش شاہانہ پر جلوہ گر
 شہ جم کے پھر بانوں دھوئے شتاب

تو مجھ سی دل آ رہا وہ دلدار سے
جدا لی کے ہونے رو سے بقرار
یہ کہہ کر گئی دے اختیار
یہ لکھتے تھے کہ دن بکراں
کیا دھتکے بے بہت کسا
مخالفت مرا ایک کو بخت ہو
مجھے دوستی تھی سے اندیشہ
یہ سن کر گئی تھیں وہ گل عذار
کہ بدخواہ تیری ہونے نہا
یہ جب میان لے قول قسم
پر کچھ دے ۲ تھیں جو کا تہ
سندھ سقاہ طرح آئیں تھی
تسے عقد پر بخت جو ت گوا
ہوئی بچا بانہ وہ ہم کنار
وہ باہم لے عیش کرنے مدام
تو کرنے لگا تھی وہ جستجو
یہ سننے ہی بس وہ ہو تھیں
ہوئی ہفتہ باسے سیاک تو
سیراز کو تھے جو سے خان
کیا عرض تھے کہ سن کوید
دے شیشہ خاک تو وہ نہیں
جہان میں کوئی سکا ہم نہیں
لفیض خدا سے پایا تہ
سنی دے سے لسنے یہ بات
یہ کہ یاوری بخت کی سرسیر
کہ ہو جھ سے خوشنود وہ شہنشاہ
یہ سنکر وہ دلدار روتے لگی
روادھ نہ خوریزی شاہ جم
اٹھا اپنے دل سے ذرا یہ خیال

پر کچھ وہ رہا رخسار سے
خدا کے لیے بخت ہو ہم کنار
زبان پر یہ لائی کہ کاناہ
تو کہ بخت را ز نہ عیان
ایہ کہنے لگا تب شہ نامدار
دوم دشمن جان وہ بخت ہو
کہ زن کا نہ ہرز و فاپشہ ہو
کہ ہرز نہیں ہونا زہنا
دل دلچاہے مون میں ترقی خدا
تو اس ہوا بے ہر شاہ جم
طرت تھکے تھیں اپنے ساتھ
ادا کی جو رسم وہ دین تھی
ہوئی شہ کی مشکوٰۃ شکرانہ
عجب رنگ کی اس تھی تھی
لے عیش کے وہ لے پشہ جام
کسی نے ضروری کہ وہ مامور
اور آئی وہ جب ختر ناز میں
اڑانے لگی سرسہ خاک تو
وہ رنگتے ہو تھے عیان
ایہ سکھ تھے تو نے یہ پیشہ
وہ نیا کہے تھے کو مو راہین
کوئی جاہ میں اس پر نہیں
ہو جلوہ گر ہر مقصد کا نور
شہ راہستان ہوا شاداب
ہو جو گذر شاہ جم کا ادھر
افزون ہو مراء و جاہ و وقار
وہ بے صبر تھے تاب تھنے لگی
مری جان پر تو ذکر یہ قسم
شے اپنی گردن پہ تعلق زبان

نہ ہو شوکت گرجم خوش باب
نہیں تو کروں ہے سب کو چا
مقرر ہو تو جم تھے جو یقین
جو بچہ راستی ہو سوہ بات تو
سب سے رہتی سے نہ کیوں ہو خدا
خبر اسکو ہو تھے مبادا نہیں
نہیں جو پسندیدہ عاقلان
قسم تو تھے اب ہی جان کی
نہ کر خوف و اندیشہ کو ناموس
کہا فقہ پیر جم نے اپنا نام
کیا جا کے آراستہ تخت زور
ہوے عہد و چان حکم حکم
سہ وہ زمین ہوئی جاے خواب
ہوا چہ وہ فیروز رنگ مراد
کئی روز گذرے کہ وہ سیر
ہوئی اک جوان گریز راب
تو چین چین ہوئے از سے خرم
کیا جاگ تاب شرم کا پیر میں
وہ تھی حاملہ کن لون گلبدن
کہ تھے جسے اسے بچو اب جو
رکھا میں ناموس کہیں لگا
یہ ایہ نے بھی عرض تھے کیا
شہ جم بیان کیا ناگمان
یہ بولا کہ خوش تھے مرادہ دیا
مقرر تھے باندہ کر صبح گاہ
تھے لطف سے اور اقلیم دے
یہ ہوئی کہ اسے خسر و نام جو
جوئے اپنے لشورین اگر پناہ
سدا تخت و سیم رہتا نہیں

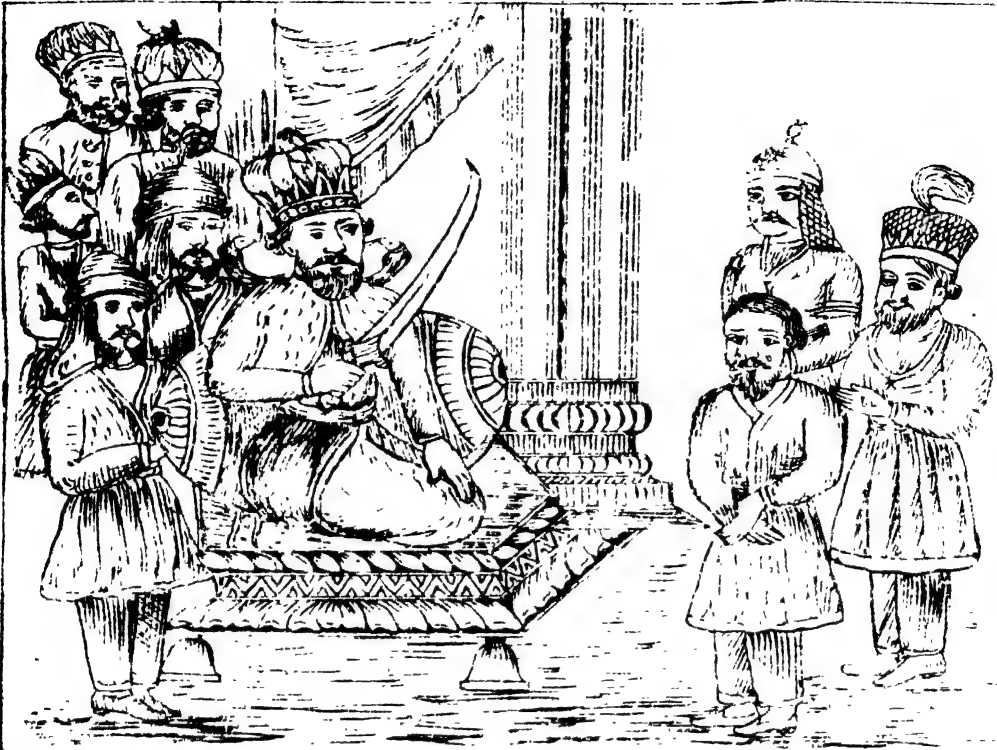
تو حدیث ہو اور ہو غصہ
کروں آہو ایک میں ہلاک
تو اقرا کرتا جھلا کیوں نہیں
رکھے کیوں جو ہوشہ اونا بچہ
کہ رہتا ہوں دھرتی ہو چہ
اور آجا دین اس کے اونا بچہ
کہ زن عیان تھے راز نہان
شہم جو تھے اپنے ایمان کی
مجھ اس کا کہ نہ جاے خط
کیا ظاہر آگے پر ہوش کے نام
ہوئی ساتو حشرہ کے جلد گر
ہو اساتو کھر دے ہو ہجم
ہو انا حال سہ آفتاب
دشا نہ پہ بیٹھا خدا رنگ مراد
بہت کم لگے آنے پیشہ پیر
اسے جو ہم آشوش ہو درویش
رکھا تھے اسے کہ اسے ختم
لیا جامہ بے حیائی ہیں
ہو زور تھانے رشاک تیر
سوا یا تمل میں یہ مل نہ تھ
کیا بخت وہ شاہ عالم نیاہ
شہا میں نے جو کچھ کہہ دیا
ہوئی حاملہ اسے یوستان
مے دکو مسرور و شادان
روادہ کروں سے صفا شاہ
در و لعل کشے زور و سیم
تو جوہر و قعدی کے دیپے ہو
دعا ساتھ اس کے جو مبداء و تہ
ہمیشہ زور و سیم رہتا نہیں

مرا دہم آغوش ہوشوق سے
سمجھ یہ کیا شاہ جہ بھی ہن
کما آئے یہ اجرا انک قلم
جو دیکھا تھا طالع میں تیر سروس
نہ کر بر سو وصل کا سیاب
شنا آئے دیکھ جب تیخن
یہ ایہ سے بولی جو تھے کہا
جو صورت جم کی مقابل کی
تو اور زلم و دلیم کو یاد کر
پریر و نے دیکھا جو کیا انجم
تیر جیسے پیرم طرب
یہ کہنے لگا جم کو اے گل عذار
کے پر بنیان کی جو سے نگاہ
لگا لئے جو ان بارے نصیا
کیا شاہ جہشہ کو یوں تباہ
وہ مار سے جسک میں کتف پر
کرا ہے وہ برگشتہ اخر کمان
کھین کر ہر ہلائے بزرگ
کہ ہر آپ جم یہ شہ نام جو
کما پھر یہ خلوت میں ہی ہے جم
شہ پر یہ بولا کہ امی دل شان
تعلق بہت نازنین نے کیا
کے گا تو انکار کر لاکھ پر
بنا نہ کر تا جو اب بار بار
تھے وصل کا کچھ کو مر دہ دیا
آری سی تمناسے دیدار بھی
نہ آرام جان جو کچھ جگہ ناب
غرض آخر کار لایا دھر
بہت شائے ہے خوشگ

کروں سکو سمجھو اپنی دوس
کہ میری طلب کا رہ نازنین
نگہ کی دہن آئے سے جم
ہو آ شکار بالغات رب
خوشی سے ہمیشہ کی شتاب
ہوئی اور دیوانہ وہ سہمتن
ز سے کرم رہا لے خدا
تو سب باعث فرحت دل ہوئی
دل پرالم سے کیا نامہ سر
تو پوچھا کہ کیوں تھے کی چشم نم
یہ وقت گریہ کا جو کیا سبب
جو دنیا میں ہیں عاقل و خواہ
تو دیکھی شہ جہ امی رنگاہ
رہا کچھ دلمین کیست قرار
لایا تھیں یک دست تاج ملام
وہ صورت میں دیوت بھی تر
بجز نام سکا نہیں کو نشان
ہوایا دلمین بقدر شہ و رنگ
وہن جہا ناما دیہ آپ کو
نہ پوشیدہ رکھ ہے جان میں ہم
سر پایا غلط ہے تیرا گمان
دیکھن یہ انکار کرتا رہا
کر دنگی نہ تھہرے میں اب گداز
نہیں جا رہا پیش کچھ رہیا
ادر میں از سے مجھ کو وقف کیا
دل جان تیری طلب کا بھی
نہ دلمین نمک نہ آنکھ میں جو
مرا جذبہ دل تھے کھینچ کر
نہ اتبال میں کیا زینہار

یہ اس گفتگو سے تھی سگی مراد
ہم گفتگو دان خوشی سے تھی
لیا جم کو بچان اور یوں کہا
طلب کا تھی جسکو سوہی
وہ دختر کہ تھی عاشق سے یا
اور اپنے ہوئی دلمین خوش شیر
پہر اتنے میں ان جم کی آئی شہ
شہ جم کو دایہ نے پھر دی شہ
لگا کھینچنے مار ہم شہ یار
انگہ کر کے آب تو سو پر بنیان
گیا کس طرف ہائے تیر خیال
ستہ دیدگان کے وہ احوان
نبھے یاد آیا وہ جاہ و چشم
کیا جو چین ستونے باسے
جہان کا کیا شاہ و ضحاک کو
نہیں ہر خبر شاہ جہشہ کی
خدا جانے جہا ہے یہ مر گیا
یہ قصہ بیان جبکہ جہ نے لیا
کینز دنگو کیسہ کیا دان سے دور
کما میں نہیں ہم وہ بولی کہ ہن
کچھ جم جو جہی تو ہے نہیں
جہت کر کے یہ بجز اور لکھا
کہ جگہ لیا میں بچان اب
ہر ایہ جو تھی ہوئی ہر بیان
کہ تھہرے خدا سے لکھ کے سر
تری شہتہ ایک ستھ ہون
خدا سے یہ خواہش تھی و نام جو
غلیت سمجھ تو مے وصل کو
کہ تھہرے دل زار دیوانہ تھا

کہ بہ جفت جہشہ فرخ ہندو
کہ دایہ ہی آپ کو سگی سخت کی
کہ امی دختر ہوش و دل رہا
شہ جہ شہ نام جو ہر سی
کے تھی تمناسے ہوش کن
کہ شہ شوق مطلب ہوا جلوہ لہ
وہ دایہ کہ نے دھجائی شہ
اور اتنے وہ اپنی خود بھی شہ
ہوئی زار رہی زگر شہ
سہ کسے یان تو نا لکمان
کہ کسے کچھ تو نے پایا لال
نہ و در دست نہ رہے میں
بزرگی دار رنگ تاج و ظہر
سہ ظلم میں غمہ پڑے ہائے
وہ تاج و تخت کیا یان کو
نہیں جسے اس کے پیرا ہی
ہو اس کا احوال کیا بیان کیا
تہل میں دست اپنے جہ میں
رہی ایہ وہ بہت رشک
یہ سہی ہو کیا سکر پر بنیان
کہ کوئی ہم شکل ہوتا نہیں
وہ بولی کما خوشہ نامہ دار
تو مت طان لگا جگہ بچان
خبر دار ہو رازا خستہ ہان
یہ سنگر شہ روز شام و سحر
گرتا رٹھ تیری فرقت میں
کسی طرح تیری ملاقات ہو
کہ تھہرے ہوئی آپ بن کام جو
تھے عشق میں سبک بیکار تھا



الم سے تمام کا چہرہ تھار د
 خوشی سے وہ صخاک پیدا کر
 پر اب سطح کیون ہوا خوار تو
 کمان بادشاہی تاج و علم
 جواب سکو جمشید نے یہ دیا
 نہ مغرور دولت پہ ہو سقد
 کر گیا فلک تجھ کو خوار سطح
 کروں یا ظلم سر کشمیر سے
 یہ گفتار سن کے اٹھا کہنے جم
 یہ صخاک نے پھر کسی کو کہا
 پھر آ رہے خیر اسے بس ہان
 نہ دور فلک کا ہو کچھ اعتبار
 سران مہر جو بیان ساز مرگ
 جبل بن زمین کو یہ ہو نچی خبر

گرفتار خوار ہی تھا وہ نیک
 مواخذہ زن طاق دیکھ کر
 خرابی میں کیوں ہو گرفتار تو
 کمان لشکر و فوج جاہ و حشم
 کہ مجھ سے نصیباً جو یوں پھر گیا
 زار و زبد کا بھی نہ لیتہ کر
 کہ دیکھے ہو تو مجھ کو اب سطح
 پر دوں تے تن کو یا تیرے
 کہ اس وقت مجھ کو نہیں کچھ علم
 کہ جبر داسے ایک راہ منجھا
 جسے ایک جم گئے و پیکر جہا
 کہ پھر تائے یہ یس و نہار
 سد اکوش زہر بس آہ از مرگ
 تو رنج و الم سے مونی نوہر گر

اٹھانا نہ تعاضل سے مردان
 لگا کہنے ظالم یہ جمشید سے
 موا کس لے تجھ لے برگشتہ بخت
 کمان حکمرانی کمان گیر و دار
 تو بجا ہو اس بختیاری پہ باز
 تجھے بھی یہ پیش آ گیا ایک زار
 لگا کہنے پھر یوں وہ بیدار گر
 زار کہہ کہ کیا ہو تری آرزو
 قتلانے یہ چاہا تو کیا خوشی
 وہ دوختے لایا اور اک لہ بھی
 جہان سے عبت ہو مید وفا
 جو ہوا جہنم کو یہ چرخ وون
 خیر یہ گئی سے زابلستان
 نہ آنکھوں میں غم اب نہ دلی مار

اور آنکھوں سے تھے اس کے آنسو
 فزون تھا زار سے نور رشید
 کمان ہو تراب وہ دہیم تخت
 کمان تے رسم و آئین کار
 عبت ہو پھر اس تاجدار ی پاف
 رہ گیا نہ تیرا سدا نیک و زار
 کہ کھینچوں تجھے اکھڑی آری
 وہ منظور ہو جو کہ مجھ سے تو
 تو جسطرح چاہے مجھے کہ لڑاک
 شہ جم کو تخت سے باز ہا بھی
 کہ بے مہر ہوا و سر پا خطا
 کرے آخر کار یوں سرنگون
 موا قتل جمشید شاہ جان
 لگی رہنے بیتاب یس و نہا

نہ اپنا سمجھ ملک دہیم کو
گز نہ غریبان نہ کر تو پسند
یہ لکھو روئے کی ناز و آزار
یہ بولا کہی دخت والا مینر
ذیت نہ جم پر کھونگا روا
یہ کہہ چاکے میری طرف شب
سوئی شادوہ دختر داستان
نوروزان ہوا جبکہ نور سحر
کہا یوں کہ اس شاہ عالی وقار
نہ دنیا بھرا اندیشہ کو دھینا

سمجھ خاک لعل زردیم کو
نہ بدنام ہوا شہر جند
فغان بس ملی کرنے بے اختیار
مجھے تیری خاطر بہت ہی عزیز
نہ ہرگز گزند سکو ہو بچا و نگا
کراۓ بادشاہ خریا جناب
گئی پیش جمشید و دہنی وان
ہوا ہر دشتہ جب جلو گر
نہ ہو بد گمان مجھ سے اب نہ ہمار
کہ خدمت میں حاضر ہوں شام بگاہ
یہی قصد تھا یا نہ مل جائے

نہ سچا رہے پر جو رو بیدار
تو جمشید کو مجھ سے مت کر جبار
ہوئی بسکہ گریہ کنان زمین
تو خاطر کو رکھ جمع شام سحر
اسے بلکہ دون ملک والی ہوا
سحر میں بھی اونکا تیر سے حضور
سنا تھا جو بچہ باپ سے سو کہا
گیا پیش جم شاہ زابلستان
یقین جان تو جب تلک نہ ہو
دلا سا وہ دیتا تھا شام سحر
ملے جبکہ قابو نہ مل جائے

خداوند جان آفرین سے بھی ڈر
دگر نہ مرے تن سے کر سر خدا
تو رحم آگیا باپ کو بس دین
کہ اس کام سے میں کی در گذر
زیادہ کروں عز و توقیر و جاہ
غم و فکر کو رکھ تو اب سے دور
دل شاہ کو مطمئن کر دیا
تھکا کر سر اپنا بھر لئے وہاں
یہ دختر کنیز اور مین بندہ ہوں
وے جی مین جمشید کے تھا خاطر

گرچہ تین جمشید از زابلستان بطرف ہندستان گرفتار آمدن از راہ بدستے دمان ضحاک و کشتہ شدن

بہت دن ہا شہر زابل میں جم
بہتے تھا شب و راز اندیشہ مند
کہ تجھ کو پکڑ کر بہ حال تباہ
ہوا جب خبر دار اس کی
وہاں سے سو سے سندر ہی ہوا
وہ از بسکہ تھا اپنے جی بے تنگ
خواب اور آوارہ مجھ کو کیا
کہا شک پھر و نہیں تباہ و خراہ
عدم نہ دمان میں ہستی کا ش
اسے آگیا خواب و رانگمان
غرض ایک ضحاک کا ایلچی
شہ جم کو پہچان اسے سیسا
کسی کا نہیں یہ جہاں و ستار
کہ دولت بھی جو آہ ناپا ہمار
ہوا یوں گرفتار زنجیر بند
گیا جبکہ جم آگے ضحاک کے

ملے دل کو تھا اسکے آرام کم
کہ ہو بچے مبادا بیان کچھ گزند
روانہ کریں سے ضحاک شاہ
گریزان ہوا شاہ جم گھاسے
سیا بان نور و تباہی ہوا
لگا بخت نسا از سے نے جنگ
ملا خاک میں ہاے تو نے دیا
کہا شک ہوں یونہی جبر تباہ
نہ ہوتا مجھے یہ غم جان خراش
ہوا فتنہ خفتہ بیدار وان
کہ اساتھ کے ہوئی تھی فوج بھی
گرفتار بس سکو و وہیں کیا
کسی کا نہیں چرخ گردنہ یار
نہ دنیا کو کچھ ثبات قرار
اسے چرخ گردان سے ہو بچا گزند
بس لپٹ تجھے ہاتھ و نوں بٹکا

وہ دلدرا تھی استن کے پاس
کسی شہ گمالے شہ بے نظیر
نہیں تو وہ لشکر ادھر کھینچ کر
وہ زابل سے چلکر سوچیں کیا
جو گھبرا گیا راہ کے بچ سے
کہ اس بخت بخت کیا جو رہی
ہوا بھر خاطر بے غلک
یہ ناسازی بخت ہی سر بسر
یہ کرتا موازاری داہہ جم
اجل بھی لکھ گیا مین تھی کمین
وہ تھا سے خاقان مین ہر
بحال پریشان و بند نگران
عبثت ہی جو دولت پہ بھلے کوئی
ذرا دیکھنا حال جمشید کا
خبر سنے کے بولا یہ ضحاک شاہ
فقط با تو نہیں کچھ نہ زنجیر تھی

وہ تیر بھی ہوتا تھا دامن داس
یہ چاہے مین یان کے وزیر داس
کہ گیکتا تہ ملک کو سر بسر
وہ مین دہان بھی بہت کم داس
گیا بیٹھ سایہ مین اک نخل کے
بھلا یہ بھی ظالم کوئی طور ہی
کہ اس چرخ بیدار یہ کب تلک
کہ سر گشتہ ہوں یونہی شام و سحر
ہوا سے ذرا سو گیا ایک دم
سو وہ آگئی اسکے سر پر مین
کمین اتفاقاً جو گزند را دھر
کیا سے ضحاک جم کو روان
طرح مکمل کے شاد ہی پھولے کوئی
کہ تاج و کلاہ سکا گرد و نہ پتا
کہ ہاں جم کو لاؤ بحال تباہ
بندھی تھی رسن کی گردن بھی

کیا حکم یوں شاہ ضحاک نے
 سناؤں فرید و نچی لہستان
 ملکہ زادہ اک آبتین نام تھا
 گرامی تبار و جہت نژاد
 کہ ضحاک نایاک کے زمان
 رہے تھا وہ پوشیدہ گھر میں ام
 اور چھٹی تھی اک زوجہ سیم نام
 جبین عیان کی شان می
 پھر اُن تین نے یہ جی میں کہا
 یہ کمزورین سوئے صحرایا
 گرفتار کر کے بحال تباہ
 فرید کی مان کو یہ ہو چکی خبر
 وہاں سے تباہی سے اُن نے گئی
 وہاں کا نگہبان تھا حق شناس
 غرض مالک گھاؤنے زود تر
 وہاں ایک شب ہر زن نیکدست
 مہار کوئی یان نہ بچان لے
 وہ سوچی کہ یہ کو دکشیر خوار
 وہ ناجار ہو کر بہت بچو اس
 یہ کہنے لگی ایک دلخستہ ہون
 ٹھکانا نہیں اور یاتی ہون میں
 قبول اُس جوازمروئے سب کیا
 روان سو کلمہ زور زن ہوئی
 اسے جانتا تھا بجائے پسر
 گئے جب گذر الغرض تین سال
 ہوئی کوہ البرز سے وہ روان
 کہ البرز میں پاسے لیجاؤں اب
 نہ لیجا تو درلے میں طفل کو
 خدا کی طرف ہوئی رہبری

دیا سکوفران یہ نایاک نے
 داستان تولد شن سریدون
 خرومند اور نیک انجام تھا
 پدر پدر پدر شاہ فرخ نہاد
 کیا فی کو بس دیکھ بابتے جہان
 کہیں آنے جانے سے تھا کچھ کا
 کہ فرزانگ اُس زمین کا تھا نام
 نمودار تھا فرشا ہنشی
 کہ دل بٹھے بیٹھے تنگ آگیا
 لگا پھرنے اور سیر کرنے لگا
 وہیں لیکے پیش ضحاک شاہ
 تو اندیشہ دل میں ہوا بیشتر
 فرید دن کو لیکر نکل دے گئی
 اور ایک گاؤں پر تھی اُس کے پاس
 پلایا فرید دن کو شیر اسقدر
 رہی اور آخر ہوئی جبکہ رات
 مری اور اس طفل کی جان لے
 زندہ رہے شیر زن زنیہار
 گئی دوڑ کر اُس گھمبائے پاس
 بصدیخہ داندہ وابستہ ہون
 ترے پاس بچوڑ جاتی ہون
 فرید دن کو لے پاس بچے رکھا
 رہی جا کے اُن اور میں ہوئی
 وہ کرتا تھا شفقت بجائے پر
 فرید دن کی مان کو یہ آیا خیال
 سافت کو طے کر کے آئی وہاں
 رکھوں پاس بنے اسے درویش
 گزند لکھو کچھ ہوئے ایسا ہون
 کہ رکھنے میں یان سے نہیں ہون

گرفتار کر کے میان لاؤ تم
 بخوبی کروں میں یہ قصہ بیان
 خطا اصل میں اُس کے ہرگز چنی
 دے گھر سے نکلے تھا بچہ بین
 یہی جی میں تھا خوف شام و سحر
 دل سکا شب روز غمناک تھا
 ہوا اُس سے یہ پھر اک مہر
 اسے دکھ کر دل ہوا شاہ کام
 وہاں چلے گئے ذرا سیر گشت
 جو پہونچے تو پہونچا اُس سے
 کیا یہ ستم ہائے بد خواہ نے
 کہ رہتی جان تھی وہ میں نہا
 وہ پہونچی وہاں بادل سیر گشت
 غریب و خوشیہ مہار بس تعن تھا
 نہ خواہش رہی شیر کی زنیہار
 کہ چلے کہیں اور رہے نہ یان
 ہوا شیر تھا خشک اُسکا تمام
 شب روز سوچ اُس کے جسنے کا تھا
 کیا اُس کے آگے تبت انکسار
 تو کر پرورش اُسکی شام و سحر
 کہ پروردہ ہو کو دک دلپذیر
 نہ دیکھا ذرا سے پھر کراؤ صحر
 فرید دن پر رکھتا تھا شفقت
 پلاتا تھا شیر اُسکو ہر صبح شام
 وہاں سے فریاد نکلتے آتے
 مجھے دس مر کو دک لینڈر
 اسے ہو وئی دان ازیت لہان
 مرے لینڈر گذرا ہجو سو پہونچ
 جہان اُسکا البرز میں تھا مکان

اسے کام تھا انگبار کی ساتھ
 آٹھ یا بہت کئے بیدار ہر
 کے خلق تھی ایک کو شہناز
 سد اشغل تھا آہ و زاری کی ساتھ
 پھر آخر کو وہ مگر گئی کھا کے زہر
 اور میں دوسری کا تھا نام رنوا
 وہ بگیا نہ تھی صبر و تاب سے
 انھیں لوگ لئے بکرا کر دین
 رکھا اپنے گھر میں بلطف طرب
 نہ تھی آشنا وہ نور و خواب سے
 دو ہمیشہ تھیں شاہ جبر کی کمین
 انھیں شاہ جبر کے کرطب

خواب دیدن ضحاک و رسیدن از ان خواب ہونا ک

وہ ضحاک زی پس از قتل جم
 و در جوانی کو وہ خوف باں
 غرض مغر کو آئے نیکو نام
 یہ آجھا کر پیدا مجھے تین گرد
 وہ گرد لاور کو تھا نو جوان
 ستمگر کے ہا تو نگاہندہ شاہ
 ہوا اکیچہ کر خواب ہونا ک
 کئے ۱۰۰ مین بیدار اہل حرم
 فغان خواب مین کیون کیا سقد
 مری زندگانی سے ہونا میر
 تو خورشید کے حاضر ہونا
 سنی دستان خواب کی یک قلم
 زوال کی دست کا چھوٹا قلم
 یہ اندیشہ تھا اگر کمین استاب
 دیا تین دن نکشہ ہر خواب
 کہ او شاہ اقبال را ہی ہوا
 فریدون کوئی شخص و گناہ
 کہین ہووگی گا بڑا ایک
 کہا شہ نے پھر خواب مین کشہ
 وہ بار بگیا اک گزہ کا دوسر
 وہ بولے کہ شاہ بھونک با
 شہی شاد و بے تعبیر خواب
 جو چڑھا جوں کے لئے بجا
 نشان فریدون کی تھی جستجو
 جہان مین گھبرا کر نے جو رستم
 طلب کر کے ہر روز کر تہلاک
 کھلاتا وہ اپون کو ہر صبح و شام
 اور تین دو مین کلان یک طرف
 سوئے وہ مین ایک گز گران
 رسد ال گردن مین بھینچا شاک
 ہوا دل کو اندیشہ خوفناک
 دل نکا ہوا ہول سے پرالم
 لگے کانپنے جس دیوار در در
 نشاط جوانی سے ہونا امید
 کر مین سکی تعبیر کیسے بیان
 گئے ہوش در ہو گیا بند دم
 ہوئی سکوبے دولتی نصیب
 تو ہووے شہ نامور پر غضب
 بیان کی نہ رہا تعبیر خواب
 تھی تجھ سے اب تخت شہی ہوا
 بصد شکت و شمت عز و جاہ
 سو با یکی شکو با تین نیک
 مے سر بہ مارا ہر گز گران
 اگر گئے تھے مانے آکے بدر
 گھر بگیا پر کو تو اسکے ہلاک
 ہوا در غمت وہ بے صبر تر
 تو چوتھ پر بانوں سے رکھا
 لگے ہاتھ و تمن یہ بھی آرزو
 گئے قتل و رگاہ غارت گر گیا
 وہ ہوتے غریب و ریا رحیم
 لگا کئے بیدار وہ حجاب
 کیا حلقہ تینوں نے ضحاک پر
 جو مارا سر شاہ ضحاک پر
 لگے لگے گھنچ بالائے کوہ
 کیا خواب مین ہند راک فغان
 لگے پوچھنے شاہ سے کیا ہوا
 یہ ضحاک بولا جو یہ استان
 کہا گئے پھر قصہ خواب شب
 جو تابان ہوا چرخ پر آفتاب
 یہ ریافت انشورون نے کیا
 وئے خوف جانے وہ خاموش تھے
 ابھی جان پر اپنی چو پئے گزند
 جو روز چارم ہوا شہ خفا
 ہوئی عمر آخر بس آیا زوال
 وہ ممتاز نسل کیا ہو بگیا
 ہو لیکن ایک پیدائش مین
 لگے کہنے یون عاق و موشار
 یہ پوچھا پھر آئے رکھا سر گرد
 غرض تجھ سے چاہیگا خون پر
 نہ حکم ہوش کا کہ تیرا شہ کے
 وئے بے خبر و خواب ہنے لگا
 کیے لوگ جار و نظرت کو رون
 ہوئی تازہ دم مگر پوری
 روا جان پر آئی رکھتا گزند
 پھر آئے کمین ات کہ ایک خواب
 ہوا جس سے عاجز وہ بیدار گرا
 تو کیسے بریشان ہوا مغر
 کیا سخت اسکو زبون نہ
 کہ مرزاں ہوا سر بسر و مکان
 یہ فرماؤ کیا فتنہ برپا ہوا
 سنو تم تو کیسے بریشان ہو جان
 یہ ٹھہرا کہ ہو جلد در صوبت
 تو حاضر ہو مبدان ان نشا
 ہو بخت برگشتہ ضحاک کا
 نہ رہا رائے بجا موش تھے
 نہ کہتے تھے کچھ ایسے ہوشمند
 تو ناچار یون مبدان نے کہا
 ہو آتو گرفتار رنج و ملال
 وہ فرما کر دے جہان ہو بگیا
 کچھ آتارا سکا ہوید ہمین
 فریدون می ہو گا وہ اندیشہ
 فریدون مہر کیون براندیش ہو
 کر بگیا تھے قتل و دان کر
 زمین پر گرا بس زمین تخت سے
 شہ روز بیتاب ہنے لگا
 کر مین جستجو تا بہ گرد جہان

فراہم کروں اور جاؤں دھر
 کہ ایک ایک طیار محضر کوں
 نہیں کار شکوہ جز عدل دود
 خط بسکہ تھا اس ستم کار کا
 ولیکن جو کا وہ تھا آہنگر ایک
 کہ کا وہ کے فرزند کو قتل کر
 کہ ای شاہ سن میری فریاد کو
 دے کیلئے ہمیں سختی و جور
 کرے میرے فرزند کو یوں ہا
 یہ گفتار سنے وہ حیران ہوا
 لگا کہنے کا وہ سے وہ تاجور
 بزرگان اقلیم سے یوں کہا
 کیا تھے ہرگز نہ کار نکو
 کے اور بھی کچھ سنا تے سخت
 محضے آفرین خوان سب شاہ کو
 حضور خداوند روئے زمین
 شہادت سے لی اے انحراف
 نہ فرمانبری کی جو گمراہ نے
 کیا آنکے کا وہ نے جب خرو
 خدا نے جو جاہا سو یار دیا
 طلب کر کے بھر جرم آہنگران
 یہ کستا تھا ہر بار کر کے خرو
 کرے چاکری پھر نہ ضحاک کی
 وہ کا وہ تھا بس گئے ہرگز دن
 غرض رفتہ رفتہ نقص کین
 کیا عرض کی صاحب تخت
 یہ سمجھا فریدون عالیجناب
 شتاب ہو لادون گرفتار کر
 گواہی دہر اپنی اسیر کرین
 جہان اس کے لطف کرم سے ہوا
 سبھوں نے یہ ناپا محضر لکھا
 ولیر و خرد مند تھا مردیک
 گھلا دیجئے سا بنو نکو مغر سر
 ذرا کام فرمانہ بیداد کو
 ذرا کیجئے اپنے دل میں تو غور
 نہ آدے ترے دین کچھ ترسناک
 ہر سان ہو دین ترسان ہوا
 کہ اب ہر جلد اپنی محضر پر کر
 کرا مردان تھے یہ کیا کیا
 غرض سے دوزخ رکھا تھے
 حضور خداوند ہمیں سخت
 یہ کہنے لگے اے شاہ نامجو
 زبان پر ولایا سنا تے کین
 گیا یا تے بس ہو کے وہ خطرات
 تو پھر کون تھل کیا شاہ نے
 تو کیا رگی اڑ گئے میرے ہون
 اور آگے کر نکا جو کچھ جاہنگا
 بنایا دین اک علم تے وان
 کہ اے نامداران با عقلان ہون
 رفاقت کر کر ترک ناباک کی
 پس کہ وہ انبوہ بیرون جوان
 وہ پہونچے وہاں تھا فریدون
 تری یار دولت مددگار تخت
 کہ تا سید غیبی ہوئی ہر کاب
 سفر مجھ کو در پیش ہی دور کا
 یہ مضمون ہو مرقوم حسین نام
 نہ خلق یہ راست گفتار ہو
 ہر اک شخص کی پھر گواہی ہوئی
 کین نوبت اس کے حق فریدون
 وہ کا وہ ہوا آنکر داد خواہ
 تو ہر اژدہا پیکر و سپین
 کہ یہ بھی ہو نصان کوئی بھلا
 پھر اپنی بھلائی کا محضر لکھے
 نہ کھار دا خون بجا رے کا
 بڑھا جبکہ کا وہ نے تھوڑا
 خطر سے شدہ لوچہ کے اب
 یہ لکھ شتابی سے بیخون ناک
 پھر اس سخن سے دین اٹھ گیا
 ہوا کا وہ گستاخ اور بواب
 رہ کینے سے چاک محضر کیا
 مگر دوستدار فریدون ہوا
 دیا شاہ ضحاک نے یہ جواب
 لگا پٹنے اپنے سر کو وہ جب
 گیا جبکہ وہ کا وہ کین خواہ
 علم ہاتھ میں لیکے وہ نامور
 فریدون کا ہو جسکے دل میں
 ہوئے جمع وان تھری شکر
 کہانہ فریدون یہ واقعہ تھے
 جو کا وہ حضور فریدون گیا
 تو ضحاک کا چلے وہیم لے
 کیا شکر لطف جہان فرین
 یہ خرد و کلا سے ہون میں چاہتا
 کہ ضحاک ہو خسرو نیک نام
 جہان پر درونیک کردار ہو
 نشانی بفران شاہی ہوئی
 یہ سدن ہون شاہ کے دلین تھی
 لگا کہنے نالہ کنان پیش شاہ
 جہاندار سالار شاہ زمین
 رکھے نام تو داد بیداد کا
 نکوئی کا مضمون سر اسر لکھے
 اُسے اسکا بیٹا حوالے کیا
 ہوا تب خردشان لغہ زنان
 گرفتار عصیان ہو گئے سب
 کیا اُسے یک دست محضر کو چاک
 اور چکا وہ بیٹا بھی ہمہ گیا
 حق نعمت نہ گیا بھول سب
 اطاعت پیچیدہ یوں ہر کیا
 کہ دشمن ترازیر کر دوں ہوا
 تھل کا مجھے نہ پوچھو جاب
 بس کہ خوف آیا میرے دل کو
 فراہم ہوئی پاس کے سپا
 روانہ ہوا واپس بس پیشتر
 سو آئے یہاں وہ نجستہ خصال
 ہوا پھر فروں رتہ سردری
 مگر سر اٹھائے وہ سید چلے
 ادب سے جھکا اپنے سر کو دیا
 جہاندار ہو ہفت اقلیم لے
 بجا سجدہ شکر لایا وہین

رفتن فریدون معیت کا وہ بارادہ جنگ ضحاک و ستن تخت شاہی و سحر ملک بہ تائید خدا

ہوئی شاہ ضحاک کو یہ خبر
 انگلیان کو اور گاؤ کو کر ہلاک
 نشان کچھ نیا یا فریدون کا جب
 کہ آنے سے ضحاک کے بیشتر
 فریدون کو وہ لیگی اسکے پاس
 سر عجز سے پھر فریدون کا سر
 جو کچھ قوت اسکو پہنچتا بہم
 خداوند رویے زمین پر لگا
 کرے گا یہی قتل ضحاک کو
 کہ بدخواہ سے تخت و تہم لے
 فریدون نے صبر میں مسکن کیا
 کیا شاہ ضحاک کیوں ہلاک
 کہا سوتے ضحاک بیدار گر
 تو بیکس ہو کچھ اسکے ہستین
 ذرا صبر کر تو با لطاف رب
 فریدون یہ سنکر ہوا خشک
 مددگار میرا ہی پروردگار
 وہ بولی کہ یہ کار دشوار ہی
 یہ گفتار مستانہ بہت نہیں
 سنو آگے احوال اب کا وہ کا

کہ پیشے میں ہو آئین کا پسر
 کیا ظلم اُسے یہ بخون پاک
 کیا سارے ایوان کو مسارت
 اُسے لیگی یان سے مان انکر
 کہا یون کہ اسے مردانہ دشاک
 رکھا مرد درویش کے پائون پہ
 تو دیتا وہ دونوں کو بیخ و عم
 شہنشاہ باداد و دین ہونیکا
 جنم کو بھیجے گا ناباک کو
 ظفر مند ہو ہفت اقلیم لے
 نہ زہار کچھ خوف دلیں کیا
 مایا اُسے کیوں تہ خون خاک
 میں اب جا کے لیتا ہوں خون
 تیرے پاس شکر نہیں زرنہیں
 جو کچھ چاہیے سو مہیا ہو سب
 یہ پانچ دیا اپنی مان کو دہن
 نہیں خون ضحاک سے زہنا
 پسندیدہ تیری نہ گفتار ہی
 کہ سر ہو نہ بر باد آئین کمین

یہ سنکر تمکار بدروزگار
 گیا پھر وہ ظالم شتابی سے ان
 بداندیش تھا اگرچہ ضحاک
 سر کو ہاک مرد درویش تھا
 یہ بچہ تر بندہ ہوا در غلام
 کیا بجز مان نے فریدون کی جب
 لگا کہنے درویش پھر ایک روز
 یہ چھینے گا ضحاک کا تخت و کج
 زن خوش سیر بھی یہ بولی ہون
 ہوا الغرض شانزدہ سال کا
 یہ پوچھا کہ اسے ماورہ زبان
 وہ قصہ تھا جو کچھ کہا اُسے
 وہ بولی کہ ضحاک ہی بادشاہ
 نصیبو نہیں ہوتا تیرے شاہی اگر
 کہے شام لطف آئی تجھے
 خدا نے کیا ہے مجھے بھی دلیر
 گردن الیوم میں اُسے غن جو
 تجھے قوت دوزرانا کمان
 نصیحت مری آپس رکھ تو با

رہ کین سے آیا سوم غزا ر
 فریدون کے رہنے کا جو تھا مکان
 وے تھا فریدون یہ فضل ان کہ
 کہ روغن صغیر و صفا کیش تھا
 کرم کی نظر رکھ تو ہر دم
 اُسے رحم آیا فریدون پر تب
 کہ طفل فرخندہ و شک روز
 شہان جہان سے لگا خراج
 کہ بڑھتے اُسکے مجکوفین
 سر کوہ البرز سے آ کے تب
 ہمارے پدر کو تہ آسمان
 یہ سنکر فریدون ہوا بر غضب
 رکھے ہو دوسا تھا اپنے شیخ و سپاہ
 تو کیا خطا ہوا ہمدارے پسر
 یہ سر ہوا باب شاہی تجھے
 ایلاط و نگا میں مانند شیر
 زرقاج داووزنگ سب چھین لیں
 کہ ہو ہم نبرد اُس سے تو جو
 رکھے حق سدا تجھ کو آباد شاد
 کہ کیا اُسے کار نمایان کیا

بے یار فراہم آوردن و با فرزند ان آمادہ موافقت نہ دیدن

سنکار ضحاک بدروزگار
 بہت مردم آزار ہی پہنچا
 کرے آگے ضحاک کا سر جدا
 کمین ایک دن ظالم کیسہ جو
 دل اُسی طرح سے جو ہو دشت
 خبر تجھ کو پہنچی ہو اگر یہاں
 خردمند مثل بزرگان ہو

فریدون کیان سے لیل نہار
 تو ضحاک سے خلق آرزو تھی
 خداوند و تاج وادرنگ کا
 طلب کہ بزرگان اقلیم کو
 شب روز رہتا ہی ہم دگر بند
 کہ ابودہ گیا سوتے ہندستان
 دلا دربان دلیران ہودہ

رکھے دلیں تھا ہم و غن و ہر
 یہ انکی شب روز تھی آرزو
 تلاش فریدون سے تھا کھوکا
 یہ بولا مراد سمن جان مال
 مجھے یاد ہو قول مردان
 اگرچہ ابھی سال میں خرد ہو
 یہ ہو عزم میرا کہ از مردان

بجاتھے نہ کچھ اُسکے ہوش و اس
 کہ یار فریدون شہ نامجو
 غرض فقط وقت تھے مدام
 جہان میں ہو اک کو دلت و سال
 نہ بھیجے نہ دشمن کو ہرگز حقیر
 ولیکن دلیری میں اک گرد ہو
 پر ہی تو مردم سے فوج گران

کوئی آئے درخشاں شکل چنان
 یہ سکر فریدون فرخ نداد
 ترقی بہ اقبال تھا نثار کا
 لگے کہنے باہم کہ یہ غضب
 کہا ایک نے یہی شکل کہاں
 کر تھے ہلاک ایک دوسرے
 گئے تہہ و دونوں تقاوت نشان
 یکا یک سنی آسنے آواز سنگ
 نہ غفلان ہوا پھر ذرا پیشتر
 یہ بوسے کہ ہکو مجب ہو بیان
 جہاں آفرین نے رکھا بنگاہ
 نہ کچھ نہ کچھ پہ آسنے کہا زنیہار
 بیابان اور کوہ کی راہ سے
 گذر بان سے کشتی جو دواں طلب
 نہ برگزاد دل میں آیا خبر
 مکان اک بنایا تھا صناع
 طلسم ایک تھا وہ درون مکان
 نمایان ہوئی وہ بلا
 کیا اگر زسے دوہن ہکو ہلاک
 یہ کا وہ سے پوچھا کہ کس کا ہر
 بعد فرخی پھر شہ نامور
 کہ ضحاک بیدار ہو کہاں
 اُدھر لے گیا لشکر بیکراں
 رہی فوج تھوڑی سی باقی رہا
 لیا مال و زور اور توڑا طلسم
 کیا پھر شہنشاہ گیتی پناہ
 بتان بری چہرہ و دیم بر
 وہی خواہر ان جم نامور
 کہ اک دیو پیکر کی صحبت میں تھے

یہ فسون توڑ دھا دہان بیکراں
 ہوا دلین اپنے دہن شاداد
 ظہور اُسکی تھا دولت مجاہد کا
 جو ہون اُسکے محکوم ہم دزد
 ہلاک فریدون ہوا امر محال
 ہمارے سے چلے سے تیز تر
 اٹھاڑا دہن ایک سنگ گران
 ہوا شاہ بیدار بس بید رنگ
 بداندیش حیران رہے دیکھ کر
 ہلاک چلے یا سنے سنگ گران
 بجلائیے شکر لطف الہ
 زیادہ کیا اُنکا جاہ و وقار
 سیاہ و حشم شوکت مجاہد سے
 ندی اور ہوا شہ دہان پر غضب
 گئے بجز خار سے سب تر
 کیا تھا بلند سکونایا ک نے
 بلا ہائے دشوار تر تھیں جہان
 سیر دیوار آرد ہائے عظیم
 پھر آگے گیا شاہ بخون پاک
 انکا کتہ یون کا وہ یکبخت
 سر تخت زرین ہوا جلوہ گر
 جو کچھ جھکو معلوم ہو کہ بیان
 زرہ پوش مردان جنگی ملان
 طلسم دھرم خانے کے پاسان
 نہ چھوڑا آخر انہ چھوڑا طلسم
 بسوے شہستان چھا کس شاہ
 ہو میں شادمان شاہ کو دیکھ کر
 لکین کہنے یون حشم کو رکے
 گرفتار ہم اک مصیبت میں تھے

کہ ہو جلے شان شکل کام
 خوشی سے اُسے اور قوت ہو گئی
 بڑے بھائی دونوں تھے جو کینہ
 فریدون کو بس قتل بیکے
 دیاد دوسرے نے یہ ہکو جو آیت
 کہیں ایک دن بادل پر صفا
 سر کوہ سے اُسکو ناطان گیا
 فسون کو کیا شہ نے در زنیہار
 رہ کر سے پھر خروشان ہوئے
 اگر کوہ سے ہائے گرتا بھی
 ولکین فریدون نے سمجھا دہان
 بعد فرخی پھر شہ نامور
 جہاں دجلہ تھا شہر بغداد کا
 کیا دہن ریامین گھوڑا دواں
 دہان سے جہاندار گیتی شان
 بہت دوسرے نظر آئے تھا
 گیا اُس مکان میں شاہ دیر
 فریدون فسون شہید مڑھا
 دہان ایک اور رنگ آیا نظر
 کہ یہ تخت ضحاک بازی کا ہر
 پھر اک شخص دان شاہ کو مل گیا
 یہ بولا سو ہندہ و زشت خو
 درون طلسم کا ہر بال دزر
 ہوا کے خوش شاہ آفاق گیر
 خدا کا ادا شکر نصبت کیا
 ہوا قتل جو دان مقابل ہوا
 یہ بولیں کہ ہم تھے اسیر بلا
 اٹھایا تھا جینے جو بچ و غلام
 اُدھر اُس سیر رو کا تھا ہم یہاں

بن آدین شتائی یکدست کام
 زیادہ فریدون کو ہمت ہوئی
 حصے گئے یہ حشم دیکھ کر
 نہ تاخیر کو راہ بیان دیکھے
 نہیں لازم اس کام میں غفلت
 تہہ دامن کوہ سوتا وہ تھا
 کہ تار یزہ ریزہ ہو سر شاہ کا
 ہوا بندہ سنگ غفلان دہان
 وہ سر گرم فریاد و فغان ہوئے
 توضیح فریدون بھی آتا ہی
 کہ یہ کام انکا ہی تھا بیکراں
 دم صبح دان ہو ارہ نور
 فریدون کو کا وہ دہان لے گیا
 روانہ ہوئی فوج بھی بعد از ان
 ہو اُسے بیت المقدس دان
 فلک ہی اُسے دیکھ نہ لے تھا
 دیری کو جسکی نہ ہوئے تھا شیر
 کہ عاجز ہوئے دیوار آرد ہا
 مکمل بیا قوت و لعل لہر
 دے اب فریدون غازی کا ہر
 اور اُس شخص شہانے یون کا
 فریدون کی کرتے گیا جستجو
 رکھا اسی بیان گنج و لعل لہر
 تصرف میں لایا وہ زرین سر
 کہ جسے خداوند دولت کیا
 فریدون شہستان میں داخل ہوا
 کیا آسنے تو نے ہم کو رہا
 کہیں کیا وہ شاہ علیجا اب
 اُدھر آرد ہائے سیر کا اس

میر ہوا جب یہ جاہ و حشم
علم پر جو تھا جرم آہنگان
وہ یک دست تھا سنج و زنجوش
کہ ہو جو کوئی بادشاہ جہان
شہمان کیان نے بصد فرخی
کیا پائل نکسے یہ اُسے کہا
وہ جاہ و چشم دیکھ اُن پڑی
کہ سونبا تھے یارب اینا یسر
فریدون تھے دوبر درزرگ
پھر آہنگراں شاہ نے کز طلب
اُترتا تھا شب کہ وہ لشکر جان
وہ پہنچے کہیں آنجک ایک بار
فریدون کو الہام اُسم ہوا
پھر اُن شخص پیدا ہوا نامان

سیاہ فردان و تاج و علم
کیا زیر و یسائے رومی نہان
رکھا نام پھر کاویانی درفش
توسیلے منگا جرم آہنگران
یہ رسم درہ نیک جاری لکھی
کہ رکھتا ہو نین قصد یران کا
دلیکن جدائی سے گریان ہوئی
ننگدار رینا تو شام و سحر
دلیکن نہ تھے کینہ درشل گرگ
کیا حکم اسطرح اُسکو کہ اب
سحر گاہ ہوتا تھا دانسے وان
کریز دیرستو نکے تھے اُن مزل
فریدون کا دل جس خرم ہوا
کہ رکھتا تھا وہ صورت رستان

ہوا خوش فریدون فرخ سیر
بنی بکر گوہرین اُسے ایک
علم کی جو اسطرح تزمین ہوئی
بنار علم اُسکو برز رکھے
کیا پھر فریدون نے یہ عزم جزم
دعا کرتا تو اسے مادر مہربان
دعا کیے پھر خست اُسکو کیا
روانہ ہوا پھر وہ عالیجناب
فریدون نے ساتھ اپنے بچو کیا
بنادے تو اک گزہ کا دسر
اسطرح ہر درز تھے رہ نور
رہا شاہ تہا وہاں وقت شب
یہ آواز آئی کہ دل شاد رکھ
فریدونکو سکھلائی ہو نگرئی

کیا تاج شاہ سنشیں زرب سر
بہت نادر و نفوذ و نجیب نیک
ہمیشہ کو یہ رسم و آئین ہوئی
مزن بد سیا کو ہر کرے
کہ ضحاک سے کینے اب جلکے رزم
کہ ہون میں نظریات اُردبان
اور اُسم خدا سے یہ کی التجا
چلا لاؤ لشکر کو لے پھر کاب
دفعہ رعایت شادان کیا
مرتب کیا اُسے بس نو در تر
سر جمیع پہنچے تھی لشکر کی گرد
اور امدادی اُسے دانسے طلب
یہ فسون بتاتے ہن سویا درکھ
یہ بولا کہ اسے لائق سروری



<p>نہ رضی تھا کوئی بھی ناک دل نکا ہوا خرم و شاہ کام کہ تھا حق شناسن کو فطریق نہیں چاہتا میری تباہی کوئی وہاں خاک کے بس قتل سکود کہ کوئی نہ بچا نے پھر نہ ہار فرید ولسے ہر تنوع میں گرم کہ وہاں خاک کے ہونچلے شہ کو گور مقابل ہوا سنے وہ آن کر کہ اک ضرب در اسکے شکر گہ کہ باقی ہر اسکی ابھی ندگی تو ضحاک کو قید دہن کیا رکھا سرنگون سینا پاک دلیکن جہا نہیں ہر بہتر بہا کیا جز نکوئی نہ کار در گہ کہ تھے دولت ماسل شاہ پرستند شاہ آفاق گیسہ ہوا خواہ شاہ نشہ ورمین رعیت نوازی بہ باندھی کم فرید ولسے ہی ہر تہ آسمان فرید ولسے بیٹو کی بے ہوش</p>	<p>وے فوج بیدل تھی ضحاک سنا فوج نے جب فرید ولسکا نام فرید ولسے کے کرکے کچھ بخت کہ کرتا نہیں خیر خواہی کوئی سو خواہ گاہ فرید ولس جان یہ ہمد بنی صورت نابکار جو دیکھا تو ایوانین سر نواز شتابی سے ایوانین والی کند اٹھالیکے وہ گرزہ گاؤ سر فرید ولس نے پھر یہ ارادہ کیا صدایکے لیکن آئی بھی فرید ولس نے جسم سنی صیدا کیا بند لجا کے ضحاک کو یہ دنیا کہ ہر چند بے ثبات فرید ولس بھی یہ صفت نہ ہر تو سب نامدراں و گردان نہر کیا عرض ہن ہم ہن فلان پند سر تخت ایران و توران و چین کشادہ کیا دان در گنج و زر جو کار فرید ولس کرے بیکان سنوٹم کاکے گردن میں بیان</p>	<p>وہاں شاہ ضحاک آیا دوان طلبار عہد فرید ولس تھے سب کہ تھے پہلوانی میں وہ بنطیر تو پیدا گردلین سمجھا یہ صفا کہ تنہا سلح ہوں اب بہرین ہوا غرق آہن میں سرتابا جرطہ ہادہ سر بزم کلخ برین دل اٹکا ہو اگر ہم ہن و غشت فرید ولس نے سکود دیکھا تو رند تو ضحاک کو بھر رہی کچھ نہ تا زمین تاکہ ناک تھوٹے پاک رہے یہ گرفتار بند گران وہاں غار تھا اردھے تھے تمام ہوا بعد اسکے گرفتار و غار ہمیشہ نگو نام ہے برقرار سعادت ہوئی شاہ کے ہر کار حضور شہ عادل داد گر فرزند تر کیا نکا جاہ و چشم کیا عدل اور داد سل و نہار تو نام نکوئی بھی ہوا ب ملک تو بیشک ہوا غار انجام نیک</p>	<p>فرید ولس شہ نامور تھا جہاں کہ اسکے ستم سے ہر خون چھب دلیان مردان و برناؤ پیر وہ لشکر جو یوں ہو گیا غلام کیا مشورہ دلین پھر یہ دین ہوئی رات جسم تودہ بچیا کند ایک لیکر گیا پھر دین ہوئی شعلہ خیز آتش شکست بلندی سے بدخواہ آ بارود وہ گرز اسکے سر پر چو بار شتاب ہلا دیجے سکو تہ خون و خاک اسے قید کر کوہ کے درمیان کیس کوہ تھا ایک ناوند نام بشاہی اسے سال گذرے ہزار کہ نام نکوئی رہے یادگار ہوا جبکہ ضحاک پر فتناب شتابی سے حاضر ہوئے آنکر کیا شاہ نے نہ لطف و کرم نوازش شکر ہی شہ نے کی اختیار نکوئی جو کی شہ نے زیر فلک ہمیشہ کرے جو کوئی کام نیک</p>
--	---	---	--

تقسیم کردن فرید ولس ملک را بہر سہ سپہاں رشک بردن سلم و تور و کشتہ شدن ایرج از دست آنها

<p>خرومند شور و خوش لقا فزون حسن میں ہاوند ہون طلب کر کے سکود و الکلام تو زخمیت چڑھانے وہاں ہی ہو کہ حسب تمنائے شاہ جہاں کیا دان رسول مبارک پیام</p>	<p>ملک وادہ ایرج دے خرو تھا سہ و خرم جہاں ایک در سے ہون کوئی مرد دانا تھا مندل بنام اسے جبکہ فرمان شاہ ہی ہو تو لوگوں سے دانے ہو یہ بیان پہدار کا دانے تھا ہر فنام</p>	<p>کہ تھا انکا نام ایرج و سلم و تور ہوئی یوں تمنائے شاہ جہاں نہ تاخیر کو راہ ملک دیجے جو پھر دعاؤں کی کر جستجو دے جبکہ شہر میں مین گیا پر پچھرہ و موش و سم تن</p>	<p>شہ بہت اقلیم کے تھے سہ پور ہوئے جہاں باد شہر دگان تو ان کو وہاں کھنڈا کیجے یہ بولا کہ دہان پھر کے تو بہت ملک میں کشتہ کیا رکھے تین ختر ہو شاہ یمن</p>
--	--	---	--

ہوا ہمسایا رے خدا ہریان یہی اپنے دلی ہوا یک روز وہ ہولی کہ تجھے تھا شکوہ کہ ہندوستان کو سچے تجھے جسکے حادو سے ہو بچ کر کہ بدخواہ تیرا سا خوار ہو	کہ بھیجا بجاہ و چشم بھکویان کہ جب تک جان ہو جانیں تو تجس کو تیری کیا ہو ادھر دل غمزدہ کو وہ خوشتر کرے وہ بخون ہوزیر چرخ بلند تو دائم جہانیں جہاندار ہو	پھرے دن ہو اچھ مدد کا رخت یہ پوچھا فریدون نے اے دربار کہ شاید کہیں ہاتھ آجائے تو بہم دانے ہو بچا ہو اک سحر کا دلے چاہتا ہو یہ عالم تمام رہے تیرے قبائلی دولت دین	کہ آیا تو اے دارشجاع و تخت سچے ہندو خفاک بکیوں گیا سوا اسکے یہ ہوئے آرزو فسون سا زود جادو گر ہوشیا دعا ہو یہ ہر ایک کی صبح شام نگہبان ہو تیرا جہان آفرین
---	---	---	---

شستن سریدون رخت کیان و گرفتار ساختن ضحاک و تسخیر کردن ملک

ہوا جبکہ ضحاک کا تخت گاہ ہوا ہمسر عرش افلاک تخت ہوئیں کامران ہری سکران ہوار و قیاس اے تخت کیان کیا پاس ضحاک کے بھاگ کر کسی تخت لاکے فوج گران نمایان ہو چہرے سے فکیان رکھے ہو وہ پاس نے کر گران ترے دیو گردان جنگ آرم ہوا تیرے داخل شہستان میں وے اے نے نہان کیا راز کو نہیں جاگ اندیشہ کچھ زنیار کہ اب سچ کچھ تو شہا چاہیے وہ مہمان کوئی آفت ہر ہر ادھر مکنار ہیں سے ہوشیار یہ قصہ سنا جبکہ ضحاک نے تری بات کا کچھ نہیں عبا زب ناظم شہر جنگو کون تو ہرگز نہو بہرہ و رخت سے ذرا کام کا اپنے ہو چارہ گر کیا حکم ضحاک نے پھر دین	نصیب شہنشاہ گیتی پناہ کہ بیٹھا جہاندار فرزند تخت بہم بزمی خسرو کامران فرزندہ خوشید تخت کیان وہاں جا کے اُس نے کی خبر سو شہر بغداد اُسے دوان خداوند دولت ہو وہ نوجوان جوانمرد ہو جنگو پیلوان جوان تھے انھیں قتل سکویا تھرت کیا تیرے ایوان میں کہ تاکوئی لشکر میں بیدل ہو رہا چاہے شادیل و نہار اُسے کیونکہ مہمان کہا جاتا ہے بڑا یہ غضب ہو بڑا قہر ہو ادھر اُسکے پہلو میں ہو رنوار تو کی خواہش مرگ ناپاک ہے ذرا بھی نہیں رستی زنیار د خدمت تجھے کوئی نہ ہار نہو کامران افسر و تخت سے نہ بگڑے تر کام وہ کام کر کہ گر دین رکھیں یک بہ یک	سرا پا گلستان ہوا وہ مکان شہستان ہوا غیرت عقد کیا شاہ نے ملک تسخیر جو تھا کند و نامے اک پہلو کہ شاہ باہن گرد گردن بلند بزرگ انہیں دہن دراک خور وہ سر کردہ ہو شکر و فوج کا بجاہ و چشم اسنے وان آنکر کیا زیر پا اپنے تیرا وہ تخت ستمکار سمجھا یہ شکر خسر کہا یوں کہ مہمان کوئی ہو گیا یہ گفتا بس اور کھانج و تاب رکھے جو کوئی گزہ گاؤں سر کہ یوں خواہران جہاندار ہم پھر شہر میں اسکا لشکر نام ہوا کند رو بہت خشکین ترافوت کے دل پریشان ہوا اُسے کند رونے یہ باں خود بھلا شہر یاری نہو جب تجھے سنی جبکہ گفتا ریاں خوش غرض کر کے طیار لشکر نام	ہوا تازہ یک دست باغ جہان ہوئی رنگ باغ ارم انجن ہوا کا سیاب نشاط طرب طلسم زرو مال کا باسان جوان و دلیر و قوی ارجمند ولاد ہو پر زور ہو گرد ہر سپہدار و ممتاز و فرمانبردار وہ ٹیڑا طلسم اور لیا مال زر ہوا بیگان تیرا پر گشتہ تخت کہ ہو بچا فریدون ہاں آنکر جو رخ اُسے سچے شہستان دائند روئے ہو سکو جواب شہستان میں شونی کرے آنکر رہیں بچا بانہ ہیں سے ہم ہوئے آدمی اسکے جا کر تمام انکا کہنے یوں ہیں سے شکیں تو مارے خطر کے گردان ہوا کہ بھگو ہو یہ گمان خسرا کرے ناظم شہر کیونکر مجھے تو آیا ستمگار کے دل میں خوش روانہ ہوا وان سے وہ تیز کام
---	---	--	--

کسی نے یا شاہ کو یہ نو یہ
 حلد سے اسے ایک فرخ پسر
 وہ تھی حسن میں ایک نام تمام
 جوان لا درشتنگ ایک تھا
 ہوئی حاملہ جب وہ رشک فہر
 بہت شاہ کو شادمانی ہوئی
 کہ جب تلک تلک پر وہ ہر ہو
 جوان تہ ان وہ منوچہر
 کہا یوں نظر کر کے سوئے سیاہ
 اور گنج شاہی کشادہ یک
 منوچہر سے مردان سیاہ
 جو بیوی خیر سلم اور نور کو
 فرید دن یہ رہتا جو بزم جزم
 کیا مشورہ یوں کہ گنج و گھر
 عوض عن بیج کے دیتے ہیں ہم
 حضور فرید دن وہ یہ خاتمیر
 ہے جادوان عالم فرور تو
 زور و عمل اور گوجر شاہوار
 وہ یہ سلطان محمود سیم و زر
 کیا ہم کو گمراہ شیطان نے آہ
 اگرچہ ہیں ہم تو سرا یا خطا
 تناسیہ ہر اپنی شام و سحر
 رکھیں گے تارک دیہم زر
 بلایا منوچہر کو ب دیہن
 نظر کرتے غنبد نیلگون
 دیا اسکو پیغام کا یہ جواب
 مگر تم نے اب بیگناہ و خطا
 وہ سام زیمانہ قار ان دلیر
 یہ مردان جنگ اور دیوان

یہ شکر بہت خوش ہوا شہر
 آئندہ جب کے نوینے وہاں
 کیا پرورش زود ہمت کیسا تھا
 فرید و نیک تھا نسل سے جوان
 ملکر ادہ ایرج کے ہم شکل تھا
 وہ لایا بجاشکر پر درادگار
 رہے نکا اقبال دلم بلند
 سکھائے سبائین رسم شہلی
 منوچہر کی تم اطاعت کرد
 تو ہم ہوا شکر بے شمار
 کہ عدم عدد سوزی اب کیجئے
 اقوی باز و دیوان و دلیر
 یہ شکر بہت ل میں ہے ہر اک
 منوچہر کو اب طلب ایسے یان
 غرض باز و گنج بھیجا رسول
 دعا دشنامی مستند شاہ کی
 وہ تھے جولایا تھا پھر اسے
 وہ دیہا بے دینی ہر خرد و حرم
 کہا سلم اور تو رکا یہ پیام
 تجاالت زدہ ہم ہیں اقصیر سے
 ہماری یہ اقصیر ہو دے نوا
 تو ہو تخت شاہی پہ جلو کنان
 فرید دن دیکھا جو تحفہ تمام
 کہا یوں کہ اسے بفرخ خصل
 پھر آیا وہ شہ سوئے پیغام ہر
 ہوئے گز منوچہر پر جہان
 منوچہر رکھ مر یہ خود و کلاہ
 وہ غرض شاہی پور شہر یل
 مجھے زست دیتے ہو تم کی فرما

کہ ہر حالہ ایک ۲۰ فرید
 کہے ہر سالان سے سخن یہ
 فرید دن نے رکھا پرچہر نام
 اسے ساتھ اسکے کیا متحد
 تو اس سے تولد ہوا اک پسر
 سر نواسے زندگانی ہوئی
 اسی جہان میں منوچہر ہو
 ہنر دیوانی کے سکھائے سب
 تھا منوچہر جو بادشاہ
 سپہ کوزر دیکھ دگو بہر دیا
 گذارش کرتے تھے شام و نگاہ
 منوچہر جو مرد بہ کار جو
 کہ بھیجے تھے اسے تہ بہر زرم
 روان کیجئے اب ہوئے پدر
 اسے گوہر و گنج و تاج و علم
 جو بیوی تو رکھ کر وہ رخاک
 ہیخسہ کرے حسن نور و ز تو
 سریندر و تلج کو ہر نگار
 حضور جہاندار گذران کر
 جو سرزد ہوا ہم سے ایسا گناہ
 وے تو خطا بخش ہو خسر و
 سوخا در آدے منوچہر گر
 کرین مشکش کے گنج و گھر
 ٹھہرایا سر کر سی گوہر بن
 ہوئے تیرے بدخواہ مکترون
 کہ جاہر و ناپاک سے کشتاب
 کیا قصد خون منوچہر کا
 وہ کاہ کہ ہو جنگ جو مثل شہ
 منوچہر کے ساتھ ہو بیٹے فلان

کسی نے یا شاہ کو یہ نو یہ
 حلد سے اسے ایک فرخ پسر
 وہ تھی حسن میں ایک نام تمام
 جوان لا درشتنگ ایک تھا
 ہوئی حاملہ جب وہ رشک فہر
 بہت شاہ کو شادمانی ہوئی
 کہ جب تلک تلک پر وہ ہر ہو
 جوان تہ ان وہ منوچہر
 کہا یوں نظر کر کے سوئے سیاہ
 اور گنج شاہی کشادہ یک
 منوچہر سے مردان سیاہ
 جو بیوی خیر سلم اور نور کو
 فرید دن یہ رہتا جو بزم جزم
 کیا مشورہ یوں کہ گنج و گھر
 عوض عن بیج کے دیتے ہیں ہم
 حضور فرید دن وہ یہ خاتمیر
 ہے جادوان عالم فرور تو
 زور و عمل اور گوجر شاہوار
 وہ یہ سلطان محمود سیم و زر
 کیا ہم کو گمراہ شیطان نے آہ
 اگرچہ ہیں ہم تو سرا یا خطا
 تناسیہ ہر اپنی شام و سحر
 رکھیں گے تارک دیہم زر
 بلایا منوچہر کو ب دیہن
 نظر کرتے غنبد نیلگون
 دیا اسکو پیغام کا یہ جواب
 مگر تم نے اب بیگناہ و خطا
 وہ سام زیمانہ قار ان دلیر
 یہ مردان جنگ اور دیوان

وہ تو ان میں آنکر فراہم ہوئے
فریدون نے نامہ بھی ہوا لکھا
ملک زادہ ایرج تھا ذمہ دہ
کہ ہو یہ بھلا نشہ وہ نامدار
کہا تو اسے کام بہتر ہوا
مہر قتل ایرج کا اب نازیر
گیا اور سب نے جی اٹھکے مضمحل
ہمارا وہ اب کچھ نہ رکھا نکاح
یہ باقی تہ تیغ اسے کہیں
مجھے جانتے تھے تیغ و کلاہ
یہ لڑتا تھا عجزاں رکھتا رزم
سر کر سی زردہ تہمت جو تھا
پھر اس کے اٹھ دست بازو تھے
نہ قتل نہ جکھو خدا سے تو دور
نہ رکھ بائے خون برادر ودا
کیا عجز ایرج نے ہر چند بر
سر نامور کر کے تن سے جدا
تو رکھ اس کے اب سر پہ تیغ جی
کراتے ہیں مال کنان و مان
فریدون اسے دیکھ گریان ہوا
وہین توڑ ڈالے وہ کوں علم
اکھاڑے نہالان گلشن تمام
ہوا کشتہ یون ایرج نازیرین
کہ ہو تخم ایرج سے اک نامور

پچے خون ایرج وہ باہم ہوئے
یہ سن کر وہ دونوں گئے پیشوا
خود مند و خوش منظر و خوب رہ
سوخا نہ جابر نہ ہوز نہ رہا
اگر ایرج سے دل بستہ لشکر ہوا
وگرنہ ہم پندہ و رفتہ لاج و سر نہ
تو بولا یہ ایرج سے محبت تو
ہوا ملک ایران کا تو بادشاہ
تو ایرج نے پاس بیٹھ دیا پھر میں
تو ایرج نے پاس بیٹھ دیا پھر میں
نہ تیرے رتبہ ہوتا تھا وہ تیرے رتبہ
وہان سے دو دیباہیں میں
نہ نہ برادر بس آیا سہر
نہ وہ ہاتھ سے پاس نہ رہا
مری جان پر جسم کر خیر
نہ آیا سر رحم بیدا و گر
حضور فریدون روا نہ کیا
بچا اسکو بالائے تخت شہی
لیے اسکا تابوت ہو چنے نہان
وہ بخود سر خاک سلطان ہوا
نغان اور مالہ تھا وان مہم
جلالے گل سر و دوسر سن نام
کہ سر ہو کہیں اور تن ہو کہیں
پچے رزم کہیں حیت باز دھم

خبر انکو پہونچی تھے میں ان
خوشی سے جہان کی تھی ہر گاہ
نہ اب جو بیا ہوا یہ فساد
سو فوج پھر سلم نے کی نگاہ
ہمیں قصد تھا ملک ایران کا
جہری آہ میں تہ تو رینے
سے بے ادب ہم سے ہر ہجو
شب و زبان ہم تو کھینچیں تیغ
اسے بادشاہ جہاں کیم کرد
تیس تھیلہ لازم ہوئے تاج
نہ لکھتا ایرج کی بھائی اسے
وہ کر سی زردہ خشم و کین
دست کر کے تب زاری انکس
یقین جان یہ تو کہ انجام کا
نہین جو مجھے خواہش نہ رہی
وہین کھینچ کر خبر آجوں
لکھا یوں کہ تو نے جسے بے یار
فریدون یہ کھینچ تھا وان تیار
وہ تابوت کھولا تو آیا نظر
ذرا ہوش آیا فریدون کچھ جب
بنایا تھا ایرج نے اک گستان
یہ کتا تھا گریہ کنان شہزاد
ہوا سو ہوا لیکن احر کردگار
کہا تک کروں رو دغم کا بیا

کہ بے فوج آتا ہوا ایرج یہاں
اسے لگے وان وہ با عرو و جاہ
تو اسے پھر اس بات پر بد نہا
نہ پایا طوفان اپنے میل سیاہ
نہ اب ہوا نہ نشہ توران کا
رکھا خون ردا اسکا مغرور نے
نہ ہر گز منہ دارا فسر جی تو
سے تو وہاں شاد با تاج و تیغ
بزرگت پین اس طرح میں چوچ
کہ ہون جندہ شاہ علیا حجاب
خالفت ہوا یہ آئی اسے
اٹھا یہ چاہیے اس کے اٹھ نہیں
اٹھا کہیں ایرج کہ یہ نامدار
کھینچ کر ہونچا لگا کر دگار
کردن ات دن سخت و جاگری
کیا اسے ایرج کو مسخ خون
دیا تیغ و زور تھا یہ ہکا ہر سر
کہ اسے کہیں ایرج نامدار
وہ پیچیدہ تھا پر نیان میں جو گر
وہ بولا کہ ہو دین سیر پوش سپ
سر سکا کیا دفن لیکر ومان
کہ نبوسلے گردن روزگار
ترے فضل سے ہوں یہ شہزاد
سبواب منوچہر کی داستان

تولد شدن دختر از بطن زوجہ ایرج و کتھا شدن و پاشنگ کہ وہم از نسل فریدون بود و تولد

شدن منوچہر کینہ خواہی او

شبستان میں ایرج کے شاہنا	ایک لایک من تو یہ پوچھا ومان	کہ ہو کوئی یان ماہر و باردار	نشانہ سے مجھ پر کوئی تکار
--------------------------	------------------------------	------------------------------	---------------------------

سواران لہو می و ترکان چین
فریدون کو پہنچی یہ جہدم خیر
صیوری کو قہر نہ ماند ہو کم
منوچہر نے یون گدازش کیا
کیا اس طرف تلافی پھر روان
لیے سرسبز و تیغ و سنان
صفت جنگ آراستہ جب ہوئی
سو بہت گرد و لاد و قباہ
بجائے یقین حتی قائم سپاہ
گیا بڑھ کے آگے دلا در قباہ
کے لیے بدرخورد کہ تو بچھے
دیا تو کو آسنے پھر یہ جواب
تھاری ہنسی میں دلایا نہا
یہ سکر نہا باج کھڑے دیا
سنا تھا کہ کچھ دور سے سب کھا
گردن قتل میں مسلم اور تو کو
رکھیں جنگ کو آج سو قوت ہم
ہوا جہم زدن شست میں وقت شب
سواران جنگی و مردان کار
ہوا گرم بازار کین و تیرسز
تن جان کا کچھ نہیں تھا دروغ
ولیکن بتائید لطفت آہ
لگے کہنے باہم وہ دونوں ہم
منوچہر پر آج بشجون کون
شبنو نکار کھتے ہیں عجم جہم
خضرت و نیپ کر سہو کیست
گئی نصرت سے اس جہدم گد
بعزم شب خون ہوا با جہدم
ولیکن نہ زنا رہا یا گداز

نبرد آرمیان توران زمین
کہ غدار سے تاب لشکر آیا ادھر
کہ تا آدین ب اور بھی پیشتر
کہ تاب جہاندار کشور کشا
منوچہر کو با سپاہ گران
نہ پروا سے سننے ذرا فکر جان
رہ صلح مسند دھیر تب ہوئی
سو جب وہ گشتا سب فرخ نہا
منوچہر تھا زیت قلب گاہ
وہ میں دونوں سے دوان مثل د
بھلا کام کیا گرز و شمشیر سے
کہ ہو بخاؤن یہ نام تر شتاب
کیا غرق خون تر نے ایچ کو آہ
چل کر کے میدان سے پھر گیا
منوچہر سن گئے باتیں ہنسا
گردن غرق خون ہر دو مقبول
کرین خسرو پایمان صیہم
بسر کی وہ شب بانشاط و طرب
ہوئے آکے صفت زین میں سیار
ہوئی ایک بر باد و بان سختیز
وہاں کام سب کو تھا با گرز تیغ
منوچہر کی غالب آئی سپاہ
کہ غالب رہی تیغ فوج خیم
تباہ اسکو ہم زیر گردن کرین
کیا چاہتے ہیں وہ غفلت میں تم
کیننگا میں آپ بٹھا وہ شاہ
جہان تیرہ بس ہو گیا سرسبز
خبردار پائی سپہ سیر
ہوا گرم ہنگامہ کارزار

روان کے اقلیم ایران جو
بلانا مارون سے تباہ یون کما
خبر پھر یہ پہنچی کذاب سلطو
نہیں مجھ کو زنا زنا بک
زورہ پوش مردان شمشیر زن
بیان فوج کا کچھ کیا تھا
وہ آگے ہوا کا دانی درفش
وہ سام زریمانہ فارہ
اودھ کے تھے وہ دونوں گد کشان
قباہ دلا در سے کہنے لگے
ہوئی دخت ایچ سے تیری
کیا تو اور سلم نے پھر یہ کام
یقین جانیو کہ زیر فلک
وہ میں رزم سے پھر آیا قباہ
ایہ کہنے لگا پھر وہ ہنگام جنگ
جواب پھر گیا تو میدان سے
پھر از رزم سے منوچہر شاہ
سحر جب ہوئی تب منوچہر شاہ
وہ دونوں تمکنا رہی لے سپاہ
جوانوں کا سراور گرز گران
تھے کشتہ جنگ آوران ہشما
ہوئے تو اور سلم پس رو نہ
مبادا کہ غالب ہو کل اور بھی
منوچہر کو بھی یہ پوچھی خبر
وہ میں کر کے قارن کو شہ نصرت
سواران جنگ آزماسی ہزار
روانہ ہوا تو رخت شعار
بنا جا رہا ہا کہ پھر جائے
ہوئی وقت سختیز آئی زبان

ہے کیند خواہی شتابان ہو
کہا نے شمشیر دوان جنگ آرم
ذہب کے بس نہیں کچھ بھی
جہازات مجھے دیجیے ہر جنگ
جوانان جنگ در وصف سخن
سواران جنگی تھے شش صیدار
کہ تھا ایک قلم سرخ و زرد و شش
کہ تھے کیند خواہی میں زندہ
ہے رزم لائے سپاہ گران
ذرا جا کے کہ تو منوچہر سے
تو زنا را سن تا ہونہ شام
کہ دونوں کو فخرین کر فیض عالم
رہے تم یہ لعنت قیامت تلک
حضور منوچہر فرخ نہاد
عیان ہوں زوادہ گہر نیک
امان آسنے پائی ذرا جان سے
گیا بس میں سحرے آرام گاہ
دلیرانہ آیا سور ز مگا
ہوئے آکے میدان کین خواہ
دلیران کا ہلو و نو کشان
از میں خوسے انکے ہوئی لازم
کہ آیا نظر ان کو اپنا گزند
سوا سوا طے مصلحت چو بھی
کہ وہ بد نہادان بیداد گر
کہا ہو خردار لشکر سے اب
لیے ساتھ اپنے بے کارزار
سواران جنگی لیے سو ہزار
طون اپنے لشکر کے پھر آئے
تھے غرق خون پھر زادن

یہاں خواہش زر نہیں زنیار کیا غدر جو نابکاروں نے اب کیا ہے جان سے نہ ایج اگر دلیر دقوی چون ہرزدان	نہیں چلبے گو ہر شاہوار نہیں ہی بجالینی بجایا ب تو پیدا ہوا اور اک نامور ہر دانا مثل شیر زیان	کہ ہرگز ہن کچھ نہیں ہی قبول سو ہکا مکافات دیکھا خدا فروزندہ مثل مرد مہر ہی نچھوڑا نہ ایج کا خون نہ ہمار	تو سب بھیر لجا بیگجائے مول ستم ساتھ ایج کے جو کچھ کیا گر ایج نہیں تو منوہر ہی کہ جست باندھے بے کار زار
یہ پیغامبر نے جواب پیام غوص تیز و مثل باد صبا کہا پھر کہ میں نے منوہر کو اور اسے جو شکہ میں ہیں پہلوان	سنا جب بھونٹے گئے ہنٹا جہاں سلم اور تور تھے وان گیا جو دیکھا تو ہی مرد بیکار جو قوی زور بن مثل میل دمان	ہوئیں ہن سنے خادروان کیا سلم اور تور سے آشکار یل نوجوان گرد شمشیر زن طلب کار بیکار و بیدار دہے	ذرا ایک ن بھرتہ ٹھہرا وہاں دہ پانچ جو تھا اسکا چون زہر جوانمزد شیر افکن و پستین ہر دانا ہر جوان مرد ہے
وہ دونوں جھگڑا بیداد کر یہ بولے تہ تیغ فرورہ زندگ یہی مصلحت ہی کہ لیکر سپاہ	ہوسن کے پانچ بہت چٹ کہ سم گرنہ پہلے کرین قصد جنگ جلین اسم سوئے منوہر شاہ	بے کینہ خواہی ہو کر ائے ن شانی ادھر آئے ماند شیر نہیں خوب سات بن اورنگ	پھر آراستہ ایک کی اجمن مبادا منوہر ہو دے دلیر کرین حل کے زارین ہر سب جنگ

جنگ منوہر با سلم و تور فتح یافتن منوہر و شستن بر تخت و وقاف زین



کیا سلم اور تور نے جب عوم	کہیں کہ منوہر سے کیجئے رزم	فراہم کیا شکر بے شمار	یلان تنومند جنگی سوار
---------------------------	----------------------------	-----------------------	-----------------------

رے شمس قمار کے میسر ہیں
عجب تھا نصیب پہ سبکی کمان
نہ خلعت کی آہنی پیرورنگ
نہستان سے جی نکالا آسم
چاہی سر خاک روتا ہوا
نگاہ پرورش کرنے وہ نال کی
ہوا انجوان بھر وہ فرخ نہاد
مہبت کے ساتھ ہکھوٹے رکھا
جہان میں بخوبی وہ آباد ہر
کہ ہر پور دلیند آکھوں کا نور
نظر آئے دو مرد فرخ سیر
کیا خوار یوں پورہ لبید کو
ہاں تو ایری بدیہہ مہر ہے
درمیں دیکھ سہاوی آباد
مہبت نزاری دگر یہ رست ہما
ہوا حال پر اس کے لطف خدا
نہ قصہ خواب است تمام

کری بہرین مرد و قد
رحمہ اللہ بانی پے نام زلم
پر زادی دیو ہر یا پانک
سودہ بہر زوال آست
ہوا بھٹا تو ک کو دب نہ تو
تج کے بچوں کے ہاتھ شی
وہ رہے تھے با محبت و زور
وہ بھرغ آستان کے
مزبور زردہ اکرا و شادی
ہوئی تازہ تراقت و صبر
پھر اک خواب دیکھا اب زور
رکھا دور آکھوں نہ فرزند
بہر فی ایض مہر رش ہے
نہستان ہوا دکھ رقی خواب
خدا سے مان اسے کی التجا
پہر ہر فی اس کی شرفا
وہ بھرغ آباد ہن پیش سم

خدا نے دیا کچھ اک مہر خدا تر
با خوف و اندیشہ پیدا ہے
کری طفل بہر یون تو رسا
اٹھا لیکھا زلال کو پس دین
یکایک وہ بھرغ ادھ آید
اٹھا آئیے مین لایا اسے
کہ بچوں کو بھی اک بہت ملی
جو بڑا تو شادان ہوا دیکھ
یہ لٹا کر کوئی کہ اسے نامور
تو پھر دلین پنے ہوا شادمان
ردان کو سب الہر مہر مہر کے
کین تو نے کون خدا دل دور
تو کی جیت اک لٹا پیر
مہر جو وہ پیش پورہ ہر
سو کو بہر زایا دوا ان
کہ پھر یاد دین جلد پیر
تو دیکھا کہ ہر سام گریہ ان

یہ کہنے لگی تجھ کو اسے نامور
دین سم نے اسے دیکھا ہے
یہ کہتے تھے وہ مردان و عام
یہ سن کر ہوا سام مل شریکین
رکان ان جو تھا ایک بھرغ کا
ہوا مہر بان رحم آیا اسے
نہ بھرغ کو صرف اہت ہوئی
کوئی کاروان اتفا قایا زھر
بیان سم کو خواب آیا نفس
ہوا جبکہ بیدار ہوا چھو ان
تو خوشی سے پھر اس خیلے ہے
کہا ایک نہ یہ کہ سب بھرغ
سید اسے مہرین کر سیر
نظر میں رہی تو پھر فرزند خوار
ہو صبر دم سام مہریت ردان
اتھی سے سام پر رحم کر
نظر کی جو بھرغ نے ناگہان

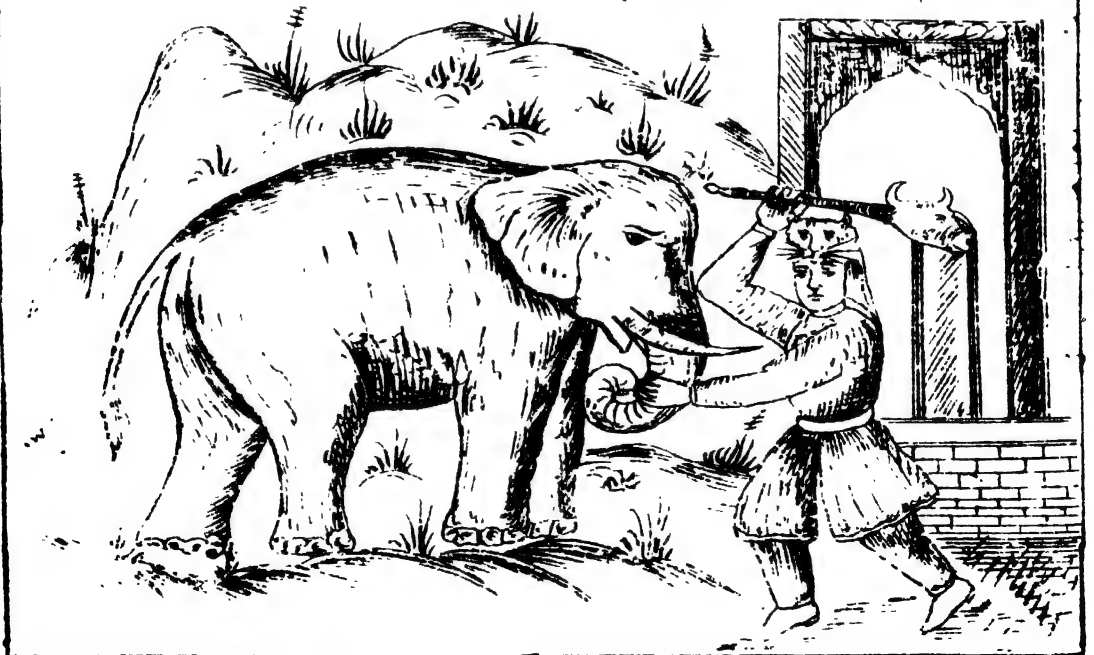


یہ شکر دیا زال نے یہ جواب
سیا بان کی نی اسنے پھر دینا
پھر اس سے کہ ہلو نہ کا تو چاہا
غرض ال نے پھر ملا کر شراب
وہ پیدا ہوا بچہ پلین
مبادا کہ رو دای فضل موب
وہ کو دک تھا موت میں مشکل سام
سو پیکر رستم شیر خوار
تھا ف بہت زال نے بعد زال
یہ شکر وہ سرور دشا دان ہوا
وہ رستم کہ تھا کو دک بے نظیر
طعام کے آنے لگا جب پسند
سہ سال ہوا جبکہ وہ شیر خوار
کہ اس طرح کو دک یہ جزو زند
سو گرساران وازندان
یکایک دل سام آیا ادھر

کہ تدبیر فرمائے کچھ شتاب
دلہان سے وہ سیر غ لایا گیا
کہ بچہ کھل آئے جو تباک
کیا مست و دایہ کو بشتاب
جسے دیکھ حیران ہے مردوزن
کیا مطمئن زال نے ٹکوت
رکھا رستم خیر شاسون نے نام
بلکہ کر کے بولا وہ سام سوار
خوشی سے کیے سوسے کا بل دل
برنگ گل تازہ خندان ہوا
لئے ہفت دایہ کا ملتا تھا شیر
تو پھر پانچ آنے لگیں گو سفند
بخونی ہوا سپ پر وہ سوار
نہ دیکھا کمین زیر چرخ بلند
بفرما ہی فرمانرواے جان
کہ دیکھے رستم رستم نامور

وہ تدبیر جس سے نہ خوف جان
کہا زال سے پھر کوانے وتر
لگا اسکے پھر زخم پر یہ گیاہ
کیا جاک ہلو سے زن اس طرح
ہیں ایک دایہ کی تاشین
لگا کی جراحت پہ پھر وہ گیاہ
شبہ سپر زال نے ٹھین کر
بعینہ مری شکل ہونے پسر
یہ ہونچی خبر جبکہ مراب کو
بجالانے شکر خدا سے کرم
کبھی متی باقی جو کچھ اشتہا
وہ کھا جائے تھا گوشت انکا تمام
لیا ہاتھ میں اپنے گرز پر
یہ کہتے تھے رستم فضل خدا
سرزم تھا سام جنگی سوار
محبت نے کھینچا تو وہ ہلو لان

ہے جان کی خیر و مرہبان
ملا دار و زن کو تو ہوش کو
کہ سو تدرستی پفضل الہ
بتایا تھا سیرغ نے جس طرح
روان شک کرنے کی پھر دین
ہوئی تندرست اس سے وہ شک
شابی سے بھی حضور پر
بجا ہر جو کیے اسے شیر نر
کہ پیدا ہوا رستم نام جو
لگا دینے ہر اک کو دینا رویم
تو شیر اسکو دیتے بڑوگا وکا
تجب میں تھے مردم خاص عام
ہے لوگ حیران اسے دیکھ کر
تو مند تر سام سے ہو دیگا
لڑائی تھی دیو و نسیں نہا
روانہ ہوا سوسے زابلستان



یہ سیرغ نے سام سے پھر کہا
کیا زال کو کاروان سے طلب
کہا یوں کہیجے یہ اپنا پسر
دیے اپنے سیرغ نے چند پر
شتابی سے ہو بخونین ان کے
مجھے یاد رکھنا تو لیل و نہار
غریبوں کا بس پروردہ ہو تو
لگا کہنے پھر سام فرخ سیر
کردن تیری تعلیم صبح و مسا
یہ نوذر سے ارشاد شہ نے کیا
حضور منو پھر پھر زال کو
طلب کے ہم نشا سو کووان
سے گردش انجام و آسمان
دلیر و شجاع دتوی پہلوان
کرم سے عنایت کیا زال کو
اسے حاکم شہر زابل کیا
جو زابل میں ہو بخیا بل نامور
کیا سام نے ہر طرف سے طلب
کرد تربیت زال کو روز و شب
ہر اک فن میں تم شکو کامل کرو
نصیحت لگا کرنے پھر زال کو
یہ کہہ کر وہ سام نبرد آزمایا
ریاست غرض ملک کی تھی
سیدار کا بل جو مہار تھا
اور ہنستان کا تھار و دایم
تو مہار اپنے پھر بلطف و صفا
مڑکا جائے تھا دمدم ہکا دم
ہوا آکے حاضر وہ سیرغ و ان
کرے جسکی سہیت غالب تھی

لدا یہ ہو نین تیرے فرزند کا
حوالہ کیا اسے با صد طرب
یہ ہوا تو تاج و اورنگ و زر
کہا زال سے یوں کہنے نامور
تری شکل سان کردن سیر
فراموش مست کیجو ز نہار
ترا گرد عالم ہو نامور نکو
کہ شرمندہ ہوں تجھ سے میں پیر
تلافی مری تاکہ ہو جو جرم کا
کرے آغین جا کے تو پیشا
ایاے کے سام بل نامور
کیا حکم پھر یوں کہے ہنجم و ان
نظر کے بولے یہ دلشورمان
یہ ہوگا سرفراز گردن کشان
جہان میں نفاخ و دیار زال کو
سیدار اقلیم کا بل کیا
تو پھر ہر تعلیم فرخ سیر
ہوئے اسے جب فراہم وہ سب
ہنر پہلوانی کے سکھلا و سب
ہنرمند و ہشیار قابل کرد
کہ اسے پور و ناما و فرخندہ خو
سو کشور گرگ ساران گیا
بہت خلق نے پائی آسودگی
سو تھی انکی اک دختر مرہ لقا
سمن پو صنوبر قد دلالہ فام
کیا زال سے دخت کو کتھا
کہ بچہ کلان تھا درون شکم
کیا زال نے اجڑا سب بیان
ہنر و دان سبیل و دیو بھی

بہت عاجزی سام نے اس سے کی
پھر او ان کی سیرغ نے زال کو
ہوا پھر بل سام خرم و ہن
جو شکل کوئی بیش کے مجھے
بھری ہو مے دلتین لغت تری
یہ سنکر کیا زال نے یوں بیان
ردانہ ہوئے وہ ان سے پھر لاق سام
خدا سے کیا عذاب استوار
گئے جبکہ پھر شہر کے متصل
وہ شہزادہ تب لے گیا آنکر
منو پھر شاہ مستودہ سیر
ذرا طالع زال دیکھو تو اب
کہ ہو طالع زال شاہا بلند
شہنشاہ نے سپان تازی زر
کیا سام پر لطف پھر بے شمار
حضور جہاندار سے نام زال
ہنر و دران جہان دیدہ کو
یہ کہنے لگا وہ بل نامور
بتاؤ اسے داب شاہی تمام
بقران شاہ جہان ہر رزم
تجھے میں نے سوتیا یہ بہت
ہوا حکمران ملک زابل کا زال
ہوئی پھر اسے آرزو سے عجب
وہ خضاک کی نسل سے تھا کہ
ہوا زال جسم بعیش و خوشی
عرض حاکم رشک گلشن ہوئی
ہوا زال کو پھر بہت اضطراب
وہ بولا کہ سے سرور انجن
دیویر دگے پہلوئے زنگ ملک

جسکی پاس و کاروان کے تھی
لے آیا حضور بل نامور
لگا کرنے سیرغ کو آفرین
تو پھر کو جلا یا د کیجو مجھے
زیادہ ہو مجھ کو محبت تری
ترا بند ہوں اسے شہ طائران
بہت دلتین تجھے وہ شاد کام
کہ جو کور کھون جا و دان و قاف
ہوا خوش منو پھر کا سب کمال
گئے شہر میں سے نصیر کرد فر
بہت خوش ہوا زال کو دیکھکر
حقیقت گذارش کروں کے سب
جہان میں یہ ہوگا جڑا جہنم
سلاح و زر و خلعت پر گہر
زیادہ کیا اور بھی قہدار
مرخص ہوئے ہوئے شادان کمال
فرات شناسان سنجیدہ کو
کہ اسے استادان صاحب ہنر
کرد تربیت لکھو ہر صبح و شام
سو گر گساران مہاراب ہر عزم
تو داد و دہش خوب کرنا بیان
رکھا خلق کو شاد و خرم کمال
ہوئی میل خاطر سب سے عجب
خود مند و انشور و نامور
طلبگار دختر کا مہاراب کی
گرفتار غم وقت زادن ہوئی
جلا یا دہ سیرغ کا پر شتاب
شکوہ میں ہر اک بچہ پلستین
شکم کسے نہ نکلیا یہ تب تک

یہ سنکر وہین رستم نامدار
 ہوا سام دیکر اندیشہ مند
 ساہ گران نے گئے وہ ہیکاب
 سیال اور اک باہنگ ان مقام
 کیا آئے رستم کو رخصت و صحر
 تو چارہ گری کر کے کچھ ہان
 کسی آؤٹ محمول بارنگ
 لیے باندھ بارنگ میں سلاح
 کہ آنا چاہا کاروان نمک
 تو ہر گوشہ سے آئے برتاویہ
 عقب کے سب ہیلوان دیر
 متقابل ہو کر تو الی حصار
 ہو گئے آخر ہوسر وادار
 عجب طرہ آئی جناس تھی
 جو دیکھا کہ ہر سنگ خارا کاگو
 لگا کھنے بون دیکھ کر ہیلوان
 کیا فتح میں نے یہ حصن حصین
 یہ نامہ پڑھا زال نے جب سر
 کیا تو نے نسخہ حصن حصین
 لگا نگ اب قلعہ کو کر خراب
 جو ہو بچا یہ نامہ تو وہ ہیلوان
 ہوا شاد رستم کو وہ دیکھ کر
 غرض سام نے جیت نامہ پڑھا
 سنا کارنامہ یہ رستم کا جب

روانہ ہوا جانب کو ہمار
 مبادا کہ رستم کو ہو بچے گزند
 لمک کو نیو کی بہو بچا شتاب
 رکھا سام نے اور بچا کچھ کام
 اور اس کے کیا یوں کر آئے نامور
 یہ سنکر لگا کھنے وہ ہیلوان
 کہ درکار تھے زمین بے غیش و شک
 کہ یہ بات کہی ان قرین صلاح
 وہ بولا کہ لاؤ اسے ہان نمک
 ہوا گزہ ہنہ اُن کے کشیر
 خردشنہ مانند غران شیر
 ہوئی گرم دان اسے بس کا زیادہ
 گریزان ہوئے سب ہنگامہ رو
 کہ دیکھی نہ تھی مردمان کبھی
 اور اسکی ہی دیوار ہی سرسبز
 کہ یہ کار انسان نہیں بیگان
 کہ ہمسرین جن کا جرخ برین
 دل سکا ہوا غم و شاد کام
 ہزار آفرین صد ہزار آفرین
 وہاں سے تو پھر طرہ آشتاب
 روانہ ہوا جانب سیستان
 نثار اس کے سر پر کیا ہم وزر
 تو پھر شوق سے چشم دسر پر کھا
 ہوئے اہل یلان قرین ب
 اسوے منہ جہر آتا ہوں پھر

یہ ہو بچی خبر سوسے مازندران
 وہاں جنگ لگ سکے دشمن
 جولان نیک آدر و پلٹین
 پھر اودان سے ناچار ہیلوان
 ایلاہین کاروان کا لباس
 کہ کندہ کروں جب کے چ حصا
 بجائے شریان تھے ہیلوان
 در و در پہ ہو بچا میل نامور
 دین آن کے لنگے مردمان
 ہوئی رات جہم کہ تاریک
 خردار ہو قلعہ کی سب ساہ
 بہ غشیر و گز و ستان و خندنگ
 دلیون نے تاراج وڑ کو کیا
 گیا پھر وہاں رستم نامہ ار
 سو آئے اسکے اک گنہ زار نگار
 لکھا نامہ رستم نے پھر زال کو
 جو ارشاد ہو سو بجا لاؤن میں
 یہ پانچ لکھائے خرد مندور
 نقطہ دل کو بسے نہ گلشن کیا
 کہ دیدار کا ہر ترے شتیاق
 گیا زال با صد طرب پیشوا
 سو سام رستم نے نامہ لکھا
 اسے ہندو شاہ دمانی ہوئی
 ہوا دل یہ ہر ملک کا امیدار
 یہ باقی بھی قصہ سنا تا ہوں پھر

کہ رستم ہوا جانب و زردان
 سو کدست موقوف آئے کھی
 ہوئے گرد اس قلعہ کے خیمہ زن
 روانہ ہوا سوسے مازندران
 اگر قلعہ میں جائے توبہ ہر سر
 پچھو و زمین ان زندہ انکا بکار
 ہر اک گرد تھا صورت رباں
 خداوند وڑ کو یہ ہو بچی خبر
 گیا قلعہ میں جبکہ وہ کاروان
 تو پھر جنگ پڑنے باندھی
 ہوئی آکے رزم آدر دکنہ خواہ
 رہا صبح تک گرم بانا رنگ
 بہت مال اسباب ان سے لیا
 سو خانہ حکمران حصار
 بعد لطف خوبی ہر رشک
 کہ اسے نامدار میل نامہ جو
 رہوں بیان یاد ہان زمین
 ہے چشم بد بچھ سے ہر لحظہ دور
 چراغ زمین کو روشن کیا
 جدائی کی تیری بہت بھگوت
 بعد شوق سکون میں لیا
 رقم مزہ دے فتح و نصرت کیا
 کہ پھر تازہ گو ما جوانی ہوئی
 کہ اسے بدغیش اب ہو گئے خواہ

داستان نوزد ر تخت منوچہر بدخود و وصیت کردن منوچہر اور

جو گئے بشاہی صلیب سال
 تو آخر شناسان صاحب کمال
 کہ گئے بشاہ منوچہر کو
 کہ گئے بشاہ منوچہر کو
 کہ گئے بشاہ منوچہر کو
 کہ گئے بشاہ منوچہر کو

ردان چو کابل سے ملے بھی
 قریب کے پہونچا وہاں صاحب
 اور اک سر پر رستم کے تھایا ز
 فردائے گھوڑے سے ہر زال
 کہ لے پور تکلیف مت بھیج تو
 ہو سام پھر تخت پر جلوہ گر
 بصد لطف سام بن سلیتن
 کہے پہلون جهان شاد رہ
 نہیں چاہتا خواب آرام کچھ
 خندک شان گرز و شمشیر
 کیا ایک ترتیب جشن طلب
 نہیں زال در سام سے کچھ
 وہاں پھر کرے کون نگر کشی
 وہ ہن وہ گونی سے تھانکا
 ادھر کا کیا قصد پھر سام نے
 یہ کہ کردہن سام فرخ سیر
 سوچہ شاہ جانیگر کا
 لگا پوچھنے وہ کہ کیا ہر فنا
 بہت خلق کو جس پہونچا گوئے
 دیا ہاتھ میں گرز سام دلیر
 شب تیرہ ہوا راتھی چھٹا
 کہ فی الفور بیچارہ دریاب ہوا
 گیا سو پہل دو نہ دلیر
 کیا کام آخر جب اس فیل کا
 سپاس خداوند جان آفرین
 کہ دلیں اپنے نہیں کچھ عجب
 کس طرح ہر ایک کوہ سیند
 کہیں ایک سنگ گر آئے
 یہ رستم قصہ بیان کے

سوزاں آیا بہ لطف و خوشی
 گئے پیشوا زال و مہر اب تب
 ہو سام خوش دور سے دیکھ کر
 یہ چاہے تھا پھر رستم خرد سال
 تفاخر تراوی مری آرزو
 سو رست بیٹھا وہ زال آنکر
 ہوا ساتھ رستم کے گرم سخن
 جہاں جب تلک ہو تو آباد رہ
 نہ عیش و طرب سے رکھون کام کچھ
 تن بد سگالان کردن غرق خون
 ہوئے بادہ کش بزم عشرتین سب
 نہ شاہ جانیگر کا مجھ کو ڈر
 رہے پھر کسے طاقت سر کشی
 بسم کنان رہے تھے زال و سام
 تو رخصت ادھر جایا آرام نے
 روانہ ہوا پھر سو باختر
 وہاں مست پہل سفید یک تھا
 کیا مردان نے یہ اہم بیان
 وہاں ہر طرف ہو وہ پہل بلند
 چلائے بازار مانند شیر
 تو ایوان سے ہوقت باہر نجا
 گریزندہ پھر دان سے ہر کھڑا
 ہوا جالے لغوہ زمان مثل شیر
 تو پھر سلیتن سوئے ایوان گیا
 وہ لایا بجاء و خوشی کی وہن
 جو خون زریاں لے جا کے تب
 اور اس کوہ پر ہر حصا رہند
 زریاں کے سر پر گر آئے کے
 کہ زال نے یون کہ اسے پوزا

وہ پہونچا دے سام سے بیشتر
 بہت خوب تھا ایک پہل بلند
 گئے جبکہ دے سام کے
 اتریل سے ہو پیا وہ شباب
 یہ کہ کردہ عادی کہ پروردگار
 طرف چپکہ مہر فرخندہ خو
 شناخوان وہ رستم ہوا سام کا
 دعا دیکھے پھر یون گذارش کیا
 مجھے چاہئے رہنے زرہ و خود
 یہ گفتار سن سام شادان ہوا
 ہوا نشہ سے کا جنم کا ظہور
 جہاں نہیں ہوا رستم پہلون
 کرون تازہ آئین ضحاکا با
 یہ آئی خبر سام کو بعد از ان
 کہ رستم و زال کو پھر وہن
 گئے زان رستم سوستان
 اٹھاتا گمان رات کو ایک روز
 کہ پہل سفید شیر نامور
 بھرتے اس خبر سے جو رستم کے گون
 لے جا جوں نے کیا در کو بند
 نہانا اور اک مشت تخت آئے
 غرض توڑ کر وہن و قطن مند
 جو مار بزدرا یک گرز زگران
 یہ سن کر خبر زال حیران ہوا
 طلب رستم نامور کو گیا
 زریاں کا جطر ح ہر ماجرا
 بہ حکم فریدون فرخندہ خو
 پر آگندہ وہن ہوا مغرب
 شتابندہ ہو سوئے کوہ بلند

ہوا شاد رستم کو وہ دیکھ کر
 سوار اُس پر تھا رستم ارجمند
 تو پھر دوہن نظم کم کوا سٹے
 یہ ولادہ بن سام عالیجناب
 رکھے تجکو دایم بہ جاہ و وقار
 وہ رستم بھی بیٹھا وہاں درو
 تھمن دی اُسکو پھر یہ دعا
 کہ ہون بندہ کتر بن آپ کا
 نہیں میں طلبگار ساز و سرود
 رخ سکا برنگ گلستان ہوا
 تو ولادہ مہر اب مست غرور
 بشمشیر نوریز و گرزگران
 ملاؤن عدد کو تہ خاکا با
 کہ پر زور پھر ہو گئے دشمنان
 کہ مرمت چھوڑنا تم رہ داد و دین
 کہ تھا وہ حکومت کا انکی ملک
 یہ سن کر زان رستم نیک و نہ
 رہا ہو گیا بند کو توڑ کر
 کیا پہلوانی نے بس وہن جو
 کیا یون کہ اسے کو دک ارجمند
 لگا یاد ہن سر یہ دریاب کے
 شتابان ہوا رستم زور مند
 اگر خاکا برس وہ پہل مان
 وے دلیں مسرور و شادان ہوا
 سر دست دبا زوہ بوسہ دیا
 بیان اُسکو کرتا بیون سینہ ذرا
 زریاں نے گھیر تھا اس قلعہ کو
 گئی جان فالتب سے اسے کھل
 زریاں کا خون لیکے ہوا رجمند

پشتنگ سے کئے نکاح ایک روز
 شتابان ہوا خیر مت کھدوا
 ہوا میل خاطر سورزم کین
 کردن جاکے سالار ایفے جنگ
 بھرا فراسیاب اس بولا وہین
 اور پینے یہ گردان لشکر تمام
 یہ بولا پشتنگ ای خرمند پور
 یہ کن کہ سپہدار افراسیاب
 بشنید و گزرو سنان خدمت گ
 سپہدار کو بچہ یہ ہو بچی خبر
 خوشی سے وہ ہر روز تھے نوذر
 گئے ساتھ نوذر کے مدین کار
 نرون میں خبر دلیرانہ اب
 تھا اک تازیان گرد افراسیاب
 کرے آن کے بھڑے ابل زار
 برادر سے اپنے یہ بولا وہین
 کو دوا سپ کو سوے میدان چیا
 قباد دلاور ہوا کشتہ جب
 بھرا بنوہ دیکھا تو افراسیاب
 ہوا خون سے سفے زمین لہزار
 ہوا جبکہ زخشدہ پھر آفتاب
 ادھر لشکر آئے توران زمین
 خسرو سینہ تھا وقت بیکان تیغ
 اور افواج توران ہوئی چیر و
 ہوا آپ تب عازم کارزار
 رکھے ہے اگر خیرت افراسیاب
 یہ سن کر وہ افراسیاب دلیر
 بیان کیجے کیا جو ہم حرب بھی
 کمین سر سے نوذر کے دیم نم

روان سے ایران ہو لیکر سپاہ
 جو قصہ سنایا تو افراسیاب
 کہ شائستہ جنگ شیران ہون
 یہ سن کر ہوا خرم و شاد وہ
 ولکن منوچہر کے پہلوان
 نہیں جو سب اندون عزم جنگ
 یہی قت ہو جا کے لے ہتھام
 جو انان شمشیر زن سی ہزار
 خزدان ساساں و پہلوان
 یہ لشکر موآشا و افراسیاب
 ادھر سے بھی نوذر یکنگر شتاب
 ملکہ دادہ نے نامہ سے پشتنگ
 مقابل ہوئیں جبکہ دنون سپاہ
 ہوا آ کے میدان میں زم جو
 پس کا وہ کا قارن نامور
 قباد اس جو امزد کا نام تھا
 نے زشت پولاد کی کیے ب
 سے تازیان لیکے آیا سپاہ
 ہوا گرم بازار جنگ و نیرد
 سواران جنگ و د کینہ خوا
 گیا کر کے آراستہ فوج کو
 ہوئی گرم پیکار جنگ و ران
 ہزار دن ہوئے کشتہ و خستہ جا
 جاندار نوذر نے دیکھا جب با
 کہ ہرگز نہیں سہیں کچھ فائدہ
 جسے نصرت و فتح نے کر دگار
 ہیں نیزے دونوں طرف نے ان
 ستیزہ کنان ہو گئی شام پر
 غرض ندم موقوف کر پیر شاہ

تو نوذر سے ابل کے ہو کینہ خوا
 گیا بھول سائش و خورد و خواب
 سزاوار زم دلیلان ہون
 ہوا بند سے علم کے آزاد وہ
 حضور اس کے حاضر میں کینگان
 یہی صلحت ہو کہ کچھ در جنگ
 شتابی سے کر کار نوذر تمام
 جو امر دو شائستہ کارزار
 سب کے تھے سالار با عروشان
 کہ اب بخت بدخواہ آیا بھوآب
 ہوا عازم جنگ افراسیاب
 لکھا یون کہ ای شاہ فیر و جنگ
 تو باہم ہوئے پہلوان کینہ خوا
 کہا یون کہ ہوئے جسے آرزو
 کہ سردار لشکر تھا با کرو فر
 نہ ہرگز طلبگار آرام تھا
 جو کھائی تو دہی طین جنگام حرب
 ہوا ساتھ بدخواہ کے زم خوا
 کسی کو کسی کا نہ تھا کچھ بھی رہ
 وہین پھر گئے سوے آرمچا
 کہ کبیر تھے مردان میکار جو
 قیامت ہوئی ایک با وہان
 زمین پر ہوا ہر طرف خون و ان
 کہ لشکر ہوا بے دلی و خیراب
 کہ کشتہ ہوا حق ی خلق خدا
 کرے بادشاہی ہل نہار
 ہوا کار و منجر بیک شان
 ہوا زخم کاری نہ کچھ کارگر
 پھر زم گ سے سو خوا

کہ ای بوزخوش طلح و نیکوز
 کہ لینا جو خون سلم اور تور کا
 یہ باسخ دیا باپ کو بن میں
 کردن ملک شخیر سب بید جنگ
 کہ ہر چند نوذر دلاور نہیں
 نہیں ہمسر قارن زال سام
 یہ گفتار جو عقل دانش سے دور
 روانہ ہوا سوے ایران شتاب
 کہ رحبت باندھے ہو ہر جنگ
 کیا سام نے سچ جان سے سفر
 نہ تھا ولکن اس کے کچھ اندوہ درد
 سواران جنگی صد و جل ہزار
 کرونی رت ایران کے لشکر کو سب
 بڑھا فوج سے لیکے نیزہ و شتاب
 نہ تاخیر کوراء دے زہنہار
 کہ ای پہلوان جاکے ہو گرم کین
 ہوا تازیان سے نبرد آزما
 وہ قارن دلیر و جو امزد ب
 ملک کو سپہ لیکے ہو بچا شتاب
 پھرتے میں انغب ہوئی پشتنگ
 تو قارن پے جنگ افراسیاب
 سپہ لیکے آیا پے زم کین
 نہ جان کا تھا بچی کسی کو دروغ
 دل ابل ایران کو ہو بچی شکست
 پیکار ای میدانین تاجدار
 تو کر مقابل ہو میرے شتاب
 ہوا آن کے زم جو مثل شیر
 سنان پر سنان ضرب بر ضرب
 اگر وقت پیکار تھا خاک پر

کہین ہوں کہ بہ سوسو عدم سوختی پرستی تو رہو مدام دہ پیا ہوا سوئے خاور زمین تو مت ہو جو اُس سے پرفاش جو رہ کہ نہ خواہی سے پوریشک بقصد خبر داز رہ سہر نشی یل نوجوان یعنی فرزند زال منوچہر کرتا تھا جب یہ بیان یکایک ہوا خسر دسر فراز منوچہر کے بعد با کرد سر رکھا سر پہ دہیم شاہ ہنشی نداد و دوش کی نہ لہذاں دام یکایک ہو اُس سے ہزار اب یہ تم گارنے جبکہ دیکھا یہ حال مجھے وقت رعلت کے کرتا تھا یا ہوئی سلطنت اندون کچھ خرا ادھر تو یہ نامہ لکھا اور اُدھر پھرتے مین نامہ گیا شاہ کا جو نزدیک ہو بخا تیل نیک نام تو بیٹھ اب سر تخت فرمانہ ہی یہ لایا زبان پر مل رحمت منوچہر کی دخت ہوئی اگر جو نوذر نے پیش کیا ظلم کا نہو مخرف اس سے تم زینہا ر کیا شاہ سے سب کو گردیدہ پھر	مبارک تجھے تخت و تلج و علم نہ غرا زہ رہی رکھو کام کیا خلق نے اختیار شکا دین قبول اسکے اب کچھ دین کو کرے قصد تیری طرف نہ جنگ کرے جب اندیش لشکر کشی نہیں ہیلوان کوئی جسکے مثال ملکہ اودہ نوذر تھا گریہ کنان گرفتار بیماری جان گذار جلوس نوذر بر تخت ہوا مندا آراے فرماندہ ہی نہ خلعت کجور و ستم دل نہاد ہوئے مخرف بلکہ سردار سب ہوا اپنے دلمین ہر اسان کمال منوچہر شاہ تجسہ نہاد یہاں آپ کو اب تو ہو بخا تیل ستمدیدگان ہو نچے دان پیشتر تاسف بہت ہیلوان نے کیا بزرگان ایران گئے پیش سام تو رکھ اپنے سر پر کلاہ سی خدا کے یہ نزدیک کس ہے ہند سر تخت شاہ ہنشی جلوہ گر تو بے نامداران ہو اندیش کیا کرد چاکری اُسکی یل نہار رہا کوئی بھی دان نہ بخند پھر	تو مت چھوڑو رسم آئین داد جہانمیں ہوئی تارہا بددیدی وہ ہم مل پاک یزدان پا تجھے پیش ہو اک ہم عظیم تجھے ہاتھ سے اُسکے ہونچے کون خبر کچھ سام اور زال شو وہ اس خاندان کا ہونچہ کنگہ نہ کچھ اندون شاہ بیمار تھا نہ جانہر ہوا پھر شہ بے نظیر سلطنت ایران و لیکن منوچہر کی رسم پر ہوئی بند کیسر ورت کی ماہ لکھا بادشاہان اطراف کو سو سام نامہ کیا اک روان زبا نہر تھا شہ کی ہی بازار و گر نہ یہ پھر تخت شاہی نہیں کیسے تھے جو نوذر نے بندیان روانہ ہوا زندران سے وہین گزارش کیا یہ کہ اُسے نامور گرفتار کر شاہ نوذر کو اب کہ نوذر زواد کیان سے ہوا کہ باندھتا مین پیے جا کر کی اُسے بازلاؤنگا اس راہ سے یہ ککر گیا پیش شاہ جان سنو گئے احوال پوریشک	رعیت کو رکھنا تو آباد و شاد ہوئی نام موسیٰ کی پیبری کیا اُسے فرعون کو اب ہلاک ترے اہل قرآن ہن سے غنم تو عاجز ہوئیں پر جرخ بلند لگ لگا ہو اُس سے اُسے ناجو کرے یادری اُسکے یل نہار نہ کچھ درد تھا اور نہ آزار تھا جہان سے سفر کر گیا ناگزیر سر تخت نوذر ہوا جلوہ گر نہ قائم رہا خسر و نامور ہوا بند سیم وزر بادشاہ کہ آؤ ادھر اور یہ ملک تو لکھا یہ کہ اُسے ہیلوان جان کہ رکن خلافت ہو سام سوار بداندیش ہوں اور ایران زمین کیسے سام سے جسکے کیتہ بیان نشتابان ہوا سوا ایران زمین جہاندار نوذر ہو بیداد گر ہا اعت کرین مل کچھ تیری اُسے قید کر ہو نہیں شاہ جان شب دروز کر تائین فرما بیری کردن تارہ بیان شہنشاہ سے جھکا یا سر عی چون بندگان کہ نوذر سے آئے ہو اگر جنگ
---	--	---	---

جنگ افراسیاب پسر لشک با نوذر فتح یافتن و شستن بر تخت

لشک ایک مرد بزر داز ما پسر ایک تھا افراسیاب پہدر اقلیم توران تھا کہ ہدیت جکی ہو غار کچی	سرافراز تھانس سے تو کی یل روز مند ویر و جوان	اُسے جنگ نوذر سے منظوری نہ تھا اُسکا ہمسر کوئی ہیلوان
--	---	--

خروان ہو کشتہ جب وقت جنگ
 گریزان ہوئی اکی ساری سپاہ
 ہوا پر خضب سن کے فریاد
 گیا قصد یہ کر کے وہ کینہ جو
 گیا پیشوا یہ خبر سن کے زل
 وہ قارن تھا ہمراہ شہزادگان
 جو نوذر کے پردہ رہے مہمان
 ہراک کو صلاح و زور و نجات
 ولیکن ہی زل کو سوچ تھا
 نہیں ہن کیا ہی جو ہون و دش
 نوذر کے بداندیش کو یا سال
 بلند اقتدار و معالی جناب
 اسے زل نے ایک نامہ لکھا
 اگر آئے یا تک تو اسے نامدار
 بداندیش ہو وہ جو افراسیاب
 گیارے سے زابل کو وہ نامور
 ملکہ ادہ کے پاس اتنی سپاہ
 برادر نوازی کی تھی آرزو
 کرے بر قاعدت کی تو نے بس
 دیا پانچ اسنے کرے تاجور
 جہا پیشہ تھا بسکہ وہ شہزاد
 غرض میستانین یہ ہو چکی خبر
 کیا نامدار و نکو اسنے طلب
 دے جاہے شاہ والا شکوہ
 نہیں یہ سزاوار تاج شہی
 کردہ دارشخت ایران ہو
 منوجہ کے ہاتھ سے وقت جنگ
 جزیرہ کی جانب گریزان ہو
 ملکہ ادہ زوہر ہو ان کا ہونا

ہوئے حملہ آور ہوا زل بسب
 تعاقب یہ زل نے پھر دین
 ہوا پھر ہن کھے پارس مان
 وہاں سے وہ دونوں گریزان ہوئے
 بخولی انھیں سیستان میں لکھا
 ہوا اپنے شہقت کہ ان زل
 فراہم ہوئی پھر زل ان سپاہ
 رکھا نامداران کو تکریم سے
 ابھی طوس گئے نامداران ہن
 جو شاہ زبردست ہوئے بہم
 اچان ایک تھا کد شہزاد
 ملکہ ادہ اغریث شکا تھا نام
 کرین نے بہت کی فراہم سپاہ
 حری چاکری ہل ایران کرین
 روانہ ہوا پڑ کے ہن مارو
 خبر ہن کشتے میں فراہم سپاہ
 گلاہرم پیش فراہم سپاہ
 ولیکن لگا کشتہ افراسیاب
 جو تہمین ہن اسے ملحق ہو
 مری تاب کیا جو کوئی ہماری
 رکھا جو رویداد ناحق روا
 یہ سن کر ہوا زل اندوہین
 بدر ملک سے خشم کو کیجئے
 شہنشاہ نوذر کے دونوں سپہ
 سوا کے نسل فریدون سے لگے
 کیا زل نے جب بیان یمن
 ملکہ ادہ طہا سب اسکا سپہ
 غرض جو سپہ ایک طہا سب کا
 سازل نے جبکہ یہ ماجرا

نہ ٹھہرا سنا سن نہ انین تب
 ہن زل کے قتل ترکان چین
 گئی ساتھ اس کے سپاہ گران
 اعرن سیستان کے شتابان ہوئے
 رکھو جمع خطا یہ اسنے کہا
 کیا اعلف معترف ہر ایک پر
 چا نامان زرم اور کینہ خواہ
 کیا خرم و شاد تعلیم سے
 نہیں بادشاہی شایان دین
 سزاوار ہو جس کے تاج و عظم
 سزاوار اور رنگ شاہان کے
 جو اعرن و خوش خلق و شیرین
 ولیکن نہیں ہو کوئی بادشاہ
 ترے آئے کار نمایان کرین
 سوزال اغریث نام جو
 سپاہ گران نے کے پہونچا شتاب
 کہ پر خاشکی کی تھی نہ زل زل
 طرح شعلہ کے کھا کے بے رحم و کافر
 مرا تو جہا نہیں منافق ہوا
 نہیں دعویٰ بھوکو بھر جا کر
 کیا تن سے بچا رہے کا ہن
 زیادہ ہوا اور بھی دلین کین
 شتاب اس سے نوذر کا خون لکھئے
 نہیں دانش و عقل سے بہرہ
 کوئی ہو تو بھوکو کر دم خبر
 تو کہنے لگے موبدان کین
 فراری ہوا بادل پر خطر
 جو اعرن و دانشور و خوش تھا
 تو یون قارن نامور سے کہا

کیا تھا نہ بدخواہ نے کچھ خیال ہوا شاہ و لکیر و اند و گنبد سراں سپہ کو فراموش کیا ظفر اپنی آتی نہیں کچھ نظر یقین ہو کہ پھر دشمنان شریک جدا ہو دے تیرے مر مر اگر لے لپٹے بیٹوں کو غصت کو وہ فرزند جو طوس گسٹم تھے یسا لا تو ران کو بھیجا پیام رہی جنگ توٹ و در و در سواران جنگی میں میار ادھر تھا صفِ رادہ فرات ہوا آشتی شاہ و میدان میں فراموش نہ آئندہ شکر ہا مدان کو فارسی و اتارینا ہوا جبکہ آگاہ افراسیاب لکھکر ہوا اسوادی دان ستیز زندہ وہ بھی ہونا تو بیک گردش چرخ پیدا کر ہوا بعد ازاں جسے افراسیاب ہوا تازیان کشتہ ہنگام جنگ	و لیکن جہاں دار تھا پُر لال سخن باب کا با دیا دین جہاں اس نے پھر یہ اسے کہا کہ لشکر جو اپنا زبون سر بسر مجھے یا سنے بجائیں کرے کہ تو قائم ہے نیک نام پر یہاں کس پر یارن بھجیدو بھین لیکے آغوش میں بندہ کہ لشکر تنگ آگیا جو تمام رہا لشکر آئندہ زیرِ فلک ہوا علوہ گرفتار من شہر یار اگر تارکان چین جسکے تھے ہم پُر افرات فوج ایران میں نہ میدان میں قائم وہ نو ذرا اگر قارہوں تاکہ شہر و گان تو فوج اوزبکی ملک کو کشا لے بر سر کینہ تھا آسمان ہوا آخر کار نو ذرا سیر نہ نو ذرا رہا ورنہ وہ کرو فر سریر فریدون عایجناب اگر زبان ہوئی فوج شہنشاہ	ملازم کوئی شہ کی سرکار کا کہا تھا منہ مہر نے یہ کہان کہ بدخواہ کی غالی کی سپاہ اگر مہار کے ڈکدھر جا لیتے یہ بہتر ہو کشتہ ہونے میں سراں سپہ نے یہ سن کر کہا کہ تخم فریدون سے تاکدھون کیا شاہ نے سسے پارس راہی ہوئی و در کیجے رنگ غرض تیسرے روز وقت بچا وہ شاہ پور و قافلہ سراں یہاں تک ترک چین جو روڈ وہ قافلہ بھی لے کر گزرا غرض شاہ نو ذرا ہوا تلخ بند ہوا سذرہ قارن نامہ جو کہ رہ گئی فوج گرد و ہوا سپہدار توران یہ شکر خبر سوا اسکے لئے گرفتار دان جہاں میں ہا حکمران غبتاں سپہدار کو بھر یہ پہنچی خبر ہوا پرالم سن کے افراسیاب	و ہاں سے وہ دھیم لایا تھا تجھے فوج تو ران سے پہنچے زیا یہ سوچا کہ سو کام اپنا تہ حفاظت کی تاب کمان پائے نہ طاو نہیں اب زندہ زندہ نہیں کہ جز جنگ چارہ نہیں ہے مٹنا میں زندہ احر سرور نہیں ہوے دیدہ تار کوہِ فشان اگر دیکھ کر روز پھر ہے جنگ گیا سو میدان بھرا لکشا بہر سو ستیز زندہ دیکھنے خواہ سپہدار ایران کے کھائی گسٹ و ملک پارس شتابان ہوا نخا لٹ نے کھیر احصار بلند انگی ہوئے باہم دہان کارزار تو پھر قلعے نو ذرا نامدار تغائب کو اسکے گیارہ دوز ہزار و دو صد و بی سیلوں پھر قبائل پر اسکے آواز وال کہ غالب رہا قارن نامور بہت دل کوٹھے ہوا اضطراب
---	---	--	---

فرستادن افراسیاب خزر و ان ساسانیان دشتن نو ذرا و غیر شارا

سپہدار نے یہ ارادہ کیا خزر و ان ساسانیان میں ملان مگر کینہ خواہی پہ باندھی نہیں لکھا شاہ مہر کے زال کو مقابل ہوئی جب سپاہ عدد شکستہ ہوا مغر پیلوان	کہ ملک ب لیا چاہیے نال کا گئے بیک سالار فوج گران زرد پوش ہو کر کیا گزر گنبد کہ سون متفق تھے اس نا جو تو باہم مبارز ہوئے کینہ جو دیکھ نہ کچھ سر کو پہنچا زین	روانہ کیے پھر پہلے کارزار سنی زال ملنے یہ جہدم خبر روانہ ہوا سیستان کا خطیم ہوئے پیلوانان کا بلستان خزر و ان نے اگر عود و سپہ پھر گزر تو زار خزر و ان کا
---	--	---

یہ جاہکڑا لے کیا فی کند کہ نادر ہو کر دے کی خوشخوار تہن نے آخر کو ڈالی کند یہ جاہ جامے تہن کا غرض رخس تھا نام اس گردے کا کیا زور اس رخس نے سقد کیا رخس کو زین ہوا بھوہ سیاہ گران ساتھ دیکشتاب گیا آپ بھی بعدہ دروز کے جو مجھ سے کرے دم کی آرزو سپہ سکی تھی پردن شاہ کام کوئی چاہیے بے شاہ دلیر نزا د فریدون سے کوئی اگر فریدون نسبہ فرخ نہاد یہ رسم سے بولا کہ ای نامور مناہہ رکھنے ہن سب پہلوان تو دو بیٹے تین جاہکڑاں تلک	کرے تاکہ اس بچہ کو پالے بند غضبناک اور موم آزار سر رخس لایا وہین دیر بند کہ اتنے میں رسم بھی چون شیر تو انا زور در آدر و دست تھا کہ رسم کو بس لعل کھینچ کر بھد کا میابی یل نادر روانہ کیا سوسے آذاسیاب ملا جا کے بس رسم گردے وہ کیا چیز ہے بس کے رویہ اور افواج ایران تھی میدان کہ یاں جسکی ہیبت ہونند شیر کسین ہو تو دو مجھ کو اگر خبر دلیر جوان مردی کی قہار کر بانہ اور رخس کو زین کر تو چل کے ہو بادشاہ چہا زیادہ نہ ہو دیزیر تلک	لگا کنے رسم سے بھر گلہ بان کے آتے ہن پیشتر خیزون غضبناک ہو کر دہن دیان ہوا جبکہ میدانین غرہ بان کند اسکے سر پر ہوئی جیکہ بان لیکن تہن بھی پڑ زور تھا در گنج بھر زال نے واکیا ولیکن ہو امضطر زایل یہ کستا تھا سرور ذفر سیاب ہوا زال بھی سپردیر سیال یہ تھا زال کو سبج شلم بجاہ روانہ کے سر طوت مردان کسی کیا آن کر یون بیان ہو ایہ خبر کین دلشاد زال روان ہونشالی سو کی قیاد مددگار دولت ہو یا در تخت بسن کر وہینہ یل ناخوہ	کند اسے مت ڈال کر پہلوان مباد مجھے بھی کرے سرگون دوان آئی مانند شیرمان تو ہستے خیر ہوئی ہادیان لگا کھینچے تب یل از بند برزور اسکو فالوین اپنے کھا تہن کو گنج فروان دیا نہ لایا وہ تاب فرق لبیر کہ رسم ہو کر دکن کھا تاب نہیں اب ہر تخیل انحال کہ نادان نیت ہر گشتا شاہ کما زال نے یون ہر اک کما ان کہ کہ کوہ البرز میں لکھ ان ہو ابند سے غم کے آزاد زال یہ کہہ جا کے ای شاہ فرخ نہاد ہمیا ہو جیکو ہان تلخ تخت روانہ ہو اسوسے البرز کوہ
---	---	--	--

رفان کردن رسم را برای طلب قباید بکوہ البرز آمدن کی قیاد و نشانیدن زال کی قیاد را بخت

اثر کوہ البرز سے کی قیاد لگا کنے دین مجب جوان کہ تند اسقد تو نہ جا ایوان مگر ایوان مرد فرخ نہاد تھے ساتھ اک مرد دعال کرد یہ بولا تہن کہ ای نامور جو امزد ہو کی قیاد کما نام بسن کردہ بولا کہ ملان قیاد تھے تخت ایران مبارک نام دو باز سفید گئے ایران سے	کسین کے بیٹھا تھا سر و نشا تا شاہی خوش آمد گزر گران اثر کرد را اس کے بیٹھ بان مجھے دے نشان شہ کی قیاد مکان میں تھے اسکے دل کرد پدر میل ہو پہلوان ال بر تو جا کر اسکو بھوئی پیام پدر بر بدر نام کستا ہون ہندہ ترا تخت دولت بکام سر تخت شاہی بٹھایا مجھے	ہوا رسم گرد کا وان گذر ہو میل خاطر کہ ہو ہم نشین می نقل یہ دیکھ تیار ہے وہ کسے لگا بھر کا تو بیان لگا ہو مجھے پھر کر ای پہلوان کما اسے مجھ سے کہ جائے کوہ کہ ہو پہلوانون کی یزد تہن نے سر کو دیا بھر چکا تہن بولا یہ بھر نامور دم صبح بھر بادل شاہ ومان	وہ ہنزا وہ حیلان ہا دیکھ کر تہن کو آدزدی بسن ہن وہ بولا نہیں مجھ کو در کا تیم تو اس ناموہ کا بھن دین نشان بہ بیان کا کسے دیا بھووان دہان ہر ملک دہ با شکوہ کہ تو شاہ ایران ہوئی نامو سجا شرط خدمت کی لا کر کما مجھے شب کو انھو اب یا نظر اثر کوہ سے آکے بیٹھا پہلان
--	---	--	--

اگر لے آجری سے زکوٰۃ
ہو اور میں فقہ قارئین

دہستان آمدن ملکزادہ زوہد سپر طہاسپ ہمراہ قارئین و سیستان و جلوس بر تخت شاهی ایران

حضور رکھ اودہ پہونجاوہ خوشی سے دہستان تھ قانکے ز ہوا جلوہ گر تخت شاهی پے گیا شاہ پھر سوسے افراسیاب گیا خوار ہو کر جو پور شک ترا بجائی اغریشت نامور رو اتونے دکھا برادر کا خون رہی پھر نہ کچھ قدر افراسیاب کیا لے ہر روز و شب داد جہانین باقبال جاہ جلال	دیا زال کا شکوہ پیغام تب طرت سیستان کے ہوا تیر ہوئی اک جہان کو خوشی فوج لڑائی کی لایا وہ ہرگز نہ تاب نہ عزت ہوئی کچھ حضور شک ترے پاس حاضر ہوا آن کر کیا فوج ایران نے بھگدوں ہوا ناگوار اسکو آرام و خواب جان کو رکھا خوب بادشاہ رہا شاہ فرمانروا پنج سال	کہا یون کہ چلے سویستان جب یا خداوند تاج و سر پہ سو ملک پارس انکی سپاہ گیا بھاگ بدخواہ تو ان میں چنگ سب بولا کہ دینا کار کیا تو نے اے لے شکوہ ہلاک نہیں کام تیرا مرے روبرو جہاندار زوہد خسر دین پناہ یہاں ال ذرا در سب پہلوان پھر آخر کو ہو نیا پیام اہل	ہمایا اور جنگ شہی مان ہوے گرد سب کے فرمان یک ہوا اس لایتین پھر و شہ نصرت ہوا مشہ کا ایران میں آئی بھگے شرم کچھ زہنہار خدا کا نہ ہرگز کیا خوف ہلاک لے سامنے سے ہو بس در تو ہوا جبکہ ایران کا بادشاہ شب و روز شہ کے رخ خوان گئی جان قاب سے اسکے نکل
--	--	--	--

داستان نشتن گر شاہ سیاہ بر تخت مہاز آمدن افراسیاب از سخر ایران

ہوا باب کے بعد گر شاہ سیاہ چنگ دلاور کو ہو نیا خبر بصد لطف تعمیر افراسیاب سیاہ حمران لے کے پور چنگ پھر آیا پس لے کے افراسیاب مگر کر کے رستم کو اب سرگروہ نگا کھنے رستم سے پھر زال زر تو کار آ زودہ نہیں اتیک تر مصلحت کیا ہو تو کہ شتاب یہ بولا تھن کہ ہون مرد رزم کہ اوں اگر سب کو وقت جنگ کہا پھر یہ رستم نے اے پہلوان دکھائے تھن کو پھر سر سر لے بادیان ایک تھی تخت جنگ	خداوند درنگ تاج کلاہ کہ اک طفل ایران کا ہو تاجور معاف اُسے کو کہ کیا یون شتاب ہوا سوسے ایران دان نیدر کیا جا ہے اب تدارک فطاب اُدھر بھیجتا ہوں با صد شکوہ کہ حیران ہوں کیا کون ای سپر کہ ہے ناز پروردہ زیر فلک جو ہو بھگو منظور سوے جواب کہوں خیرہ بدخواہ کو کسی یہ علم نہ پھرے مرے آگے شیر و پنگ مجھے چاہیے سپر گر زران وہاں کلاہ سپر تھے حقد نکار اسکے سے جسم پلا درنگ	لے تھا پذیرندہ لے زال چنگ اپنے ولین لگا کئے تب کہ لشکر کشی سوسے ایران کر بزرگان ایران یہ لشکر خبر دہ بولا کہ میں تو ہوا سال خود یہ لشکر ہوے شاد سب بخو ہوا ایک ریش دشوار کار تھے بھیجوں کہ بھگنے کا زار غرض زما تا تھا رستم کو زال بجا زوے پر زور و دست را یہ گفتا رستم خوش ہوا زال زر حضور اسکے لئے دہن گر زمام رکھا پشت پر ہاتھ جس کی اور نہ سکا تھا اک پچہ پتین	کہ تھا بادشاہ جہان غر و سال کہ سخر ایران آسان ہوا باب بے کینہ خواہی تو باندھا بکے لے زال سے کھنے افراسیاب ستیزہ ہو کار جو انان گرد کیا رستم تسلیم اس بات کو کہ جس گریزان مویا ب قرار سو شیر مردان جنگی سوار کہ جو یانین جنگ کچھ خیال نہیں کچھ طلبگار آرام و ناز و عادی کہ با ہم ہو تھجہ سے ظفر تھن ہوا دیکھ کر شاد کلام وہ شد زخم ہو گیا بس تھجی ہوا دیکھ کر خوش بی صفت کن
---	---	---	---

<p>کیا دیکھ دیشہ کوئٹہ وان حضور جہاندار دیشہ گیا اگر تور نے خون امیج کیا کیا اتنے بادشاہ نودے نہیں بہت ہمدگر کینہ خواہی ہوئی کہ تم تم نہیں غیر کچھ زہنہار کرم تازہ پیمانہ عہد ستوار یہ پاسخ لکھا شاہ نے پھر دین عین عہد پیمانہ پر تم ستوار لگائے رسم کہ اے تاجدار یہ نکر وہ شاہنشاہ نام جو یہ بولے وہ شاہ قوی جگتے دیا رسم و زال کو گنج و در بصد ملک تو ان ندون نہار وہ لائے تصرف میں ملک صلیح بصد کامیابی و فتح و ظفر ہوئی مرخ خوان شہ کی قباد یہ سو بھاشنہ شہ کو کیا رگی طلب کر کے بولا کہ اس کے معاون ہو اسکے شام پھر وہ بولے کہ ہم ایشہ نامدا</p>	<p>نوشتن نامہ صلح شنگ والی توران بکھیا پہدار توران کا نامہ دیا منوچہر نے اسکا بد لایا نکالی غرض اپنے جی کی ہوس بہت فوج کی بستی ہوئی برادرین بکشت علی و شہر پار نہ لشکر کشی پھر کرم زہنہار کہ ہرگز نہیں ہے آغا کرم تجاری بین بات کا اعتبار نہ کر صلح اور آشتی زہنہار طلب کر کے مہراب زلال کو کہ یہ صلح بہتر شہا جگتے عنایت کیے خلعت پر گھر کر دنگا فرون تیرا عرو و وفا ہوئے شہ کے شاہان عالم طبع گیا سوسے پارس شہ داؤدگر فریدون کو ہرگز کیا پھر نہ یاد کہ آخر ہوئی اپنی اشدگی عزیز و تمھارا بڑا بھائی ہے کہ فتنہ نہ برپا ہو بار دگر اطاعت کا پھرین نہ سر نہ نیا</p>	<p>برٹھا کر کے وانشاہ لے سر نہ ہوا پھر دھر عازم فراسیاب ہوا پور طما سب پھر کینہ خواہ یہ بہتر ہے اب آشتی کیجئے موافق فریدون کی قسم کے غرض کی جیون ہے دیساں تھیں سے ہوئی تہا اظلم کی سر لو اگر ہو دے قول و قسم کیا گزرنے میرے ہنگوڑوں یہ بولا تمھارا جو ہوشو را غرض شاہ نے بانٹا ط و خوشی کہا یوں کہ اے رسم نام جو شہ صفت قلم نے بعد از ان بہشت داروں نے پھر خادشاہ یہ ادو دیش شاہ نے کی دہان رہا سو برس شاہ گیتی پناہ شہ دادگر کے تھنہ زہنہار یہ ہوئے خداوند تاج و سر پہ بھون نے پذیر کیا یہ سخن کئی روز کے بعد پھر ناگمان</p>	<p>سو کی قباد شہ خسرو ان یہ نہیں لکھا تھا کہ اچھا جو ر تحمل کی تھی ہنگوہرگز نہ تاب کیا فوج توران کو اسنے تباہ نہ کینہ کو بس نہیں دیکھے رہینگے جدا اپنی اقلیم کے ادھر ہم ادھر تم سو حکمران لیکن خدا نے سزا تم کو دی تو ہون صلح پر رخی البتہ ہم ملا باعد کو نہ خاک خون کو و تجھ کو آگاہ اس سے ذرا پہدار توران سے کی آشتی تھے جسم کا ایک بھی تار مو روانہ کیے جا سجا ہلوان نہ فرمان سے پھیل سزا قباد کہ اک خلق باخاطر خادمان جہان میں خداوند تاج و کلاہ انھیں ایک دن شاہ فرخ تبار رہو تم شہ روز فرمان پذیر بجالاتے فرمان شاہ دین ہوئے ملک عدم شہ والی</p>
<p>موسے بند جب دیکھ قباد لگا کر دے داد و دیش و ریش کہ آب ہوا ہر بہت خوشگوار کہ ہرگز نہیں اب مجھ میں تم فریدون ضحاک حبشہ سے یہ جی میں ہر کشور ستانی کروں</p>	<p>تو پھر شاہ کاؤس فرخ بناد لگا رہے مشغول مشیط سد فحل گل جو ہیشہ بہار ہو ادل طلبنگا رسیدان زرم نہیں کہ جو کچھ زور و قوت مجھے ہر اک ملک میں حکمرانی کروں</p>	<p>خداوند اورنگ افسر ہوا ہو ایک زندہ حاضر وہاں یہ سن کر کیا قصد مازندران مبادا اگر مومن آرام گیر شفقت بھی لازم ہو کھنکھال کے پھینچوں اسے مازندران</p>	<p>جہان پر درو عدل گستر ہوا لگا کر نے قرین مازندران وزیر نوے بولایا شاہ جہان تو بر باد ہو ملک تاج و سر پہ کہ قاتل ہے ہر ملک مال کروں سکے و خطبہ اپنا وہاں</p>

ہو اس طرف کو تراب گذر
سمجھے مجھے اور مے باج
غرض سوے ایلن ہر شاہ شاد
چلے قہر میں ہو پناجا بیاں
قلون نے کیا نیزہ پہر دان
لوکشتہ قلون دلا در ہوا
وہ ہتے نہاں شتیر شام
آسے آسے کھنکھنہاں کھا
قبا دلا در کو باکر و فسر
جو لشکر سے لشکر مقابل ہوا
ادھر سے ساساں یا دین
ہوین ال سے رستم نوجوان
بیکار دین کا ایک کے افراسیاب
تو بھر زہر شیر ہو آد آب
یہ کھل گیا سوے میدان لبر
آسے دیکھ کر مردان دین
کہ ہر روز زال در رستم ہر نام
کہا کی طفل آ یا جو تو بھر جنگ
تھن نے بھی گرز کو رکھ دیا
کر بند اسکا پکر کین سے
گیا ٹوٹ لیکن دوال کر
ادھر سے بھی دین بفران شاہ
گر زبان ہوے ترک سالار ک
انگا گرنے فریادیوں باج
ہو ایک قبا داب ہاں شاہ دار
بے صاحب زور پیدا ہوا
بیان کی قوت کا میں گویا
کر بند میرا جو ڈوبا دین
یہ ہر مصلحت آشتی ہو بہم

بلطف خدا ایل نامور
دو باز سفید ایل نامور
روانہ ہوے رستم و قیقا د
ہو اسدرہ وہ بھی تباں کے
کہ سینہ پر رستم کا دقت شان
گر بزنہ دیکھت لشکر ہوا
روان شب کو ہوتے تھے زہر خاک
لشکر ہے شاہ دان رکھا
سخت شاہی کیا جلوہ گر
سورزم ہر ایک ایل ہوا
ہو اسادہ قارن کے لب گم دین
یہ بولا کہ ایل ہلو ان جہان
مے ساتھ ہور زنجو تو شاہ
اگر سامنے آئے افراسیاب
ہو افرو زدن جا کے مانند شیر
لگا کینے سالار ترکان چین
رکھے ہاتھ میں اپنے ہر گرز سام
تو کیا حقیق شان خدنگ
ہوئے یراق اس سے جنگ زما
آٹھا کر تھن نے بس نین سے
وہ چھٹ کر دین گریز خاک
لگا کو تھن کے ہونچے سپاہ
ہوئی سرور گرمی بازار ترک
کہ پہلے ہی کہتا تھا میں کی ہے
وہ ہر مرد جنگ آدمو ہوشیار
نہ ہم خیمہ شیر اسکا ہوا
کہ بس کہروا کے میں اپنے ہون
تو میں ہاتھ سے سکے چھوٹا دین
نہوں کینہ جو کیقبا د اور ہم

یہ کھل کر دہان نوش کی بھر شر
بس اب کھجے تاکے ایل چین
قلون دلا وریل باوقار
تھن قلون کے مقابل ہوا
وہی نیزہ رستم نے بس چین کر
بصد شادمانی وہ دونوں جوان
غرض فتنہ رفتہ دھونچے دہان
ہوے یکدل اتنے میں ہر جوان
کیا قصد کھرتے افراسیاب
ادھر سے تو قارن یل نامدار
ساساں کی سر ہو افروغ خون
مے دین پر جاؤں میدان میں
نہ قصد جنگ سے بولا یال
تھن یہ بولا خطر کچھ نہیں
کہا یوں کہ او ترک افراسیاب
بتاؤ کہ ہر کون یہ نوجوان
مقابل تھن کے آیا وہ ترک
ذرا در سر خیمہ دکھلاؤ دین
کیا ترک نے زور ہر چند پر
یہ جاہا کر لجا ہے غاوشاد
بس تھن میں آہوئے لکے ہوا
ہزار و صد سخت جنگی جوان
آتران جھون سے پور پشتک
کہ ایلان یوک نہ کیجے مصاف
بہت یوتو ایلان میں یل جان
یل یل رستم اسکا ہر نام
جد کر کے یکبارگی دین سے
ہو اسو ہوا پیشتر اس پر
کسی حقیقت جو پیش لپک

کئی بھر یہ رستم نے تیر خواہ
تے سر پر ہم کج خاہی دھین
طرف سے تھا گرشاہ کے راہلا
سورزم پر غاش نائل ہوا
قلون کے نکایا جو اک سینہ پر
ہوے پیشتر اس کا فتنہ دان
یل نامور زال نہ تھا جہان
تو بھر زال نے در رستم دہان
ہو نہلو ان شاہ کے ہر کاب
گیا تھے میدان کے کارزار
زین پر گر گیا ہے سرگون
کروں خوار دین کو اک ان میں
مقابل ہوئے یہ کسی مجال
آسے لاکون زر زمین
مقابل تو مجھ سے ہوا کر شاہ
یہ نکر کیا مردان نے بیان
زبان پر یہ کھنکھنایا وہ کر
ابھی باندھ کر جھک لجاؤ پھر
رہا دین قائم یل نامور
شتابی حضور شہ کیقبا د
ہو اگر مہنگا مہ کارزار
ہو اکتہ ہاتھوں سے رستم کے دلا
گیا خستہ خاطر حضور جنگ
مجھے رکھے میں باج ایلان
وے نسل سے سام کی کجوان
زبون اس سے ہے اپنا لشکر تمام
یلو لجا اتھارہ کین سے
فلے اب گذشتہ تو مت یاد کر
تو کینا مرا سنے کھنا بند کر

یہ پاسخ دیا شاہ نے دال کو خدا ہو مرا یا درود سنگیہ تم اگر زال درستم پہلوان بد کسوزی اس شاہ کشور کشا معا دین میں شکار ہو نگاہم	کہ اگر گردانا و فخذہ خو کردن جاکے دیو و کوفران پر طرح مری یاں ہو حکمران جو کچھ عرض کرنا تھا ہے کیا مدد کار دیا درین ہونکا دم	فرید دے افسون ہو میرا طلسم افسون کو تو روتن م لگا کئے پھر شہ سے وہ نکو مجھے کیجے رخصت سبستان غرض شاہ سے پھر سبستان	منو چروم سے نہیں ہو نہیں کم سر بدنگالان کو ہو روتن م کہ میں بندے ہم اور تو بادشا کرے حکمرانی کوئی اور یاں مخلص ہوا پہلوان جہان
---	--	--	--

رفتن کا دوسرا برای تخریب ازندان و گرفتار شدن بدست یوان

بل نامور ایک مہلا د تھا تو بھیزال درستم کو کچھ خبر گیا لیکے دان لشکر بشا ر جب آئی حد ملک ازندان ہوا سامنے جو بعزم ستر گلستان سے وہ شہر کچھ کچھ روانہ کیا ہو کے پھر نا امید خسابی مدد کرتا تو اہرمن ہوا شاہ سے آن کرکینہ خوا گرفتار کجکال یوان ہو ہوا اس مکان کی خوش آئین وزیر رونے جھکو کیا منع تھا	گسے شاہ کا دوسرا یون کہا معا دین سے ہو گئے وہ آن کر یلان جہانگ و جنگی سوار تو پھر دان و جگجو پہلوان تو کھینچا اسے پس تر تیغ تیز زن مرد خوش منظر و خوش لقا کسی دیو کو سوسے دیو سپید دگر نہ جانے ہو یاں ایک تین ہوئی قتل یران کی ساری سپاہ براگندہ دل و حیران ہو فضا اس گلستا کی بھائی تھیں وے میں آ نکا نہ مانا کہا جہان قید تھا شہر یازدن	کہ سونپا تجھے میں آجنگاہ یہ کھکر جہاندار کشورستان بہ فرمان شاہنشہ نامور زراعت کو کیکر جلاتا گیا گیا تا در شہ غارت گنان ہوا شاہ ازندان قلعہ بند کہا یون کہ آج ہے جنگ یون یہ لشکر شتابان ہوا تا بکار ہوے گیوا و شاہ کا دوس بھی کہا دیوار رنگتے شاہ سے یہ لشکر کہا شاہ نے دیو سے ہوا پھر میں خربیاں کے خوا نگہبان تھے بارہ نزار اہرمن	کوئی آگے جو تجھ سے ہو کینہ خوا روانہ ہوا سوسے ازندان گیا لیکے لشکر کو لے بیشتر مکان خاک میں سب ملا تا گیا سب تل زر ہا تھا آیا دیاں کہ غالب تھی فوج شاہر مجید کہا شاہ ایران نے جھکو یون وہ لایا بہت لشکر دیو سار وہ گودرز دستم اور موس بھی کہ تم خوش ہوئے اس طرف آگے کہ آگے نہ تھا یاں میں یو سے انہیں چارہ تقدیر سے زینہار
--	---	--	---

ایسر شدن کی کا دوسرا ازندان فرستادن گرویش زال بطریقستان و مخلصی یافتن با عانت ستر

بوقت ایسری سبستان بیان زال سے اجلاس کیا تو بانی سز امین نے آخر کو یہ پیغام برے کسی جب خبر وہ ہو قید اور ہم و جام سے نہ سرگز رہی جھکو اب تاب جنگ قلم نے تعنا کی یہ فتح بلند	روانہ کیا شہ نے اک پہلوان طرح یہ کا دوس کے پھر کہا ہوئی کشتہ یکدست ساری سپاہ تو دیکر و دین ہوا زال زور کہ ازین ستر روز آلام سے کہ کیکر ہوئے سست باز و جنگ کسی تھے نام ایل مجید	کہ ہو چکے تازال زر کو کہ ہر وقت میں ایل جلیقین یہ زندہ باقی جو یاں چین یہ رستم بولا صدفوس ہے یہ ہر وقت یاری امداد کا تو بہت کو اسکا م فرشتاب خوشی سے یہ بولایل نام جو	سوس پہلوان کھیاں آن کر نلایا جو خاطر میں تیرا سخن سوس میں قیدی چچا اہرمن کہ والی ہمارا جو کا دوس ہے کہ حق نے کچھ زور بازو دیا سوشہر یازندان جانشاب کہ ہر جنگ یوان مری آرزو
--	--	---	--



یہ گفتار خاقان آفاق گیر
فریدون و جمشید عالی وقار
باین زور و قوت و شہنشاہان
وہ گھر شاہکے ہر طوے ان
ہوے یکدل اس بات پر گروہ
ہو پوچتے ہی نام کے وہ نامور
یلان سے جاندار کشور کشا
کہ ہم اور ہم حلقے کے حضور
کہ تجھ سائنند شاہ بادادودین
شہنشاہ نے گفتار لطف و کرم
کیا اُسے پھر ذکر مازندان
کیا زال نے عرض ایو نامور
فریدون و جمشید نے پیشتر
کیا تب نہ تھے مازندان
لگے کہنے پھر سب مران سپاہ

ہوے سچ کے حیران شیر و زنگ
سنو پھر شاہنشاہ نامدار
تہ عازم تھے کسے مازندان
وہ گورناور گونای یلان
کیا چاہے زال کو یان طلب
روانہ ہوا سیستان سے اوہ
یہ بولا کہ اب جاؤ تم پیشوا
رکھیں شاہ کو اس ارادے دور
نہ دیکھا کہیں نے شتاہر کہیں
کبھی پیش زال ستودہ شیم
یہ سنکر گماشاہ نے ہون کہ ملن
یہ سنکر خبر میں بھی آیا اوہ
کیا تھا ارادہ کہ جادوئے اوہ
حذر تو بھی کراؤ شہنشاہان
کہ ہم میں تھے بندہ تنیک خوا

لنظاہر یہ بولے کہ ہر بات نیک
رکھے خوب تھے یاد و فرنگری
نہیں یہ مناسب عزت اُدھر
وہ ان تھے نے ہی طاقت کے
دہن زال کو دیکھا نہ لکھا
یہ سنکر تعجب ہوا شاہ کو
لے جا کہ جب زال سپہ یلان
جب آئے حضور شاہ نامور
ہمیشہ تو شاہ جہانگیر ہو
دہن برتیم کی پوچھی خبر
ارادہ مراد اس طرف تھی درست
رکھوں تاکہ اس عزم سے جگہ باز
ستا جبکہ ہے خاندان دیو سار
دیکھتے ہو زور و دشمنی سے
یہ عرض اس شاہ لہجہ تاب

شے جی میں کہنے لگا ہون
اطاعت میں اُنکے تھے پوری
کہ آتی تھیں کامیابی نظر
کہ شہ کو رکھے باز نہایت سے
رہم اُس احوال سارا کیا
کہ اب حکم آتا کیوں نام جو
یہ اُسے کیا زال نے تیہ بیان
لگاکر تھے تعریف شہ زال زر
ولایت ستان تیری شمشیر ہو
وہ بولاد عاگو ہر شام و سو
کہ ملک گیری یہ باندھی ہو چپ
دنا سوچ ایسے سر سفر باز
طلسم اور جادو وہاں بیٹھا
نہ ہاتھ لگے ہسون تجھ سے
نہیں یہ ارادہ قرین صواب

نہ آبا نظر کچھ چلیا ست مہم اگر بھیر جونی تھجے سے ہی غلط گیا خواب میں جب بل عیند جدھر کہے تھا اڑدے سیما بھرتے میں بیدار رستم ہوا وہ لیکن نہ ہرگز ہوئی کارگر کہتے میں آبا سو پہلوان جو دیکھا کہ رستم بہ ہر وقت تھمتن آکشیج ماری ہیں	کیا رخس رستے خشم غضب تو سترن سے تھجے کرونگا چڈ تو نکلا دہن اڑدے بلند اُدھر رخس ہوتا تھا بس راہ دہن گرم بیکار رستم ہوا قوی اڑدے کی فراشت پر دہن کر کے دا اڑدے دمان کیا کام کیا رخس بیدار گ ہوئی خوش اس کے نگین میں	وہ بولاد و بارہ بگیا مجھے بیادہ سو شہر مازندران ہوا یا ستم کے تادہ رخس وہ جیل گیا متصل ناگمان تھمتن بھیر بھیر ایک تیغ یہ جاہا کرے زخم دیگر ہا دم اڑدے کہ نہ آتش سے تھا کہ دانتوں اسے بکڑا آئے دیگر ہوا کشتہ جب اڑدے دمان	خوش یا نہ آرام میرا مجھے روان لیکے ہوں تیغ و گرز گرا ہوا جانفشانی کو آادہ رخس ہوا تب خروشان حکم کمان دلیر سی ماری ہیں بیدار تیغ کہ تا ہودد بارہن اڑدے وہ ناچار سے عقب ہٹ گیا بھیر اس اڑدے نے اٹھایا نہ سر کو کر نے لگا شکر حق پہلوان
---	---	--	--

بیان احوال منزل سوم راہ ہفت خوان و طی کردن بتائید پروردگار جہان

روان ہوا دان سے پھر صحب گاہ ہوا جبکہ رستم سکونت گزین سہت خوب تھا اس کے برین لباس پھر احوال رستم نے پوچھا نام بیابان میں سو نکلاے خون گری پہا خاک وہ محفوظ و حرم ہوا سوئی وہ بھی مستغفر طالع تھمتن بہت یہ ہوا آشکار یہ بولا کہ تو کون کس جہاں بتا	در اذائی اس روز در شہ راہ تربائی وہاں کہ ن خبین غرض مٹھی آکر وہ رستم کے پاس لگی کہتے تب بون بٹ لا زام جو کچھ چاہتے یا کس موجود ہو کہ پھر تھمتن سے آپ ستم ہوا زبان پر دھلا دہن حذر کہ ہر ساخرہ یا کوئی دیوسا زن ساحرہ ہوں یہ سنے کما	سیر شام ہو نچا وہ اک خیمہ پر صلحی ہو با تھمتن اس کے ہفتی تھمتن نے اسکو بھل میں لیا کہ ہونین ن صالح و حق پرست ترنہ میرا پھر ہوئی نازنین نہ جاناکہ یہ زن ہوا کس کرا سنا جبکہ نام جہاں آفرین کیا اسکو دودھن اسیر کند تھمتن سے کہتے پھر اسکا سر	کہ سبزہ بھی تھا خوبان تازہ تر نہ تنہا صراحی کہ طنبور بھی ادراک جام مری اسے لیکر یا مجھے وہ خداوند بالا دست ہوا اس کے رستم مست قرین ہوا ازار تھمتن نہ کچھ آشکار ہوا تیرہ رنگ سرخ نازنین ہوا پھر غضبناک وہ ارجمند گیا خواب میں وہ بل نامور
--	---	---	--

بیان احوال منزل چہارم راہ ہفت خوان

جو دہنے ہوا صمد مہ نور وہ طر کر گیا راہ تاریک کو جڑی لیکھٹے ان کے پائیں ہبان کا ہی حاکم بڑا ہی لیر تو موجان سے سیر آیا مگر مجھے بھجھہ آتا ہر جم و جان طاہر لگا پھر اس زور سے	تو پہونچا عجبت شت میں شیر سر خیمہ پہونچا مل نام جو ہوا وہین بیدار وہ نامو کہ جبکہ مقابل ہو زورہ شیر گر زندہ ہوئے اب دتر کہ ضلع کمین تو ہو وہیرا کہ مینی دندان سے بھڑے	کہ ہوتا تھا خورشید کم جلوہ گر گیا خواب میں وقت شب انہوں لگا کہتے رستم سے وہ شتابان تصرت میں ہر چند فرخ دین دگر نہ جواد لاد آجائے کا یہن کرتھن نے ہوشنگین گیا دشتبان پاس ولاد کے	اندھیرا ہے تھا دمان بیشتر تب یاد دمان دشتبان ناگمان کہ اولاد گرد دلاور جہان بہند و نکا بھی بان گذار نہیں تو پھر ہارے جانے نہیں پانچا پرہ کان اس کے اٹھائے ہیں کیا حال سجا کئے اقف اسے
--	---	---	---

لے دور سی راہ سے ہر خطر کہا زانے اسے ای پہلوان گیا دور کی راہ کا اوس تھا بہت راہ میں ہر بلا غلطیم تہمتن یہ بولا خطر کچھ نہیں کروں قتل دان لشکر دیو کو تو ہو کا سیاب عیال نامور اگلی کہنے درد جدائی مجھے اب انکے چھڑانے کو جاتا ہوں	کہ ان سے جانے تک ہر پدر کہ میں تین سے ہو بخنے کے ان تو اس راہ سے ای تہمتن جا ہر اک منزل اسکی ہر منزل ہم بتائید حق ز بر جہج برین چھڑا لاؤں کیا اوس راہ کو یہ ہے ہمتن تیسے فتح و ظفر ستائے تو کیا فائدہ ہو مجھے بفتح و ظفر یان پھر آنا نہیں نہ ساتھ اپنے کوئی لیا رہیار	کسین بد سگالان با پاک خو دور اسے جو دان کا ہر دور ودا جو نزدیک کی اسکے ہر ایک راہ اگر اس راہ سے جائے پہلوان کروں دفع میں ہر بلا کوشتا یہ کہکھ ہوا خوش چرب سوا بوقت وداع یل نوجوان تہمتن نے مان کو یہ پیسہ دیا غرض ہو کے غصہ سے ہفتون فقط خوش تھا اور وہ ہنسوا	مباہکہ ضلع کرین شاہ کو نہیں نہیں مٹا کوئی حیلہ ساز نہیں آدمی کوئے دان شاہ تو پھر سٹن میں تیج ہو چنے وین طلسم اور جادوستان کو خراب دعا زانے دی کہ مل نہا ہوئی خوب و دایہ گر یہ کتان کہ زندان میں ہر بندگان خدا روانہ ہوا رستم پہلوان
--	--	--	---

دہستان فتن رستم براہ پر بلای ہفتون برای رہائی لیک کاوس بطون شہر زندان و احوال منزل اول

ہوا گام فرسایا بان میں دیا چھوڑا صحران پھر خوش کو ٹنگا در سو جنگ مائل ہوا پھر آخر ہوا شیر جنگی زبون کہا رخسے ہو کے پھر شمشاک اگر پھر بلا ہو کوئی شمشاک	سر شام ہو چنانستان میں گیا خواب میں وہ یل نا جو ہزردان کے مقابل ہوا روان اسکے ترے ہوا پھر خون کہ مجھ کو اگر شیر کرتا ہلاک تو مونا مقابل نہ تو نہیاری	کیا صید اک گو کر دان شمشاک نمایان ہوا ایک شیر زیان آٹھا شیر کے سر پائے دودست ہوا جبکہ بیدار وہ شیر نر تو نے کون چلتا سلاح حرب تو بیدار و ہشیار کرنا مجھے	ٹنگا کر وہ میں نے کھائے کتا طوت زشت کے وہ میں یادوان چبا کر کیا اسکو داتو نے سیت تو حیران نہایت ہوا دیکھ کر پڑا ہی کیا تھا یونے غضب ششابی خبردار کرنا مجھے
---	---	---	---

احوال منزل دوم و ماجرای ہلاک نمودن اشر دہا بتائید ایزد تعالیٰ

ہوا ہر ششہ جب جلوہ گر خدا سے تہمتن نے کی التجا پھر آہستہ کرنے لگا وہ خرام ہوا پھر وہ دُنبال ہو دان کیا گو کر تیرے پھر شمشاک گئی جب گذر نصف شب تب	تو رستم روانہ ہوا پیشتر کہ مت رکھ تو بند و نہ سختی تو یہ سمجھا وہ رستم تشہ کام تو ہو سچا سر حشمہ و پہلوان اور آتش بھی کی سنگت شمشاک ہوا ظاہر اک ز دہا ناگمان	نظر جاہ و چشمہ نہ آیا کسین نمایان ہوا ایک ہو دان کہ بیشک بتا بختایش کر دگا سپاس خداوند لا یا جب استاول کے لبس ناگر کیاب کہ شمشاک و گز وہ رازی میں تھا	ہوا ششہ بانی نہ پایا کسین وہ آتا تہمتن کے آگے دان دیکھ اسکے دل کو پھر آیا قرا آخر خوش آئے بانی سپا ہوا بس میں گرم آرام خواہ غضبناک تھا تہمتن وہ بلا
ہوا ہر خوش گرم خروش و فغان خفا خوش سے ہو کے بولا وہ یون کہ خوش ہے پھر جو دیکھ سکو شور	کہ بیدار ہو خواہے پہلوان کہ ناحق کیا مجھ کو سدا کیون تو جاگا وہ میں رستم یل زو	ہوا وہ تو بیدار برا ز دہا یہ کہکھ تہمتن تو پھر سٹو گیا وے پھر وہ میں اشر دہا بے پلید	ہوا ششہ بانی نہ پایا کسین وہ آتا تہمتن کے آگے دان دیکھ اسکے دل کو پھر آیا قرا آخر خوش آئے بانی سپا ہوا بس میں گرم آرام خواہ غضبناک تھا تہمتن وہ بلا

وہ گور زو گستم اور طوس گور
 یل نامور رستم پہلوان
 رہا ساتن تک ایہ جشن طرب
 فرستادہ کا نام فرما د تھا
 شہ جادوان نے پڑھا کر کے
 دلیر و جوانمرد رستم سے نام
 ہوئے ساتھ رستم کے جب کہ جنگ
 ہمین ملک اپنا احوالے تو کر
 یہ مضمون پڑھا جب تو ہو رضا
 ہزار دن ہن بان دیو بکار جو
 توانازان ہو اک رستم گرد پ
 ترے ساتھ میں نے بڑا یہ کیا
 تو جاخیر سے کئے ایران زمین
 فرستادہ نے کرجا جواب پیام
 بڑا فکر میں شاہ فرخندہ خو
 یہ سنکر ہوا خرم و شاد شاہ
 لکھا یون کہ ہو وہ گوئی تو چھوڑ
 سمجھ کر تو جو عاقل پیش میں
 و گرنہ تجھے خوب پوچھے زبان
 حضور رسد را ماند ران
 تدویم ہو مثل پیل بلند
 شہ جادوان نے دینیشوا
 اُسے دیکھے جولان طبع نیزہ کے
 اشار دینین کہنے لئے یون ہم
 تہمتن نے کیا خوب پنجہ کیا
 وہ بیتاب و محجوب ہوا استعد
 کلا ہو اک گرد رز در تھا
 کلا ہو آ یا غصیناک ہو
 مقابل دین پھر تہمتن ہوا

وہ گر گین بہرام اور خیل دیو
 سر کر سی زرت تھا جلوہ کنان
 رہے روز و شب مائل عیش سب
 عرض نامہ شاہ دہے گیا
 لکھا تھا لاکھ گرد زور آ ز ما
 ہنر برا فکسی ہو سدا اسکا کام
 تو وہ دونوں کشتہ ہوئے بزدل
 کچھ خواہش خیر ہو کچھ اگر
 شہ جادوان نے یہ پاس دیا
 قوی باز و دیکند در تند خو
 بیان ہن ہزار دن یل نامور
 گردن دین میں کچھ کو زندہ رکھا
 نہ ہرگز مرے ساتھ ہو کر کمین
 پھر آیا حضور شہ ذوالکرام
 لگا کہنے تب رستم نام جو
 ہوا بند سے شمع کے آزد شاہ
 ہمارے طاعت اسے بٹھہ نہ ہو
 کہ بر خاسن ز ہمار بہتر نہیں
 رستم پر یاد نہ ماند ران
 کیا جائے یون مردان نے بیا
 رکھے جو وہ پاس بے تیغ و کند
 روانہ کیے گرد زور آ ز ما
 جو نزدیک پہونچا تو چھوڑا
 کہ کھلا دین کچھ زور اپنا بھی ہم
 کہ ہم پنجہ کا دست رنجہ کیا
 کہ بس کر بڑا سپہ خاک پ
 اُسے شاہ ماند ران نے کہا
 لگا کہنے یون رستم گرد کو
 کلا ہو سے پنجہ افکن ہوا

ہوئے استاد چپ رہن حب
 سر نو ہوئی محفل انبساط
 سوشاہ ماند ران بعد از ان
 دیا شاہ ماند ران کو شتاب
 ران ہو کے ایران سے آیا بیان
 وہ دیو سپید اور ارژنگ دیو
 گمان ہو تجھے رزم کی اس شتاب
 ترے حق میں بہتر ہو فرما بنی
 کہ دیو سفید اور ارژنگ اگر
 سوا کے ہن پاس میرے شہا
 ارادہ کن کر تو فرصت نڈن
 رہا بی تری ہو گئی ناگسان
 گردنگا تجھے قید کر ابکی بار
 سنا اور دیکھا تھا جو کچھ بیان
 تجھے نامہ لکھ کیے اب بھی بار
 تہمتن کی تعریف کرتے دیکھا
 نہیں تیرے شکر سے کرتے ہن
 اگر کے حاضر ہو بیان ایک بار
 ہوئی ہر کا دوس جب نامہ پر
 کہ آیا ہو کچھ اسے شہ نامور
 قوی ہو کلک اب ہن زور ان
 بلق ملتین نے اُٹھین دیکھ کر
 بہت گرد آسکے تلے ب کئے
 گیا ایک نے اپنا پنجہ دراز
 جدا ہو گئیں اپنی رگما سے
 خبر سن کے یہ شاہ ماند ران
 کہ تو بھی اُسے زخمی و خستہ کر
 فوراً مجھ سے ہم پنجہ ہوئے جان
 اُسے بھی لیا ایلد مین یون

کمر بستہ چون بندگان بادب
 مہیا ہوا ساز و برگ نشاط
 کیا شاہ نے ایک نامہ روان
 کیا یون کہ لکھ دیجے ہکا جواب
 قوی زور ہو مثل شیر تریان
 جہان میں تھا قوت کا جنگی غول
 تو حاضر ہو بیان کے اب شتاب
 و گرنہ ہو دشوار پھر جانبری
 ہوئے کشتہ تو بیان ہو کیا حاضر
 ہزار دو و صد پیل جنگ آ ز ما
 بس اک دم میں تیر ایران کرد
 غنیمت سمجھ ہو اب بیکان
 تو جہانہ چھوڑو ننگا پھر زنیہار
 کیا پیش کا دوس کیسریان
 آتا جاؤ زمین دان فرستادہ کا
 پھر اُسے رقم و دین نامہ کیا
 تجھے پھر خبر دار کرتے ہن ہم
 تو ملک تجھے رہے برقرار
 روان تب ہوا رستم نامور
 فرستادہ اور ایک باکر و فر
 عجب شان شوکت کا ہوئے جان
 اُٹھا وادان اک تانہ و پنجہ
 یہ دیکھا تو حیرت میں پھر
 ہوا خند زن رستم سرفراز
 ہوا مرد زور آ ز ما دین پست
 یہ سمجھا کہ رستم ہی ہو جان
 دل از پنجہ کو اُسے شکست
 کہ دیکھون ترابین تو زور و توان
 کیا اُسے سر پنجہ کو غرق خون



<p>نکل غار سے وہ مقابل ہوا دلیری سے پھر لے کے نام خدا بغل میں لیا اپنی رستم کو دبا ادھر یون کے تھیل نایجو غرض ہمہ گرو خوب کشتی ہوئی زمین پر بڑی جوی کا یک نظر اٹھایا پلو کر کر دیو کو لکھ کی جو رستم نے پھر سے غا کہ با جان دیو سپید بعین یہ لکھ کہا پھر کسے نامدار پھر ملا دیکو وہ جگر دیو کا دیا مزدہ فتح جب شاہ کو</p>	<p>اُسے دیکھ رستم ہوا خوفناک ہوئی خستہ اُس زخم سے ان جوان نے بھی رستم کی خوب کے تھا ادھر دل میں دیو سپید بہم ہو کے عاجز ہوئے پھر جدا یقین یہ ہوا زخم کا رسی لگا کیا او دہن خنجر سے شکوہ لاک یہ بوجھا تھین قتل کئے کیا ہوا کشتہ وہ جب تو سب گئے تھین یہ بولا نکھلے جوان تمہن نہانے پھر شاد شاد لگا کئے پھر شاہ باداد و دین</p>	<p>سو رستم گرد مائل ہوا کیا زخم شمشیر اُس پر رہا لگا زور کرنے وہ خانہ خراب کاب جانبری دیکھ یون کیوں کرتے ادھر اور ادھر سے درستی ہوئی تو دیکھی زمین غنم رستم نے تر دیا پھر ٹپک خاک پر دیو کو تو کشتہ بہت پائے دان دیو کا ہر اک کی بھی ڈالتہ جان جوین کچھ انجام کا ہون میں میدان یل پلٹین نے حواسے کیا تو شادان ہو خرو نام جو</p>
---	---	---

دستان بخت نشتن کیا دوس شاہ مازندران نامہ نوشتن بشاہ جادون

جوسر دار دیو دن کا تھا بتنام	ہوا وہ مطیع شد ذوالکرام	وہ لایا دہان ایک اورنگ	ہوا سپہ کا دوس پھر جلوہ گر
------------------------------	-------------------------	------------------------	----------------------------

<p>ہوا حشر ہر پادشاہ کائنات میں رہی ہو کے پھر نہ غالب بن جان ہوئی خون سے یکسر زمین لالہ گون گیا تا سرسخت چرخ برین رہا گرم یک ہفتہ بازار جنگ زبون ہو دین دیوان بیدار گیا سحر نادر و گشا و شاد نشان ہوا مثل پل دمان گیا رست تہ رستم نامور تہمتن کو چاکر حوالے کیا شہ جادوان بن گیا شکل سنگ یہ بولا کہ شاہ فرخندہ خو اور ہمدیم بدین گمان بھر ہوا بہان سخت حیرت میں ہوا گدوہ یہ شکر زہر دلاوران سرسبر اٹھائے جلاد اسے کوہ گران بہت گوہر زریا و ان نشان تہمتن یہ بولا کہ ہاں بید رنگ کروں تاکڑا، ہر گز نہ زد تر ملا و اب سکو تہ خون و خاک ہزیمت بڑی فوج کے رمیان ہوا داخل شہر مازندران پرستار شاہنشاہ ذوالکرام جہاندار کا دوس لایا بجسا زر و ملک اسپان باریں زر ہوا پهلوان کا فرون اتمیاز یہ اولاد ہی بندہ نیک خواہ جہان میں سرفراز اب کیجیے فردخی مہین کی توقیر و شان</p>	<p>صفت آہو جاکے میلن میں لگا جاکے زخم نوک نشان ہوا گرم ہنگامہ کشت و خون ہوا گیر ہو کر غبار زمین بشمشیدہ و زروسان خدنگ کیا رب مرے ہمقرین ہو ظفر یہ سن کر شہنشاہ فرخندہ ناد تہمتن سو شاہ مازندران کشادہ ہوئی راہ جب سرسبر دہن گویہ زہر دہان لے گیا وہ قوت تھی جادو کی ہنگام جنگ ہو چکر دہن شاہ کا دوس کو تو میں نے کیا زخم نیزہ رہا لیکن یہ حائل ہوا ایک کوہ اٹھا لادین اس کوہ کو زود تر پھر آخر کوہ رستم پهلوان خوشی سے سر رستم نامدار خود شان ہو شیر زموسے سنگ دگر نہ بھی لے کے تیغ و تبر لگا کتنے کچھ بہن لاؤ نہ باک جو کشتہ ہوا شاہ مازندران بغیر وری و فتح شاہ جہان ہوئے مردم شہر دیوان تمام پاس و عنایات و لطف خدا در بے بسا خلعت پر گھر تہمتن کو دے کر کیا سرفراز کیا عرض تہمتن نے بادشاہ حکومت یہاں کی اسے دیجیے کیا حکم شہر مازندران</p>	<p>اُدھر سے پہلے مازندران ہوا آگے رستم سے جو ایک جنگ کہ کیا بارگی اب تو حملہ کرو کہ یکسر پریشان ہوا صبر ہوش ہزاروں تن آدم میں بیکر ہوا یہ مانگی دعا شاہ ایران نے تب کہ ہو فتح تیری بہ فضل خدا کہ و فوج مازندران کو تباہ کیا گزرتے اسے ہرگز کوست طلبکار نیزہ وہ رستم ہوا شہ جادوان سے ہوا زرم جو تو حیران رہا رستم کہ نہ خواہ ہوا زرم جو شاہ مازندران ہوا شاہ مازندران سرنگون کہ جتنے ہیں ایران زور آوران ہلا بھی نہ اُسے ہوئے سب تہ خوشی خرم و آفرین فوان تمام کہ شاہنشاہ نامور تھا جہان رہا بی نہیں اب تری جنگ سے جو نکلا تو کا دوس شاہ جہان کیا پارہ پارہ اسے بید رنج پریشان ہوئے زیر خراج کمن ہوا جلوہ گاہ شہ دین پناہ ہوا دور یک دست پھر دل شیریں سو بخشش و جود مائل ہوا بعد محبت و شفقت بقیان حضور جہاندار کر کے طلب یہ سچا لائق عزت و برتری زرو سے عنایات اولاد کو</p>	<p>اُدھر سے جہاندار کشورستان کوئی دیو جو تھا دہان بیدار شہ جادوان نے کہا فوج کو ہوا بوق ارکوس کا یہ خروش دو لشکر ہم حملہ آور ہوئے ہوا روز ہشتم درخندہ جب دہن غیب پھر یہ آئی صدا کہا تھلا اور ہوساری سپاہ کھڑے سناگے تھے بیانست رہا ہاتھ سے گزرتے دم ہوا پل پلین لیکے اس نیکے کو جو دیکھا وہ کوہ گران سدراہ مرے ساتھ جب لیکے گز گران کہ سن ختم سے ہو کے وہ غرق خون لگا کتنے پھر بادشاہ جہان لگے زور کرنے لیکن وہ کوہ پس پشت تھے وہ دیرین تمام غرض لا کے رکھا وہ کوہ گران مکمل سے شہ جادوان سنگ سے یہ آواز شکر شہ جادوان دہن کھینچ کر پھر تہمتن نے تیغ گزرتاں ہوئے مردم داہرین شہ جادوان کا جو تھا ٹھکانہ بہت ہاتھ آیا دہان مال و گنج جب اس نسخہ شاہ خوشدل ہوا کینر و غلامان زرین لباس پھر اولاد کو بانشاط و طرب بہت اُس نے خدمت و چاکری شہنشاہ نے خرم و شاد ہوا</p>
---	---	--	--

<p>دکھایا اُسے دست آویخت کلا ہوئے جب کیا یہ بیان لگا کتنے پھر شاہ مازندران یہ کہہ کر وہ نامہ آئے کیا کہان آجھ سے ہو دعویٰ، تیری بزرگوں نے تیرے نہ چاہا کچھ تہمتن نے یوں وقت نصرت کیا حضور شنشاد کا دُوس جب ردان ہو جیسے شوق سے بزدگ</p>	<p>پراگندہ خاطر گرفتار درو رہا شستی کر تو اب اختیار گیا جب حضور اُس کے و ناجو کہ رستم کا ہون یا کر کشتن نلکا پالسخ نامہ آئے شباب کہ قاتم ہے ملک و تاج و سرور نہ پھرا جی بیان پر روار کھنم روانہ ہوا کہہ دشوار و سخت کہ کیجیے ربا رستم ساز جنگ</p>	<p>حضور خداوند آیا وہ مرد کہا کہ بہتر نہیں کا زرار کیا پھر طلب رستم گرد کو یہ شکر دیا اُسے پالسخ وین تہمتن یہ بولا کہ لکھئے جواب ہمارا تو ہو بلکہ فرمان پذیر تو باہر نماند از رستم دھرت دم نہر باؤرا بناد بہیم و سخت</p>
---	---	---

جنگ کیا کاوش شاہ باولی مازندران و کشتہ شدن شاہ مازندران از دست رستم و ظفر باب شدن



جواب نامہ نوشتن شاہ ہما دران برستم دروانہ شدن رستم بہا دران جنگ زن منظر یاب شدن کیکاؤس شاہ

لکھا اے پاشح کہ کاؤس کی پڑھا جبکہ نام کا اپنے جواب خفا کرتے پھر جمع لشکر کیا کیا ہلو ان مبارز طلب ہوا شاہ ہما دران پر غضب سر سیمہ و چین گزراں ہوئے جو دیکھا کہ بیدل ہو سار کچھ سوتا رک سر در مصر ہوا تہمت نے پھر اسپہ دلی کند سپہ کے پھر حملہ آور ہوا تباہ و پر اکندہ لشکر ہوا تہمت سے پھر شاہ ہما دران جہاندار کاؤس با کرد سر	نہایت چودشواراب مخلصی تو پھر زابلستان بچون موج آب شہ مصر و بر کو یا در کیا کہ جی چاہے جسکا مقابل ہوا گئے ہلو ان بھی ناچار تب بلان ہر سہ کشور ہر اسان ہوئے تو غیرت پھر مصر و بر کے شاہ گیا اگر ز رستم نے جدم رہا ہوا الغرض وہ گرفتار بند شتابان سو فوج بربر ہوا گرفتار پھر شاہ بربر ہوا ہوا آرزو مندا من دمان ہو تخت شاہی پہ جب جلو گر ردان سے ایران ہوا بادشاہ	اگر تو بھی آو یگا میدان میں روانہ ہوا سوے ہما دران غرض با سیاہ گران ہر شاہ ہوا دلیں ہر اک کے پید خطر کیا قصہ رستم نے پیکا رکا پھرایا نہ میدان میں اک سوار گئے سامنے ہلو ان کے دلیر بجا کردہ ضرب لگی بھاگاؤں شتابی سے کر زین سے کھوٹ اگر زبان سواران بربر ہوئے نہ تھا ہوا شاہ بربر اسیر ہوئی شاہ کاؤس کی مخلصی سیاہ سہ کشور بصد آرزو زیادہ تھی شش لاکھ سے بھی	تو ہو گا اگر زرا گران میں یل یلین نے کے فوج گران تہمت نے آگے بڑھے کینہ خواہ ہوا از زم سے لگی سستے حذر دے جبکہ رستم نے حملہ کیا مقابل شکوئی ہوا زہار مقابل ہوا وہ بھی مانند شیر دے بخت سے تھا چارہ نہیں اُسے مردمان کے حوالے کیا نیک لحظہ ان رزم آور ہوئے جہاں تار دران ہو سستہ و شکر پیشے قید سے طو سرت و بھگتا ہوئی ہجر کا بشت نا بھو
--	---	---	--

مرحبت فرمون کیکاؤس بہمت ایران جنگ مدنی فرسیاب دلی توران ہر کمیت و از دست رستم

جہاں یاجہاندار عالی جناب سہدار توران نے پھر یون کیا کردن صاحب تلج و فہر سے پھر آیا سو رستم افراسیاب توسلاہ توران ہر اسان ہوا ہوے کشتہ توران یلین یان تلک ہوا ملک ایران میں پھر بندو مکان پائے ناور بربر تلک سوا اسکے ہر جاتھے شیشے لگے ولیکن بیتنگ کئے تھے تمام	سپہ لیکے ہو بچا ترل فرسیاب گراے ہلو انان جنگ آرمایا سوا اُسے دلیان پنی ختر سے ولیکن نہ ہرگز ہوا کامیاب سر سیمہ وائے گزراں ہوا کہ کشتہ کچے شیشے تھے نا فلک تھے سر کشان جہاں خوبست بنائے بہت کوہ البرز تک جہاندار کاؤس کے حکم سے وہ ناچار ہں فکر میں تھے مدام	صفت جنگ آراستہ دلیان ہوئی یکو لائے رستم کو گر کوئی مرد یسن کر کئی مرد میدان میں یل یلین نے کے گزراں گران دلیون نے پھر کھینچ کر تیغ کین گیا سوے توران پھر افراسیاب تھے نہ کے حکوم دیو و بری کردن ان مکانو کی تعریف کیا غرض دیو فرمایش بادشاہ کہ نہ کو کسی طرح کیجئے ہلاک	جہاں میں قیامت نمایاں ہوئی کرے قتل یا آگے دقت نہر گئے اور ہوئے کشتہ آگ نہیں ہوا جبکہ میدان میں حملہ کنان ہر لرون کیے قتل بکان چین ہوا شاہ کاؤس کے قہجیاب لگے کرنے چون بندگان جاگیر کہ تھا ہر مکان درو یا قوت کا سر انجام کرتے تھے شام دنگاہ جہاں میں رہیں تاکہ خوف بانگ
--	--	--	--

وہ گتھم اور طوس عالی وقار | وہ گودرز اور گویو جنگی سوار | یہ جتنے تھے گردان جنگل زما | زرد ملک اُن کو عنایت کیا

داستان لشکر کشی گردن کی کاؤس شاہ ہماوران دہریت خوردن شاہ ہماوران وداون

خستہ و دیکھاؤس را

تو پھر مجھے ایران بفتح و ظفر خدیو جہانگیر کا دس کے ہوجے سرکشان سن کے اندیشہ ہر کس نچور گوہر و طوق تاج ہبت گردان نہ نے سچے کیے نمایاں ہوئی اس سے جب کشی وہ رکھتا تھا اک دخت سودانیا بندھا عقد با ہم برسم شہان پیام سپہدار ہماوران قبول ب سری میہانی کرو قبولی کہ اسے خسرو نامدار نچاؤ غرض قلعہ کے درمیان	جو بازندران سے کیا تاج و تخت کہ باشوکت و فرشا ہنشتی سب خیل دیوان پر اب حکمران ہوئے کام فرسائے راز و نیاز تو ہی ولایت کو پہونچا ضر میطع شہنشاہ کشورستان کہ ہرگز رہا پھر نہ بارائے جنگ نہ انکار اس نے کیا زینہا مراعات کی اور بھی بے شمار ہاں تک قدم رنجہ فرما یے وایکن وہ دلدار فرخندہ خو بڑا ہی دعا باز و مکار ہی	تبائید اقبال منبر سے بخت ہوئی ایک عالم کو یہ آگئی کیا جتنے نسخہ بازندران سبب بادشاہان گردن فرما اطاعت پر جتنے نہ باندھی نہ لیکن ہوا شاہ ہماوران کیا اس قدر پہونچا نون نے تنگ جہاندار شکا ہوا خواستگار رہا ملک ہماوران برقرار کہ نہ شریف اب قلعہ میں لایے کیا شہ نے منظور اس بات کو وہ بخت ظالم سے کار ہی
--	--	---

دہستان همان نمودن شاہ ہماوران کی کاؤس و گرفتار نمودنش و خبر یافتن رستم و نامہ نوشتن

بشاہ ہماوران

نہ دوسو اس واندیشہ ہرگز کیا جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا کیا بند گودرز اور طوس کو سچے کیے تو رائے پہونچا شتاب اطاعت نہ کی ترک کی اختیار کرے تاکہ تہہ کچھ پہلوان کہ نیز سے بازوئے شیر و بان باعزاز و اکرام بان بھیج دو	وہان سات دن سونق افزا ہا شب روز خدمت میں حاضر ہا کیا قید پھر شاہ کاؤس کو یہ سرک سپہدار افزا سیاب بزرگان ایران نے پھر زینہا کیا جا کے احوال سا بیان سنا ہوگا احوال بازندران تھیں سچے یہ لازم کہ کاؤس کو پھوڑے نیچے ہماوران کا نشان	گئے ساتھ اسکے کئی نامدار برائی کہ آیا وہ شاہ جہان شہنشاہ کو چیلے سے غافل کیا تو را ہی ہوئی سے ایران پہ کیا ملک سنجاک آن میں شکستہ دل پر غم و جھوٹ تو یوں شاہ ہماوران کو لکھا سے دیو سرکش ترخون و خاک وگرہ سواران را بلستان	ہوا جا کے همان شہ کامگار تنہاے سالار ہماوران کہوں کیا کہ خدمت سے خوشدلی ہوا جب گرفتار کاؤس شاہ تھرت کیا اسکے ایران میں گئے را بلستان میں رستم کے پاس سنا جبکہ رستم نے یہ ہجرا سہا شاہ بازندران بھی ہلاک
--	---	--	--

گئے جبکہ نزدیکی سے خوش
 کپڑے لگائے ترک و آئینے سے
 وہ لیتا ہوا پھر سراغ ہسکا
 تو وہ بھی پیادہ گیا ہشتوا
 ادھر اب قدم رنجی کو نکلتا
 جہان بچو ہائے تو لا خوش کو
 گرم کیچے میرے ایوان پر
 یہ گفتار شکر وہ شادان ہوا
 پس چہ وہ دان ات کو نکلتا
 جو دکھی وہ دلدار آئینہ پر
 کہ شاہ سمنگان کی دختر ہوئی
 شے تیر مٹ سے دیدار ہوئی
 کیسی نہون جفت تیرے ہوا
 بجالائی میں شکر الطاف رب
 غرض جبکہ خوش ہو چلا وہ
 یہ لکھو وہ نصرت ہوئی لکھا
 تو لا کو بجائے آئینہ بدین
 کوئی چہ سام زریاں کا تھا
 تو یہ ہرہ تو اس کے بازو سے
 تو اس کے مقابل نوسیل شیر
 جلدائی سے تہینہ گریان ہوئی
 جسم قوی پنجہ مانند سام
 سہا کہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار
 تھن نے زائل سے تہینہ کو
 و لکن برتستان نے وہاں
 یہ ہر کوئی پوچھ پچان صبح شام
 ترا باب ہر رستم ہیلوان
 ہوئی بعد از ان بہت مٹاں
 بھیجوں کسی کو حضور پیر

تو اسے لکھو اور دناں سے
 کیا جفت اک دیاں سے اسے
 پیادہ بسبے سمنگان گیا
 تھن سے جا کر یہ اسے کہا
 یہ رستم نے تندہی باسج ویا
 کہ آفت یہاں کوئی برہو
 بس کیچے اب بعیش و طرب
 سمنگان کے سلطان کا مان بیا
 نمایان ہوئی اک جفتستان
 تو حیران رہا رستم نامجو
 یہ بچہ وہاں پیکر ہو گئیں
 قرار و حضور سے بگاہ ہون
 تھن سے دل بھی یہ صبح و سا
 کہ وارد ہوا اس مکان میں تو اب
 مے باپ میری رخت کد
 ہوا خوش بہت رستم ہیلوان
 تھن کو دی شے دختر ہوئی
 سو رستم نے اسے حوالے کیا
 اگر ہوئے دختر تو گیسے یا
 وہ ہو شل سام و زریاں دلیر
 بہت سکی خاطر پریشان ہوئی
 رکھا شاہ نے اسکا سر اٹام
 لگا پھر نے میرا نہیں لہن ہنا
 سہ یا قوت بھیجے تھے اور لعل
 لکھا تھا کہ پیراموئی تخت یان
 کہ تیرے پیر کا بھلا کیا ہو نام
 بل سلیتن گرکشورستان
 شنگوے سام زریاں زال
 کہ ہو چلا سے دونوں طرفی خبر

کیے چند کس شہ اک ان میں
 ہوا جبکہ بیدار وہ نامجو
 جو شاہ سمنگان کو پہونچی خبر
 تھے ہم میں فرمانبردار تھو
 مرا خوش لائے تھے مردان
 وہ بولا کہ اتنا نہ گھبرا ئے
 رکھو جمع خاطر کہ ختل پکا
 مہیا کیا شہ نے جنگ رباب
 شمنہ گل ندامت مشا و قد
 یہ پوچھا کہ تو کون ہو کیا ہو نام
 مرانا نام تھنہ جی اے جوان
 ہوئی دار لشکر تری خوبیاں
 کیے تھے تعین بہت مردان
 یہ شکر تھے پاس کی دوان
 وہ چاہے جو تھہ سے زیادہ تھے
 سحر و سود شاہ کو کر طلب
 ہوا اس سے سمجھا کہ شب جوان
 کہا یون کہ اے دلبر سیمبر
 بیان کیجے کیا اثر ہے کا
 طلب خشن اپنا کیا بعد از ان
 غرض نوچینے گئے جب گذر
 وہ بکٹ بہ نظر و نمین کیا تھا
 ہوا جبکہ وہ سالہ پلٹن
 طلب کی تھی یہ نازنین خبر
 غرض کی تھینہ سے ایک ز
 کہ یون کیا میں انکو تبا وین کی
 دیا ان گردان سے زمین
 شنا جبکہ سہرا بندے یہ سخن
 وہ بولی کہ پور فرخند خال

رہا بی ہوئی پھر میلان
 نہ لکھا کہین شے ہی خوش کو
 کہ آیا بہان رستم نامجو
 خدا جو ہلے سخن کا گواہ
 سراغ سب کا محکمو پہونچا
 نہ تندہی کو اب کام فرما ئے
 سحر آ کے پاس جاے گا
 شراب مصفا و نقل کباب
 یہ بچہ وہ شے و خورشید خدا
 لگی تھنے تب یون بت لہ خام
 رہوئی جون پر می دانے لکھا
 خدا سے کیا عہد ہے کہ ہاں
 کہ لائیں تھے خوش کو آسماں
 کہ دتا حقیقت مھضن بیان
 کہ شکانہ انکار اسنات سے
 تھن نے بھیجا یہ پیغام تب
 ہوئی حالہ بہت دلشان
 اگر تھہ سے ہو دے تو دلبر
 کہ ہو پاس جبکہ بفضل خدا
 سوار اسے ہو کر ہوا پھر دان
 تو پیدا ہوا نازنین سے لیسر
 رخ خوب رنگ گل لالہ تھا
 لگے ورنے مردان شمشیر زن
 کہ دختر تو لد ہوئی یا لیسر
 لگا کہنے وہ کو دے لفر و ز
 یہ شکر جو پھر نے یون کہا
 کوئی زمیناں اس کے ہمسر نہیں
 تو پھر یون لگا کہنے وہ پلٹن
 نہ لانا یہ زمیناں دین خیال

تو ہوسر و خسر دان زمان نہیں تجھ احوال کچھ نہکار تو گم ہو گئی عقل پھر شاہ کی زیادہ کردن عت و افتخار	کیا عرض سے بادشاہ جہان کو اک کی گردش کا بھی نہ پتہ سنی بات جب دیو گمراہ کی تو میں تجھ کو انعام دے دوں بیشمار سر جبرج پر آب کو لے چلوں	کیا بس دین پیش گہمان خدیو نہیں تجھ کو معلوم کچھ ابتلاک تو ظاہر ہو یک دست راز نہان کہ تو نے چلیگا مجھے جج پر وہ بولا کہ تدبیر اُسی کروں	پھر ابلیس نے ذر خیم دیو نے جیت پر یک راز فلک اگر تو ہو عازم سوا آسمان یہ کہنے لگا اُس سے پھر تاجور
---	---	--	---

رفیق کا دوس شاہ بہر آسمان و افتادین بدشت حسین آوردن سواران در ایران و باز بر تخت نشستن

کہا یوں کہ رضی ہو گہمان خدیو کہ نزدیک ابلیس کے تھی دینک قوی زود اُس کے سوتے بان پر کیا ایک تیار پھر تخت زر ہوا جلوہ گر خسر دنا مہور سو گوشت پر دواز کی شہر سرخاک پر گر پڑا تخت تب غرض دشت میں خضر نام جو خدا نے کیا رحم انجام کار روانہ کیے دیو ہر چار سو شمنہ کو لائے سو تخت گاہ ہوئی یک قلم گرم تری عقیقہ را ولیکن نہ سمجھا دواز نہ ہمار نحال کے سر در گریبان ہوا شمنہ سے جہنی سے غلام نہ ہر گروہوا مثل کا دوس شاہ شب دروز ہوتا وہ خدنگ لکھوں آگے سہلرب کی دستا	بتانی دین اُسے تدبیر ایک کھلایا اُنھیں گوشت شام پھر رکھی بلان بڑا کے اُن کے پر کہ اب بیٹھے آپ ہں تخت پر اُسے تخت کو یکے چار دن عقیقہ نہ ہر گروہی تاب پر دواز جب کہ پڑے ہو تھا قوی تخت کو شب دروز دنا تھا وہ دواز وزیر دین نے قصہ کی جستجو روانہ ہوئے تب ملن سپاہ ملاست بہت کی کہ فوس ہا ہوا تو گرفتار خواری ستہ بار یہ سن کر شمنہ پشیمان ہوا کیا بسکہ عدل و کرم صبح شام جہان میں کوئی شاہ گیتی نہا کہ باندھتا جاودان بند دار سمت قلم کی میں پھر دین عثمان	کہ گرد نہ کس طرح بچا سیتے عقاب نے جنگ سے منکولے کئی روز پھر اُن کو فائدہ دیا کہا پھر یہ شاہ قوی بخت سے کہ ہو زرم آورد بہر تروکمان مجھے دوج گیر ابرو سے ہوا گزند لگو ہو پوچھا نہ کچھ زینہار پر آگندہ دل شکستہ رہا کہ رکھ جمع خاطر تو اسے ناجو کہ ہو بیشہ عین میں وہ تاجور تو گو دروز درستم نے دان آکر تو دیتا ہو بدخواہ کو تخت گاہ کیا پھر جو قصد سپہر برین کیا شغل داود و دشمن بعد از ان پر تار بٹھے اُس کے فغان دیو تو پھر پیش اکبر شہ نامور رہے اس جہان میں تیغ و کلاہ	کیا پیش ابلیس ذر خیم دیو نے اُسے تدبیر نہایت کیا پھر سنو در شہ نامدار اُنھیں ساتھ مردم کے خوگر کیا عقاب و نگو باندھا سخت سے مگر قصد یہ تھا سر آسمان جہان تک اُنھیں زور و زار تھا گرا بیشہ جہن میں وہ تاجور چل روز غفلت و خستہ رہا بشارت ہوئی خواب میں کو کسی آگے یوں نے پھر خبر ہوا جلوہ گر شاہ جب تخت پر ستم ہو کہ ہر بار اسے بادشاہ بنا خوب کیا سمجھ سے کار زین نگاہ نہ کرنے وہ شاہ جہان سر تاجداران تھا گہمان خدیو دست دہر و تاب جو ہوتا اگر الہی شاہ خلافت میں شاہ
--	---	--	---

دستان تولد شدن سہراب از بطن تیمنہ و حست و ملی سمنگان

کیا پھر وہاں سے رام خواب کیا کردن رخس کو زیر بند	ہوا بر یک گور کے کھا کباب تو رستم کے گھوڑے پڑا لیکن	کیا دشت میں جو برے شکا سواران ترکان عیار دلاں	کہیں ایک دن رستم نامدار کسی سمجھ آگے ناگمان
---	--	--	--

جہانمیں تھا گرد آفرید کا نام
تو مانند مردان شمشیر
خردشان ہوئی جبکہ وہ سیمبر
غرض مجھے سہرا بے شیر
سنان سے اٹھایا سنے زین سے
سوار اس پر بوسے وہ دلربا
اسیر کند اس پری کو کیا
دخشان ہوا جب خیمہ میں
تو میں ان مجھے گنج و زینت
گئی قلعہ میں جبکہ وہ نازنین
لاسن زمین ہناتین بھی لب
شتابی سے توڑا اور قلعہ کو
تو سہراب کا دل ہوا بقرار
نیا پیش کاؤس گردون قار
تماشا یہ ہر عمر میں خرد ہر
مقابل ہوا جبکہ اُسکے جیمبر
نیا مصلحت ہو کہ اے شہر بار
کہ اس پلٹیں رستم ہیلوان
عدد ووز ہر تیری فتح و شہان
دلیر و قوی پیچہ سہراب نام
سو آئیے ای ہیلوان جہان
ہو اگیو نامے کو لیکر روان
یہ بوجھا کہ اے گویہ کریان
یہ زمین لگا کینے وہ پلٹیں
وہ طفل شاید کہ وہ ہیلوان
دروغ اسکی ان کیونکہ لکھی بنا
اے ہنو جوئی ان ہوئے ایسے شہان
یہ کہہ کر کیا جشن تریب ان
نیں ابے لازم توقف ہیا

سہر جنگ کے یاد ہو سکوام
لباس نہروائے کزین تن
تو سہراب حیران رہا دیکھ کر
ہوئی جون نگہ اسکی ناو گنگ
سرخاک بیکارہ تین سے
ہوئی مثل مردان نہر آرم
سہر زین سے پھر ہوئی وہ جلد
تو سہراب عاشق ہوا بس میں
کہ اس قلعہ میں ہر امر اختیار
پدر اور برادر سے اسے دین
گر نین ہے الغرض وقت شب
گیا قلعہ میں پھر مل نام جو
ہوئی خاطر آشفہ پھر زلف داس
کہا یوں کہ اے خسرو نامدار
کہم از چارہ سال وہ گرد ہر
تو وہ یکتا کر کے وہ میں اسیر
تو غافل نہ ہو جلد کر فکر کا
مل نامور گرد کشورستان
جہا نگہ ہر تیرا گزراں
زبوں میں کہ میں ہیلوان تسلیم
نہیں کوئی اس کے مقابل ہیا
لفان شہ سے زابلستان
کہ کس شکل صورت کا ہے جوان
کہ چاہی تھی ہر ستم گزین
جسے سام بیکر کے ہر جان
بھلا کیلے مجھ سے رکھی نہا
حصو شہنشاہ عالیجناب
یہ سات دن تک وہ شادی کرتا
بجالاتی حکم شاہ جہان

سنا جبکہ گرد دلاؤ جیسر
شتابی سے ہو باو یا سوار
گمان یگیا زن حریہ ماہر
لگی بیخا چھوڑنے تیر جب
وے دختے کھینکا تیغ کین
دلیری یہ اگلی جب آئی نظر
اگر خود تارک سے پھر خاک پر
کہا دستان نے یہ سہراب سے
رہا اسکو سہراب نے پھر کیا
جو کچھ چاہا تھا کیا سب بیان
ہوا جبکہ خورشید جلوہ کنان
نہ پایا کین و مان کا نشان
اُدھر تھا یہ ہمدوش فتح و ظفر
جوان ایک یا ہر توران سے
وے پلٹیں ہر جوان دلیر
لگی سامنے جبکہ گرد آفرید
یہ سنکر ہوا شاہ اند دین
تو ایرانیوں کا ہیشت بنا
تو جلدی پہنچ زابلستان سے
سوار توان و پر زور ہے
ہوا نامہ تیار جب سرسبر
وہاں جا کے رستم کو نامہ دیا
وہ بولا کہ کہتے ہیں یہی خاں عالم
تو نہ ہوا ہو کس سے سپر
یہ پھر سوچ کر نے لکھا نامور
تہمتن نے کہنے لگا پھر گویا
وہ بولا کہ کیا صہرا اب تھکر
یہ پھر گویے روز شہم کہا
یہ بولا وہ میں رستم نامدار

ہوا وقت بیکار زندہ اسیر
دلیرانہ آئی ہے کارزار
ہوا یا کوئی طفل یہ خاشخ
سپر لیکے سہراب نے ٹھہر چپ
دو نیزہ کیا تینے کوس میں
تو مشتاق سہراب نے زود تر
پریشان تھے سرسبر سے سر
کہ ہو بند سے گر رہا ہی مجھے
وے عہد دیان حکم لیا
یہی مصلحت تھی دیکھی دہان
تو آواز مردم نہ آئی وہاں
نہ دیکھی جو وہ دختر دستان
ادھر کزدیم قلعے سے بھاگ کر
مشابہ ہر سام و زمان سے
قوی باز و حیت مانند شیر
تو یہی رہی فتح سے ناہید
تہمتن کو نامہ لکھا پھر دین
تو ہر سرگروہ سران سپاہ
کہ آیا ہواک گرد توران سے
ہیاں زور کا اسے ایک شہر
دیا گویہ کو شاہ نے مہر کر
وہ حیران ہوا جبکہ نامہ پڑھا
کہ ترکیب شکل اسکی ہر مثل نام
کہ کتنی عالمہ مجھ سے وہ سیمبر
کہ دختر ہوئی دان یکتا خبر
کہ ہر سطح حکم گہمان خدیو
اذرا بادہ لعل گون نوش کر
کہ لے ہیلوان نہر آرم
نکر خوف و اندیشہ پھر دینا

ترانامہ شکر جو رستم بچھے رکھے جسے باپے نصرت میں ہوا تندہ کو دل رنجیدہ سواران ترکاں پر دانکار بٹھا کون تھمن کو میں سخت پر جو رستم پر جسے اور میں سپر ہوا اگر مہراب پھر برقی بٹا بتدا اسکو لیکن آیا کوئی ہوا کچھ رخش جب و برو سوار اسپہ ہو کر لیشیزاد	بلائے تو پھر رنج و غم ہو یقین ہے کہ وہ بچھ کو چھوئے یہ بولا نہیں بات یہ لپٹ فراجم کردن لشکر بشتار کردن اسکو ایران کا تاجور نہ دنیا میں کوئی ہے تاجور کیا اسلئے طلب بعد از سواری کے لائق نیا کوئی تو شادان ہوا وہ دل ناخو	سوا اسکے وہ شاہ افراسیا غرض یہ بہتر کر تو زینار رکھو نہیں نہ پوشیدہ نام پر پھر اکدم میں نون تخت کا بوس کردن قصد پھر سے افراسیا برسی چہرہ مانند ابر بہار دکھائے اسے کھلے شہ نے تمام سرشت ہاتھ اسے جسکے رکھا اکر وہ بادا چیت دشا ریت تھا	کیا جبکو رستم نے اکثر خراب نہ کر باپ کے نام کو آشکار نہیں مجھ کو سرگز کی خط مشا و نہیں نام نشان طوس کا سرخست لون اسکا جا کر شتاب یہ گفتار شکر ہوئی اشکبار کہ جن میں ہر اکل سپ تھا نہ کام شکم اس میں نکاز میں سے لگا قوی زور و جالاک باک تھا نہایت ہوا زمین سر و شاد
روان شدن سہراب نے توران نسبت ایران			

برائے جنگ کیا کوس ہومان و بارمان و کردن اسیر راہ دار ایران را

جوانمرد نے قتلہ ایران کیا لگا کینے پھر یون کہ اب ہم عزم ہے متفق اس کے تورانیان یہ شکر مو شاہ افراسیاب کمر باندھ کر کینہ خواہی چپٹ ردائے کیا فوج کو پھر ادھر یہ افراسیاب نے کینے لگا پدر سے سپر اور سپر سے پدر قوی زور سہراب اور دلیر کسی حیلہ سے کچھ کو تم ہلاک نہ دشوار تیخ ایران ہو پھر سپاہ گران لیکے وہ نوجوان اکیلا نکل وہ مقابل ہوا یہ سہراب نے پوچھا کہ ہاں کرون سہراب تیرے تیرے جلا دلیری سے سہراب نے بولداں دہان ایک تھا کزدہم پہلوان	مسیا لڑائی کا سامان کیا کردن شاہ کا کوس چلے زہم لگے کینے اغوا اسے ہر زمان پھر گئے یہ پیغام بھیجا شتاب کیا قصد ایران جو اتنے دست کے نہیں سر کردہ دونا مو کہ رکھو ذرا دھیان سربا کا نہ ہو آشنایہ ہمارہمہر گر یقین ہے کہ رستم کو نہ اسے بھی ملانا نہ خون خاک ہلاک بداندیش اسان ہو پھر ہو اسے اظہم ایران وان سو جنگ سہراب مانل ہوا ترانامہ کیا جو بتا دیو جان یہ کہ کر کیا زہم نیزہ رمل روان کے پہلوان کے سنا اور اکی تھی اک دختر دستان	زرہ پوش مردان جنگ آں سرخست کا کوس تم کو دون کہ ہم جافشانی کو حاضرین کہ بدخواہ میرا ہی کاوش شاہ تو میں ہوں نیک ب ترا احوال سنو نام کا اٹکے مجھ سے بیان کہ سہراب رستم سے وقت نہ ہو کہ وجہ دو کو کشش صبح و ساء بوقت دغا رستم نام جو جو کشتہ ہوں یہ و لون چلی سوا سو افوج کے لئے بید و رنج کوئی قلعہ تھا راہ میں ستوار مبارز کیا جبکہ اسے طلب دیا اسے یاسم کہ یونین تجیر بہت زور لگے کیا کین سے اٹھا رنج بکا و ہر خاک پر سُوہ پہلوانی میں بھی بینظیر	فراہم کیا لشکر سب کران سپہدار اقلیم ایران کردن نچھوڑینگے کا کوس کو زندہ آ یہ ہوا زور اسکو کچھ تباہ کرون تیغے شامل سپاہ گران کہ ہومان تھا اک دربار باران تہمتن نہ بچائے سہراب کو کہ سہراب رستم ہوں جنگ زما اگر ہوسے کشتہ تو سہراب کو اسے پھر کے طاقت کا رزار روانہ کیا پیش سہراب گنج ہجرو دلا ورتھا دان قلعہ دار کیا سامنے اس کے سہراب تب قوی باز و زور و مند و دلیر ہلا پر سہراب جب دین سے اسے لگیا پھر گرفتار کر ہنرمند وانا سجع و دلیر
--	---	--	--

رفتن کاؤس شاہ ورستم پہلوان بہ عزم جنگ باسہراب

دو رختان ہوا جبکہ ہر منیر یل سلین با سیاہ گران جو ہو بخاودہ نزدیک حصرتین جو سہرا اپنے قلعہ سے کی نگاہ جو یہ کثرت فوج آئی نظر کھنچا پھر سر پر دیش ہمار نظر سے وہ مردم کے سو کر رہا ہوتا ہی نرم نشاط و طرب اٹھا وہ رہن اور اسکے آروہ گیا وانسے پھر رستم نامور کوئی دیکھنے کو چو لایا چراغ منو اپنی دکھلا گیا ایہاں بچھو لوں پھر زندہ کاؤس کو یہ کہتا تھا اباد شاہ جان شکست نہیں سہن کچھ نہیا سنی اور دیکھی بہت رزم ہر	تو کاؤس سلطان آفاق گیر ہو آئے سہرا بنائے وان تو لشکر مولا وان اقامت گزین تو دیکھا کہ ہر سیکان پہ سیاہ تو ہموان کے ہوش اٹ گئے شہر بفرمان سہراب عالی تبار لگا کرنے احوال ریافتیان خوشی سے محل بیتے ہر سب لگا پوچھنے یوں کہ بھون تو اور انکے خضوع کا گاہ آمادہ تو زندہ کاوان کشید یا چراغ خبر لے گیا ان کر سیکان ملاؤں یہ خاک غون گون کو کروں کیا میں سہرا کجا ایہاں بجینے ہے مشکل سام سوار	دلیران ایران کو کر کے طلب چھا گرد لشکر سے خسار زو گیا پھر وہاں شاہ کاؤس بھی یہ ہومانے کہنے لگا دیکھ تو یہ سہراب بولا ہر اسان نہ ہو گیا اس سر پر دہ رہنات کو جو دیکھا تو سہرا اپنے تخت پر کوئی رزم میں نہ تھا پہلوان تہمتیں اک مشت راجوخت جو دیکھا تو افتادہ ہو اک جوان یہ سہراب لوگوں سے کہنے لگا حوض زندہ کا صحرے حاکم یوں ہر یا نہ تھا سہرا کے یسجن جوان قوی ہو کل فرزند یہ چاہے ہر اب چرخ فیروز رنگ	یہ بولا کہ تابع ہو رستم کے سب نہاں ہو گیا مہر گیتی فرور گئے گیسو کو در زار دیکھیں بھی کہ جو کس قدر لشکر جنگ جو کروں قتل آدم میں سب فوج کو خبر کے لیے رستم تمنا جو جیت است میں اسکے کھانا ہو بڑی سیل سکی نظر ناگہان تو کشتہ ہوا زندہ خفتہ سخت سہر گز نہیں لے سکے غالب ہر جان کوئی آگے جاسو کل دوس کا کروں ایک لشکر کو میں غرق خون آدھ شام سے رستم سلین قاس کا ہوا نہ محل بلند پیدا اور سپہن بہم ہو جنگ ہر اب سینے سہرا کے رستم کی رزم
--	--	--	---

رستم از مجیہ و ہومان و بارسان و نیا رفتن سراغ

سرخ چرخ ہر چہ تاباں نے کہ تم بھی نہ تاخیر کو راہ دو تو جھٹوٹا ہانی تجھے بند سے رجیرا دسہرا بل پڑ رہن یہ کسا ہو جلدی بتا بھلو تو مئے بہت کسا کچھ کیا وہ بولا کہ گو در جنگ زبا کھڑا ہو جان کا وانی درفش یہ تھا واقعہ لاوار بجیر	کیا جبکہ جلوہ تو سہرا بنے کر واپسی آراستہ فوج کو وہ بولا وہ رہن اس تنویر سے گئے دانسے بالائے حصرتین کہ ہاتھی رہن جکے بہت بڑے وہ بولا کہ یہ حیمہ ہر طوس کا خداوند جو حیمہ سرخ کا کہ جو کیکلم سرخ دیز و غیش کہ جو حیمہ رستم شیر گیر	جنگ راستہ اپنا لشکر کیا رجیرا لاور کو کر کے طلب دروغ گئے مردم کے بغیر دروغ یہ سہرا کہنے لگا ایہی بجیر وہ بولا کہ اگر با عزو جاہ کہا پھر سر پر دہ مار رنگ کہا پھر یہ سہرا کے بعد از ان سہرا کے چون تخت کاؤس کے وہ دلیں نہ دیشے اسے کیا	یہ ہومانے اور بارمانے کہا کہا اگر کہتے رہت تو مجھے ہے اب بھلا کس لیے کوئی بولے دروغ لیٹنگ سر پر دو گردون نظیر یہ جو شاہ کاؤس کی بارگاہ یہ کسا ہو بھلو بتا بید رنگ سر پر دہ سہرا کسا ہو وان رکھا اک سر پر دہ رہن تخت پر مبادا کہیں ترس جنگ زما
---	---	---	---

نہیں کوئی ہو بچے مکے کو
 غنیمت ہو یہ صحبت ہمدگر
 ہوا جبکہ روزِ دم جلوہ گر
 زوارہ جو ہر کار در تھا خور
 تو دہریں وہ شام نشہ نامور
 کہ اتنا وقت ہاں کیوں کیا
 ہو ابر غصہ طس پر شہر بار
 تہن جھٹکا دہریں پناہ دست
 سمجھتا نہیں کوئی کاؤس
 مخاطب ابھر سے شہر بار
 تو سہراب کو کھینچ ادا رہا
 گردن آتش خشم کو تیز گر
 کہ سر پر رکھ لو پتے تلخ شہی
 پذیرا جو کرتا میں تلخ شہی
 یہ لکھو دہریں خشم پر سو ا
 یہ احوال گو در ز سے پھر کہا
 جو رستم کو آزر دہ خاطر رکھا
 تو وقت نہ کر اشتیاج سے جا
 یہ ظاہر ہو اور بھکو معلوم ہو
 پشیمان ہوا خود بخود بادشا
 کہے ہو ہی گرد ہر ایک یان
 خدا کیلئے اے یل نامور
 سمند عزیمت کی پھر اٹھان
 نہ بانہر ہو لوگوں کی پھر سخن
 یہ منکر وہیں رستم پہلوان
 یہ تندی گری ہو میری سر
 ترا دیر آنا ہوا ناگوار
 ہوا رستم گرد بھی عذر خواہ
 کرے کج ترتیب بزم طرب

یہ کتاب کسی مقابل چھو
 کہ جو آخر کار چلتا آدھر
 تو پھر زابستان سے باگرد فر
 اے لیکن ساتھ اپنے وہ گرد
 ہوا خشم گین رستم و گویو پر
 مرا حکم لائے نہ ہرگز بجا
 کہا جلیجا اخص سے دار
 خرد شدہ پھر ہو کے جوانی
 مرے آگے کیا چیز پھر طوس ہے
 یہ تندی سے بولایل نامور
 بداندیش کو خستہ و خواہ کر
 تو خشم سے بھی کمتر ہو پھر تاجو
 کرو ملک ایران میں خزانہ می
 ہو دختی نہ بچھ تکس کلاہ می
 روان سے زابل ہوا شہر بار
 وہ منکر حضور شہنشاہ گیا
 یہ زہار بھکو مناسب تھا
 دلاسا تو کر کے تہن کو لا
 کہ عاجز ہو دہش کاؤس کے
 سر نو کے عہد ہو عذر خواہ
 کہ سہراب ہر دہ دلا دوجان
 تو ایرانیوں پر ذرا رحم کر
 تو ہرگز نہ جاسے زابستان
 کہ اک طفل سے رستم بہتین
 پھر آیا حضور بدشہ خروان
 نہیں چھوٹی پھر سے غمے ز
 ہوا تہ پھر تھپے بے اختیار
 کہ بندہ ہوں تیرا میں بادشا
 بسرم کرین عیش و عشرت تب

کہ او نگا جب خشم کو چلے دل
 رہی اور دور و زبم طرب
 روانہ ہوا رستم پہلوان
 غرض ہو کے منزل بمنزل روان
 کہا طوس یوں زرو غصہ
 زیر دست تھا طوس ہر چند پر
 پھر گئے سے رستم سرفراز
 یہ بولا کہ کوئی ناسا نامور
 مجھے جز خداوند نزلان پاک
 نہ ہو گرم مانند شعلہ تو اب
 تہ کاری کی قننے ابل اختیار
 دلیران دگر دکش و نا بھو
 ولین نہ اقبال میں نے کیا
 ہو میری سزا تینے جو کچھ کہا
 جو آزر دہ ہو کر گیا پہلوان
 کہا اے یوں شاہ کاؤس کو
 پشیمان ہو شاہ گیتی ستان
 ہوا اے گو در زو دہریں دان
 بمنز اسکاوی پہلوان کچھ نہیں
 تو ہو ویکا آزر دہ شہنشاہ اگر
 کوئی پہلوان جسکے ہم نہیں
 کہ بیت و پناہ دلیران ہو تو
 دگر نہ ہوں گردان توران دلیر
 ہر آنک ہر سان ترسان ہوا
 اٹھا تخت سے شاہ اعظم کو
 بلایا تھے اسلئے میں نے یان
 ہوا تو جو آزر دہ ای شیر دل
 جو کچھ حکم ہو سولاؤں بجا
 سحر یا لے لیکر سپاہ گران

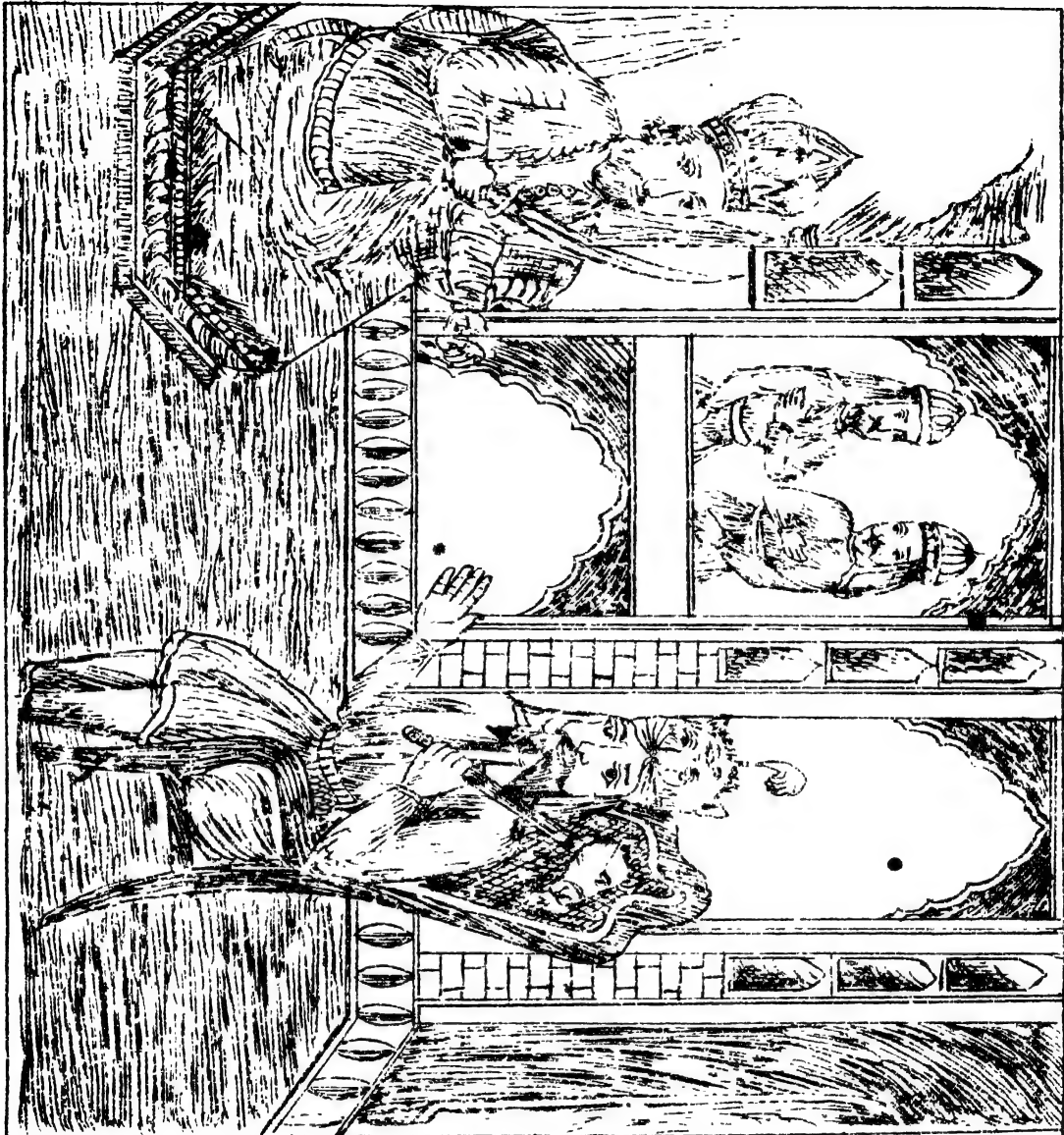
رہیگانہ سہراب کا پھر نشان
 خوشی سے ہے بادہ کش و زور
 گئی ساتھ اسکے سپاہ گران
 گیا پیش کاؤس جب پہلوان
 کہ دو لوگوں کو دار پر کھینچ اب
 کیا رستم نامور سے حذر
 کیا لاجرم ہاتھ اپنا دار
 جو لیجا کے کھینچ تھے دار پر
 نہیں ہو کسیکا دوزخ و تباہ
 کہ بیفائدہ ہو شہا یہ غصہ
 تو شاہ کی لائق نہیں بہار
 یہ کہتے تھے مجھ سے بعد آزر
 کہ جز بندگی پھر ارادہ نہ تھا
 بجا ہو روا تو لے جو کچھ کہا
 تو پیدائشے توین پر دوجان
 کہ یہ کیا کیا شہر تاجو
 لگا کہنے گو در ز سے یوں کمان
 تہن سے جا کیا پھر بیان
 جو آئے زبانی کے بس میں
 تہ ہو گئے ایرانیان سر سیر
 کوئی گرد اس قوی تر نہیں
 شکندار اقلیم ایران ہے تو
 دلیری کریں آگے مانند شیر
 کہ بے جنگ یا نہ گریزان ہوا
 کہا پھر کہ اے رستم تاجو
 کہ ہوں چارہ گز تھپے ای پہلوان
 تو پھر میں پشیمان ہوا و جمل
 شہنشاہ ارشاد تبت یوں کیا
 سو دشمن کینہ جو ہوں ان

کہا پھر کیا سن رہے لطف سے
 جواب سکوت سے دیا پھر وہی
 اگر جان کی خیر چاہے تو
 کروں درخت تن سے ترا سر جدا
 کہ کیا ہو یہ تندہی و غضب
 بھی جہین ہی تو بہانہ ہو گیا
 تن ہنگامی مثل تار و درخت
 کہا اسکے سہرا بنے ابو جان
 ہوا غمزدہ وہ یل و جوان
 کیا نیزہ و گرز و تیغ و خنجر
 عوض زینہ کے رات کھائی تھم
 اگر یاس نام اور عزت بھی ہو
 یہ کہ لنگ لگا کھینچنے انتظار
 کوئی جیت ہکا ہوا ہم نبرد
 چور اتار دل رستم کو شہما
 کوئی جلد رستم سے جا کر کہو
 دو ان طو سبیل تنہا تھم گیا
 کوئی اور جا کر سوے زنگ
 دے طوس نے جب کیا یہ بیان
 یہ سہرا بولا کہ لشکر سے ہم
 تو سہرا بنے یون کہا ابو جان
 یہ سنکر وہیں رستم نامدار
 وہ دین ہون دلاویر نامجو
 وہ کہنے لگا اسکے دیاستان
 یہ سنکر لے یاس افروں موئی
 ہوا زخم کوئی نہ وان کا رگر
 ہم ضرب پر ضرب بھی بدیر بیخ
 کہ حیران رہا دیکھ حرج کبود
 عرق میں ہوا تر سر پا بدن

کہ بتلا نشان تھم مجھے
 جو پہلے کہا تھا کہا پھر وہی
 تو رکھ نہ اسی اب مجھے روبرو
 کروں قید ہستی سے تھکوا ہوا
 عبث ہر کے ساتھ یہ کینہ
 حے تیغ و شوق سے سر جدا
 زبردست جیت تو انا جیت
 کہاں تو نے دیکھے ہر جنگ راں
 کہ رستم کا ہرگز نہ پایا نشان
 شتابان ہوئے میدان جنگ
 کروں کشتہ کا کوس کو صدم
 تو اگر مقابل ہو کا کوس کے
 کہ آتا جواب کو نامدار
 ہوا تب خروشنہ وہ شیر مرد
 تو کیون نام کا کوس بنا رکھا
 کہ یا را نہیں ہو کسی گرد کو
 تھم سے یہ اجڑا سب کہا
 بداندیش ہے کج ہو کینہ خواہ
 تو ناچار پھر رستم پہلوان
 ستیزندہ ہوں چلے کیسو ہم
 نہیں ہو کیسکو تباہی تو ان
 لگا کہنے لے کو در کا مکار
 کہ دیو سفید سیہ کا رکو
 کہ شاید تو ہو رستم پہلوان
 ہم جنگ پھر زگر گردن ہوئی
 وہ نیزے خشک تھے سر بسر
 شکستہ ہوئی آخر کار تیغ
 ہوئے آخر رخسار سر اسر عمود
 ہوئے خشک یکدم کام و بدن

تو ہو قید سے تاکہ جدی ہا
 ہوا پھر وہ تند اور کہا ای پھر
 تھم کا خیمہ بھی ہو گا مگر
 کیا اسے پھر اس سے نکا رشتا
 تھم کی جھلکو خبر کچھ نہیں
 یہ کہ لنگ لگا کہنے پھر یون پھر
 ہز بران دیوان پلن پلنگ
 جہان میں یہ ایسے خداوند
 بلند ہی اسے فرداں کر
 جدھر قلب میں ہ کا کوس تھا
 سواران ایران کو میدان میں
 سوا اسکے ہونے جسے عزم جنگ
 و لیکن نہ نکلا کوئی نامور
 کہ شاہ یون کو غیرت را چاہیے
 یا واز کا کوس نے دی وہیں
 جو اس گردے چلے ہو کینہ خواہ
 کیا تھا یہ رستم نے ہندم قرار
 سب ادا جو پہلوان ہن یون
 پہنکر زہر خشن پر ہو سوار
 کہا یون تھم نے اچھا جلو
 جو مجھ سے مقابل ہو میدان
 نہ کر سختی اب پختہ کا روئے تو
 کیا کشتہ اکدم میں ہنگام جنگ
 وہ بولا کہ زہرا رستم نہیں
 ہوئے لیکے نیزہ ستیزہ کنان
 دلیر دن تھے پھر کھینچ تیغ تیز
 لیا ہاتھ میں پھر عمود و گران
 ہوئی بارہ بارہ زہر یک ظم
 جدا گانہ پھر دونوں تہادہ ہو

کروں کچھ میری لطف عطا
 نہیں یہ تری بات کچھ لپٹا
 تو زہرا اب مجھ سے بہانہ کر
 وہ لایا زبانی یہ گفتار رشتا
 تو بھیجے ہو کسوتے تیغ کین
 کہ رستم ہر مرد و خلع و دلچسپ
 مقابل نہوں اسکے ہنگام
 کہ رستم کو مجھے ہن نامور
 زہرہ اور جوشن کیا زیب
 ادھر چلے سہرا بنے یون کہا
 تیغ کھینچو نہیں اکدم میں
 نبرد آرزو مجھ سے ہو بدنگ
 کہ تھا دل میں ہر اس خوف و خطر
 نہ جنگ دروئے ڈرا چاہیے
 کہ ای نامداران ایران زمین
 ہر سان خائف ہو کینہ سیاہ
 کہ پہلے کردنگا زمین کا رزار
 تو پھر میں تر آنا اس ہون
 گیا سوے میدان پے کارزار
 گئے جبکہ کیسو وہ بیکار جو
 کر دنگا تھے قتل کن میں
 نہ جنگ دروئے ہو پختہ تیغ
 نہ جانی ہوئے مجھ سے شیر پلنگ
 میں ہکا ہون لک جا کر کمر تن
 لگی چلنے باہم ستان پرستان
 کیا گرم باز او کین دستیز
 لڑے ہر قدر زہر و جنگ و ان
 رہا پھر زہرا گھوڑ و نہیں دم
 وہ سہرا ب و رستم نام جو



مہنے نام رستم کا اور ناگمان
 یہی مصلحت ہو کہ اب زہنہار
 کہ ہو یاد شاہ کا دوس کے
 کہا دلیر نے کہ ان کے دل
 کہا بھر ذرا غوی سے زنگاہ
 کہا بھر یہ راہیے ہو کمان
 کہے جنگ پر خاشاک و دہان
 نہ تباہ و نہ نام لیں نادر
 یہ اُسکا سراپردہ ستر ہے
 بتایا تھا رستم کا جو کچھ نشان
 کہ کس نامور کی ہو یہ بارگاہ
 سراپردہ رستم ہلوں
 وہ غافل ہو اور کشہ ہو زمین
 کہا یوں کہ خاقان صبیح بران
 وہ بولا کہ اس گرد کا نام کیا
 وہ سب دیکھتا ہوں یہ عجیب
 ہی اُسے سہرا ہے بھر کہا
 رستم کو دیا اُسے یاسخ و ہین
 قیامت ہو برپا ہوئے زمین
 سپہ لیکے بھیجا ہو اس ہلوں
 کہا نام اُسکا نہیں جانتا
 کہ ظاہر کیا اُسے کچھ اور اب
 کہ خیمہ ہو یہ چین کے گرد کا
 کہ وہ نامستان سے آئین

مصر کیا توفی ابلین کیا بہم محفل آرا دی نوش بہن کو کیسو ہوتا در کوئی جوان نشانی جو کچھ چاہیے پر عین کو شاید کہ سوزال زر کا پس کے تھا یہ دلین بل سلتن بہت میں نے دیکھا ذرا شغیب جو دیکھا کہ رستم جواب گر کمین نہیں جانتا یہ کچھ سا جو کسا زور رستم نے دان سے پیش جو کھینچی لکڑ کر کر بند کو اگر خاک پر جب بل نامود کیا حیلہ رستم نے شوق دان کو سر کو کرے اس کے تھے جدا یہ منکر وہ اس کے اٹھا سید سے کہا جبکہ ہومان سے پا جرا نہ دیکھا تھا کہ ہے ذرا ز شغیب ہوئی بیوفائی یہ کچھ سے کمال گیا جبکہ رستم سو خیمہ گاہ اسے ابتدا میں تھا زور سقا ہو اٹھا تلب سلات کا جو سقا غرض کر کے شہزادی اٹکار	ارادہ لڑائی کا باں صلحا بجنگ فردی طرحے کش ہون ہیان آن کر ہو تیرہ کنان دلے نام تیرا سو کچھ سے نہا مل سلتن رستم نامور نہیں طفل کا اعتبار سخن نکر کچھ سے گفتار مکو قریب تو ناچار سہراب بولا دہین مے ہاتھ سے کشتہ ہو دیہان گیا آگے سہراب کے کچھ پیش تو سبغلا نہ پھر رستم نا جو تو سہراب بیٹھا دین سینہ پر لگا کئے سہراب آؤ جوان اگر ہو درگبار زور آ زما غرض تھا اٹھایا دین کینہ سے کیا اسے فوسل در یون کہا تو طفل تھا تو نے کھا مارا رہائی تری سے اب محال رہا شب کو زاری کنان ناچا زمین چاک ہوئی تھی ہر گام پر کہ کچھ زور کم ہوئے یا کردگار ہو ازور پیشین کا دہنو سقا	یہ بہتر ہر ہم تم نہ ہون بخوا کرین عہد پیمان کو حکم ہم مے دلین پیدا ہوئی تیری کسی نے بتایا نہیں نہینا سر صلح ہر چند تھا وہ جوان یہ پارخ دیا پھر کسمن اب جوان کر باندہ پشت ہوئے آؤ تو مائل ہوا سچے کشتی اگر یہ لکڑہ دو نون بل نامدا ہوا وہ خروشن و چون بلست زینج بہم پشت رستم ہوئی لیا کھینچ پھر خیمہ آنگون ہیان کے یہ آئین ہمین رہیا اسے قوت زور سے لاؤ زور گیا پھر وہ سہراب فرخ نہاد کہ عیاری دکر سے کینہ خوا نہ دام آیا تھا شہزادیان بل نو جان نے کہا کیا ہو غم دعا اسے ہنگی کراب یا خدا وہ جز بہت تفت فدا تھا ہوئی تھی مناجات مکی قول خدا نے نذر کی ہنگی دعا	کرین اسکی دونوں شام بگاہ پیشان ہون اکینہ خواہی نہ ہو کینہ ہو تو ہی زریہ سپر تو کر نام کو اپنے اب آشکار برائین نہ تھا رستم بہلوان نہیں میں بھی کو دک تو ہو جوان کر سر گرم کشتی ہون اب ہر گم تو ان میں بھی کشتی کو حاضر ہو پھر لگے کئے کشتی کے فن آشکار کیا زور سے اسے رستم کو بست خرابی تہ جیج پر خیم ہوئی یہ جاہا کہ شکر کرے غرق ہون کرے زیر جیکو کوئی اکیا رہ کرے شوق سے قتل بھڑو لیر طرن اپنے لشکر کے خدا ان شاہ سہا ہو گیا ہاتھ سے تیرے آہ دیا بھڑو تو نے کیا قبولان کر دنگا اسے زیر پھر مجھدم وہی زور سے جھکو پہلے چھٹا زمین پر خرام کا دشوار تھا مرا دھکی دھین ہوئی تھی صل وہی زور اسکو کیا پھر عطا
---	--	---	---

داستان کشتہ شدن سہراب از دست رستم بر زور دیگر و نوحہ نمودن رستم در ماتمش

اگر دیکھ کر قوت زور در تن گیا شاہ و خرم سو زنگاہ تو پھر آج کیا سو گار زار وہ کرنے لگے پھر در کشتی ہم لکڑ کر کر بند سہراب کا	ہو اٹھا دمان بہلوان میں ہوا جل کے سہراب کینہ خواہ عزیزا اپنی شاید میں جان نہ ہوئے مائل زور و کشتی ہم زمین یا سلتن نے اٹھا	سپاس عنایات بر در و گار یہ سہراب سخت سے کمنہ نگا تھن یہ بولا کہ جبکے جان بہم خوب زور آ زما کی ہوئی چاک کر زمین پر اسے پھر زمین	بجلا کے اور خوش پر ہو ہوا کہ جنگال سے کیے ہو کر ہوا ترے ساتھ ہو لگا تیرہ کنان یہ سہراب کو پھر رہائی ہوئی سر سید بیٹھا وہ از رے کمن
---	---	--	--

ذرا راس کرنے لگے اپنا دم
 نہ رخسار کیا دامن شاہ
 ہم دہین لیکر کمان خدنگ
 پکڑ کر کمر بند کر بعد از ان
 تو دنیا جبل کو بڑی سے ہلکا
 لے چھوڑ سہراب کے بڑی میں
 پسنگ لگا کئے سہراب پھر
 تو کھرجی غافلہ وقت بگاہ
 بہتیں ادھر کھینک تیغ کہیں
 یہ رستم کے پھر دہنیں یاہین
 شتابی انگاور کی موڑی عثمان
 ذرا صبر کر شاہو آج ایوان
 اُسے بھی نہ تھی بزم کی تاب پھر
 تھمتن کو شہ نے کیا مطلب
 تن اُٹھا ہی اس سے بھی تختہ
 قسبی لے دیکے شہ نے کہا
 کہ سہراب ہر چند ہی خروال
 مبادا اگر کشتہ ہوئی وقت ہم
 تو ان باپ کے خاکے کیوی
 زوارہ نہ جب آہ کجا بچن
 تو بدخواہ پر کھجے تھیاب
 یہ ہو یاں بولا کہ اوی کے
 وہ یا تو ہوں نہیں سراپا نشا
 یہ سہراب کو اسنے پاسخ دیا
 ولکین یہ رستم نہیں زینمار

ولکین نہ کینہ ہوا دل سے کم
 نہ ہرگز کوئی دیو آ یا نظر
 دلیران جنگی لگے کئے جنگ
 لگے زور کرنے وہ دونوں بھگ
 ولکین نہ سہراب بن سے ہلا
 لیا ہاتھ میں گزراڑے کہیں
 کہ ہر جنگ کی تھمیں کھینچ
 تھے ساتھ پھر کے ہون زور
 اشیا بان ہوا سے ترکاں
 مبادا کہ سہراب نے کہیں
 کہ آ کے سہراب سے یوں کہا
 سحر تو سی اور میرا گزراں
 گیا اپنے لشکر میں سہراب پھر
 جب یا تو پوچھا وہ احوال
 سو تر نہیں سب سے تیغ و تبر
 کر کیا لغز یاب تھکوا خدا
 دے ہسکو ہر زور و قوت کمال
 تو پھر زور کا اس سے کچھ نہ عوام
 ہوا وہ جو کچھ طبعی تھہر بھی
 لگا کر نہ کر نہ یں پلیس
 بداندیش مخلوق ہے شباب
 عجیب ہیلوان ہم رام ہر
 مری مان جو کچھ کیا تھا بیان
 کہ رستم کو ہوں خوب چانتا
 یقین جان تو اس کی نامدا

تھمتن بھی دلین یکنے لگا
 پھرتے میں سہراب یوں کہا
 تھے دم میں ترکش تھی سہراب
 کیا پہلے رستم نے زور بھرا
 کیا زور اسنے بھی ہر چند
 جو مارا تھمتن کے بالائے سر
 تھمتن یہ بولا ہوا دن تمام
 وہ سہراب پھر لے گزراں
 کہوں کیا کہ اکدم میں یا نہ دانا
 کہیں شاہ سے جانے ہو زور جو
 تو جنگ لڑنے وقت نہیں
 سو اس کے گراسے خواہاں
 وہاں سے وہ سہراب جہدم کیا
 وہ بولا کہ ای شاہ مخی خصال
 اترا سپہ کرتا نہیں زینمار
 شہنشاہ سے خصم ہوا ملین
 خدا جانے کیا پیش رفتے سحر
 سے زال لشکر کو لے جانے جو
 عبث زاری آہ نہ ویکھا
 کہ اگر کے زاری کہ ای کردگار
 ادھر ہلین کیا احوال تھا
 قوی باز و دخت جنگال ہے
 کمان پر بھی بہ مراد پر
 تھمتن کے ہر شکل ہے جوان
 وہ سمجھا کہ یہ است گفتار ہی

کہ اس قدرت قوت زور کا
 کہ تیر دکان سے ہر جنگ
 ہوا پر نہ اک تیر بھی کار
 کہ وہ زور کرتا اگر کوہ پر
 نہ ہرگز ہلا رستم نامور
 تو رنج ہوا رستم نامور
 قریب آیا ایوان و قشام
 سو لشکر شاہ آیا دوان
 ہزاروں تھے قتل سرخشاہ
 وہ غیر سکا ضائع کئے انکو
 عیث ہی یہ بیا کی دفعہ کہیں
 تو پھر سو مقابل کے بیکر
 سراپے میں اپنے رستم گیا
 بڑا ہی دلاوری خروال
 مراد و باز و دم کارزار
 زوارہ سے جا کر کمان بچن
 نے بخت کر عمق میں بظہر
 خیال و دلین نہ کچھ لائیو
 بھلا چارہ کیا جبکہ آئے قضا
 تھے ہون کرم کا میں سپدا
 ادھر جائے سہراب جنگلا
 بعینہ وہ رستم کی مثال ہی
 جہان ہیلوان رستم نامور
 لگا و کیفیت بھی ہی خروال
 ہمارا ہوا خواہ و تھمتن ہی

جنگ رستم و سہراب پرورد دوم و زین آمدن رستم در کشتی

ہوا امیر تاران جو ہر تو فکری	تو سہراب و رستم یہ لیتن	بہند زور خوش بہ ہوا	اگے سوے میدان بے کارزار
شہ زرم سہراب کا دل ہوا	سوے الفت و نہ مال ہوا	تھمتن پہلے ہوا قلع جو	کہا دہین ہنس کر ای خند خوا

ترو پتا تھا سہرا بسل ادھر
 تو سمجھے ہی دلمین پر وجوان
 گئی یہ خبر پیش شاہ زمان
 سو رزم گے جا کے لاؤ خبر
 جو سہرا بے ہوئے پھر کینہ خوا
 کرے ہر فغان اور بیتابیت
 ہاتھ کر سر رستم نامور
 ہوا ہاتھ سے میرے ایسا تم
 یہ کہکر وہیں پھینچ فخر کیا
 زوارہ نے پارہ گریبان کیا
 جگر میرے زخم کاری لگا
 ہجیر یہ بخت لے بارہا
 مقابل مے جبکہ رستم ہوا
 کوئی کیا کرے کس کا ہر اختیار
 یہ احوال شکر گئے نوحہ گر
 یہ سہرا بے بخت نے پھر کہا
 بجل تنکو منجے کیا اپنا خون
 نہ ہو جا کے ترکو نے پھر کینہ خوا
 اگر زندہ رہتا تو میرا ایک پر
 جگر خستہ نے جو کہ اُسد م کہا
 جو خاص تر نوشدارو وہ لا
 لگا گئے منکر یہ شاہ جہان
 برائی ہر درجستہ صفات
 کیا سرکشی سے نہ باسل اب
 سو اُسکے سہرا بگی گفتگو
 کے تھا وہ مرد مے ہر م ہی
 سنا جبکہ گودزدانے یہ سخن
 تھمن یہ منکر ہوا دردمند
 کہ سہرا ب کا کام آخر ہوا

جو دیکھا کہ رخسار نارار
 دہن اڑ گئے یکفلم کے پیش
 کیا حکم شننے کہ ایک بارگی
 تو کجیا گئے تدبیر کھیاوریان
 سواران لشکر کئے جہاں ہر
 یہ جانا کہ زخمی ہیں نوجوان
 زہر پارہ اور چاک کر پیرہن
 مے رو دوسر پر پڑی مے فغان
 کیڑ کر شاہی سے رستم کا ہاتھ
 کہا پھر یہ سہرا ب کیا بھال
 بل پلٹنے کے سراپا نشان
 تجھے نام رستم بتایا نہیں
 رکھا لئے کلی نام اپنا نہان
 پس کی اعلان کیے بات تھی
 گئے کوٹنے سینہ دسروان
 نہ تم گریہ و نالہ اتنا کر د
 کہ زہرا ب رستم ارجمند
 کہ مولد مر ملک توران ہے
 پیر بعد میرے مدارا کرے
 کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو
 دہن آکے پلٹن شہ نادر
 کہ جس سے ہو سہرا ب پھر تندر
 کہ کیا کیا مجھے نالائکم کہا
 سخناے دشوار کہکر گیا
 سمجھ اپنے دلمین کہ فہر د
 جبا لیے دلا دیوں پہلو
 کہا یوں کہ مجھے بد شہر یار
 محل میں تھا اُسد م شہ نامو
 ہوا جسکے رستم پیادہ روان

کھڑی بہت دیر سے بے سوا
 اٹھا ایک لشکر میں خود خوش
 ادھر جاؤ دھڑکے آب بارگی
 کہ ایسا نہیں اب کوئی پہلو
 تو دیکھا کہ رستم بڑا خاک پر
 لگا زخم کاری ہوئے ناتوان
 لگا کتنے یوں رستم پلٹنے
 پس کو کیا سینے ناحق ہلاک
 گئے رونے گردان فرخ صفات
 وہ بولا کہ ہر درد مجھ کو کمال
 مری تے مجھ سے کیے تھے عیا
 رکھا ہے غافل بتایا نہیں
 کیا میرے آگے نہ مر گز عیا
 ازل سے پھری ہوئی بات تھی
 کیا دیدہ تر سے دیر یاروان
 ذرا صبر کو دلمین اب راہ دو
 نہ ہو بچاے لشکر کو مجھے گوار
 مری جلیے بازئی ہر میدان ہے
 تلطف مدام آشکارا کرے
 کہ جا کر حضور شہ تاجو
 ہو نوشدارو کا وہ خوش نگار
 تو انا و زور اور وجاہت و
 زبان پر جو آیا وہ اُسد م کہا
 اسے قید کوئی نہ یان کر سکا
 جہان میں تو مرد جہاندیدہ
 ہے پھر یاد رنگ افسر کمان
 بیان کیا کردن کچھ یہ آشکار
 برآمد ہوا جب یہ ہو کئی خبر
 گیا نقش لپسکی زاری کنان



یہ سو جا کہ نہ گرد زہد آزما
وہ خستہ حکم کھینچ کر ایک دہ
متناے دل کچھ نہ حال ہوئی
مراباب بچکو نہ جوڑ کجا دان
وہ جس خستہ تن تھے شایہ سخن
تھا کہنے اس گریہ کنان
یہ پھر اپنے منکے پاسخ دیا
نشانی تو دیکھا اب رہ کر کے دا
وہ مہرہ جو دیکھا زہد کر کے دا
پیر کو کسی نے بھی مار نہیں
یہی مصلحت ہو کر ہو نہیں ہلاک

جو پھر کٹھ پھڑا ہر تعجب ہو کیا
یہ بولا کہ تھے بخت کیے سیاہ
تھا غم جان وصل ہوئی
کر نکا ہلاک ان کر دی جوان
تو علمین ہوا رسم پلین
تھے پاس رسم کا کیا ہوا نشان
کہ صد حیف اس کو کشتہ کشتا
کہ مہرہ ہو باز پیچھے بندھا
تو رسم نے پھر شور و نا کیا
نہیں یہ ہوا جو بہر کر کہیں
کہوں اپنے سینہ کو خنجر سے چا

نفرض کھینچ کر خنجر آبدار
ہیمن بن جو آیا تو یہ بھی مراد
جو دریا میں اپنے دے سکین
کہا نام کیا آئے تبت ن کما
پڑا ہو کے بیوش برفاک پر
کہ میں ہی یہ بخت رسم ہوں
بہت گرم الفت مراد لہا
نہیں نہ غم سے اپ طاق تھے
یہ بولا کہ ای جان من بے گناہ
دھوڑ گیا زہار بکھو یہ غم
یہ بہر اب بولا کہ کیا فائدہ

کیا سینہ دل کو اس کے مکار
کہ دیار سے باکی ہو نہیں شاد
دیا جائے بالائے چرخ برین
کہ ہو نام رسم مرے باب کا
خج آباد راوش جتا رک
جان کی اس کھو نہیں جو کسما
وے تو ادھر کچھ نہ مانل ہوا
کہ کھو لون زہاد دیکھا کون ہے
تو کشتہ ہوا ماکہ سے منکے آہ
دھوڑ گیا گرفتار سنج و الم
نہیں چارہ زہار پیش قضا

عدم سے جو پھر نابوہر اب کا | تو کرستم درال کا سرچند | غرض خوب بکھا کے وہ نامور | اکیلے کے تہینہ کو اپنے گھر
رفتن تہینہ بہ شبستان رستم پہلوان بہ تفہیم زال زرد و حاملہ شدنش از رستم و بعد انقضائے
مدت نہ ماہ ولادت فرامرز و جان بحق سپردن تہینہ بعجم و الم سہراب
در یک سال

وہ تہینہ اور رستم نامدار قوی باز و دلکش و لالہ قام وہ تہینہ رستی مٹی غلین مدام پہل زمرگ سہراب بہ حال	ہم دان لگے کہ تہینہ لیل بہار تہینہ نے رکھا فرامرز نام نصو تھا سہراب کا صبح و شام رہی زندہ بارخ و غم اکیس سال بہ قصہ توین کر چکا سب بیان	ہوئی حاملہ بھر وہ رشک قمر سپرد ایک آنہ کو دین کیا دل اُسکا تھا نالان خرہ خوشحال نغم سے رہائی ہوئی زینار سیاوش کی آگے سندھستان	ہو بعد نہ ماہ پیدا پس لگتا پرورش پائے وہ مہ لقا لگے آہ کرتی تھی گاہے فغان وہ مٹی چلی جان اپنی انجام کار
---	---	---	--

داستان تولد شدن ملکہ زہ سیاوش از بطن دختر شاہ بلغار و بر اسے تعلیم و تربیت
ہمراہ رستم رشتن

کوئی بیشہ خرم و دل دلکشا پڑی ناگمان ملک دختر نظر یہ پوچھا جو انون نے ایڑھا کہ گر خیزو ز اسکا جمانیں نام کہ تو ران زمین کا جو بادشاہ کہ میں نے تازشت خرم و رشک خفاہو کے تہینہ نے ارا مجھے گذر آب جھون آئی ادھر پیادہ ہوئی چند فرسخ روان ہوے خوشگوار بت سمبر جسے حکم دے خسرو نامجو کسی کو نہ بہار شہ نے دیا کئے نو مینے جب اُسپر گذر لاہوشاہ کے پریشان ہوئی تخت	کہ نزدک دیے جھون کے تھا پری پیکر و ہوش و سمبر تو ہو کوں تیری حقیقت ہو کیا وہ نسل فریدون ہے ذوالکر ایشک دلاور خداوند جاہ نہ کھڑشت خورشت ہو رشک نہ ہرگز ہو ایہ گوارا مجھے کیا سہب پر ماندگی نے اثر ہوئی لگے اس شہنشاہ بیان لگے کرنے پر خاش باہدگر وہ شوق سے اس کی چہرہ کو پری چہرہ کو پاس نہ رکھا تو پیدا ہوا اور رشک قمر ہوا فن کے غلین خداوند تخت	لگے اکیلے ان پر لے شکار لباس و زریور تھا شاہ سب بہت ماہ پیکر یہ کہنے لگی مجھے چاہتے تھے بہت تاجور مرا باندھے ساتھ اسکے عقد کاح کیا مجھے جب نہ کر اس بات کا نکل گھر سے ادھر بہر پر ہو غرض جبکہ رفتار سے رہ گیا وہ دونوں جوان پائے لڑکے ہم بعد پر خاش پایا قرار کئے لیکے جب پیش کا پوس شاہ بندھا عقد باہم تائیں دین نظر کر کے طالع میں شہزادہ کے سیاوش کھا نام شہزادہ کا	ہم عوس اور گویو جنگی سوار کہ شہرہ ستم آن وغرہ غضب کہ دختر ہو کہین شاہ و بکار کی ولیکن یہ چاہے تھا میرا پیر نہ زہار بھائی مجھے یہ صلاح تو بصرات انکار میں نے کیا تستانی سے لی میں نے راہ فرار تو ہر راہ میں چھوڑا سکودیا خدیجنگ نگہ کے وہ گھائل ہو کر لے چلے پیش شہ نامدار ہوا شاہ دیوانہ رشک ماہ ہوئی حاملہ بھر وہ زہرہ جبین منہم شہنشاہ سے کہنے لگے دین پرورش بھر دہ پائے لگا
--	--	---	---

فغان کر کے کتا تھا نہ مہم سنے جبکہ ان کی تپ کیا کہے وہ غمیدہ در اسباب تھا جہد گماشاہ کاؤس رستم کے پاس سہراک کو جو آخر ہی رہ گذر کیا عرض رستم نے اور تاجدار یہی عرض کرتا ہوں ایسا رہا کرد خصلت اسکو بجز وقار نہیر کیا میں نے تیرا سخن زدارہ سے رستم نے پھر یوں کہا	مے ہاتھ دوا جب ہیں گئے نظر جو کچھ وہ کہے سوز نہ بجا کہے حالا کر گیا خاک پھر سر سر جود کیا تو وہ ہر بہت جو اس کوئی دیر جاے کوئی نہ دیر ہو اسو ہوا کچھ نہیں اختیار یہ طفت دکر م کا ہوں میرا یہ سن کر لگا کہنے یوں شہر کا مجھے پاس خاطر جو اس پلٹن کہ چون تلک ساتھ ہوں گے جا	جگر گوشہ کو اپنے مجھے سہوا غرض کہہ کے تابوت میں نشک مجھے اس کے ماتم میں پیر جان کہا سخت ماتم ہو اور ضرور سمجھ اب تو دانا دہشارا کو وے نصیت ہر سہرا کی کہ ہوں کی حرمت کھو تم گنا ہو اب جو تجھ کو یہ رنج و الم کرین مجھے گوترک بے کشتی زدارہ گیا ساتھ جیے خطر	جہان میں بھلا قتل کس نے کیا گیا سوے خیمہ ل نام جو خردشان گریبان تارک تان وے کچھ نہیں چارہ انوکھ شکسائی و صبر درکار رہا کہ تر کون پہ کچھ نہ لشکر کشی نہوے پرانہ وہ اسکی سپاہ تو مجھے بھی دلو ہو اور دغم کرون میں نہ زہار لشکر کشی گیا آب جیون ہومان گذر
--	--	--	---

معاودت کاؤس بایران و رفتن رستم با تابوت سہرا بطن سیستان آمدن تہمینہ

باقبال دولت سو تنگ گاہ عرض لیکے تابوت سہرا کا خردشان گریبان گئے گھر تنگ کہ بر باد وہاں شور و مشر ہوا گئی جب یہ سوسے سمٹکان خبر لیا کھینچ مردم نے پھر دگر لگی باب سے کہنے اوناجو کہا آئے لے دختر نازنین گئی آپ تہمینہ لیکر سپاہ تہمتن سے جا کر تو کہ یہ سخن سکھے ہر بی لہن اب عز و جرم یہ سن کر سراسیمہ رستم ہوا سراپردہ میں گئے پونچھے جیب کہا زال نے مجھے خانہ چلو مے آگے رستم کو لاؤ شباب گیا پیش تہمینہ جب پہلوان پکڑ ہاتھ اسکا لیا زال نے	روانہ ہوا شاہ گیتی پناہ پرانہ دل شہر میں جب گیا قیامت تھی برپا بزمِ فلک غضب ایک نے زمین پر ہوا تو تہمینہ کو غم ہوا اس قدر ولیکن جلے سر سر ہونے سر کیا قتل رستم نے سہرا کو پہلوانی رستم کے ہمس نہیں سوسیتان بادل کینہ خوا کہ تہمینہ پہونچی ای پلٹن کے سر کو تیرے قلم وقت رزم پیشانی بہت دلیلیں اسدم ہوا نکول فی تہمینہ پردہ سے تب نہشتان کو رشک گلستان کو کیا جسے یوں اپنے گھر کو خواب تو کھینچ اسے پھر خبر جانتان یہ تہمینہ سے پھر کہا زال نے	یل نامور سہر سیم پہلوان سیہ پوش جوان ہو کچا دل وہ ردایہ رستم کی بان ہقد کیا دفن پھر لاش کو زیر خاک کہ آتش دہن کر کے افزودہ تن نازنین بھی ہوا داغ داغ سوسیتان کھینچ جلدی سا دیا شاہ نے جیب سے جو قریبان کرانے اک پہلوان وہ لائی ہو ساتھ اپنے فوج گرا فرستادہ پیش تہمتن گیا دہرین تھلے زال مرد دایہ کو بغلگر دہن ہوے ہمدگر لگی کہنے تہمینہ کی تنک مرد میں پوچھوں یا اسے کہ او کینہ یہ جاہا کر رستم کا چیرے شکم کہ تقدیر پر کچھ نہیں اختیار	گیا ہو کے خصلت سوسیتان ہوا ساتھ تابوت کے وہ ران ہوئی دیکھ تابوت کو کوجہ گمر دل سرور بنا ہوا دردناک گری آگ میں بادل سوخت جہان کی نظر نہیں تھا چرخ تہمتن سے چل کر تو ہو کینہ خواہ تو پھر دلیمن کھا کر بہت پیچھا روا نہ کیا ادھ کہا یوں کہنا دیران گردان جنگ و ران شنا تھا جو اسے وہ لیکر کہا گیا مجھے تہمینہ وہ نام جو کیا نوہ سہرا کو یاد کر مے و لکو رستم سے پہونچا سرور کیا کشتہ کیوں فونے فرزند کو کے غرق خون ہو کیرید و غم نہیں چارہ پیش تھا زار زار
---	---	--	---

<p>کیا اسکو نصرت ملے سودا دود خورشید واکرام زر و گوہر نعمت بکران یہ سب نعمت دھڑ رشتہ کہا جگے ار شاہ سے زمین وہ لائی زبان پر چھتا دین تو بھجواب ہو مجھ سے دلدادہ تو سر بانو شاہ کشور کشا کیا شاہزادہ نے انکار جب نیا دین ہاں کشا بان ہو غرض فتنہ الگ سے بر کیا خواہدہ ناخج رخ کو کیا یہ سن کر گیا خسرو نامور کہ شاہا سیاوش نے یان آن کے بدشوارسی اس برائی میں لہا یون کہ ابے از گرا کشا یہ لونی وہ سودا یہ حیلہ گر مطہر پو شاہک سودا یہ کی اگر یہ منظور تھا کھینچ تیغ سا دا کہ بریا کرے کچھ فساد شہستان میں اس کے کوئی ناثرین یہ سودا سے شاہ نے پھر کہا تسبھی ملے ولین دہ حیلہ ساز یہ بات اسکی خبیہ نامدار ہوئی حالہ ناگمان ایک زن حضور اپنے کر کے طلب دتر شہنشاہ کا دوسرا سان چوب تیرین بیک ایک حشمان بونین تیرن کے کا دوسرے یہ کہا</p>	<p>کہ دھڑ کو میری پذیر کیا سیاوش کو بھرا سے روز دگر سودا اسکا سبب شادی جد نہ آیا وہ شاہزادہ کام گار شہنشاہ نے اسکو تعید کیا جوانی یہ سری ذرا کر نگاہ یہ سن کر لنگا کسودہ نامدار یہ کتابونین چھ سے اسکا اکھی تخت ہو کے خشت گلین لگی کینے سودا یہ کر کے فغان کیا بارہ بارہ گریان کو کینترن بھی اسکا اشارہ سب لنگا پوچھنے کہ حقیقت ہو کیا کیا یہ ارادہ کہ بخوج باگ سنا جب یہ قصہ سنا عجب کیا اسنے احوال سارا بیان لنگا سو گئے اس کے لبس کو ہو شاہ سودا یہ پر حشمتین ولیکن یہ اندیشہ ولین کیا سوا اس کے تھا مبتلا شکشاہ بہت خرد تھے اس کے فرزند بھی تو خاموش ہو راز کو کر نہاں ہی شہ سے کتنی تھی صبح و سا اُسی فکر میں تھی دتر میں باک لگی کینے پھر اس سے وہ کہنے جو کینزدن کو میری ہوا سہر ہم دونوں سوتے تھے اک ات کو ہو اس کے بیدار فرما زوا ہے اس سے بیدار مردہ سپر</p>	<p>کہا پھر یہ کا دوسرے وقت شب دیا اسکو اسکا شادی تمام تھے واسطے شہ سے لائی پیرا تھے دو گلی ایک کین یارہ سیاوش مے پاس کا نہیں کہا کچھ نہیں عشق تیرے ہوتا مجھے بندے غم کے آزاد کر بھلا کس طرح مجھ سے سوچھا وہ سودا یہ فتنہ انگیز تیر وہ دہن چھوڑا اگر گزین ہوا کہ اب بارگی شور و غوغا کیا پریشان کی اپنی زلف دوتا یہ احوال سودا یہ کا دیکھ کر بکھاڑا مجھے زور سرخسے مرا پاک عصیان دامان ہا نہ کتنا بجز راستی زہار کہ باطل ہو گفتار یہ سربر سیاوش کا جامہ تھا بوسے تی کرے سر کو اس کے جدا ہونے خلل ملک میں لائے وہ بدنا یہ تھی مثل سودا یہ مدحین سیاوش کو دیکھا تو پہلے خطا نہ آئی ذرا بجائی سے باز پذیرا نہ کو تا تھا کچھ زہار ہوئی خوش سے سکتے وہ حیلہ کیا شاہ دیکھے اسے سیم دتر سیاوش کا تو لیجو نام جب وہ سرگرم فریاد افغان کلین فلانی حرم ہر جو تیری شہا</p>
---	--	--

لیکن دل شاہ تھا پر ملال اسے زابلستان میں لیجا دین ہنر برداران کے حوالے کیا سیاوش جان میں ہوا بنظیر مجھے یہ تھا ہے شام و صبح کیا عرض شہزادے یوں کر	نہ تھا تربیت کا کچھ شک خیال ہنر ہائے شاہانہ سکھلاؤ نہیں اچھے پھر وہ معروض صبح و سہا ہنر مند دانا شجاع و دلیر کہ حاصل کروں بانیوس بد ردان ہو جائے بانشاط و طرب	کسین ان دنوں رستم آیا دہان کیا شاہ نے دہن ہنگو سپرد طریق نبرد و شکار و ادب سیاوش نے رستم کو پھر ایک روز یہ سن کر مہیا کر اسباب جاہ وہ بولا کہ تجھ بن نہیں جا سکتا	لگا کینے افسردہ خروان غرض لیگا زابلستان میں گرد ہنر ہائے شاہانہ سکھلائے سب کہا یوں کہ اوستم نیک و ز زر و نعمت دست کیس و سپاہ تہمتیں پھر پاش خاطر کیا
--	--	--	---

باریاب شدن سیاوش بہ حضور پدر بہ معیت رستم و پیشوار فتن ہیران سپاہ

گیا ساتھ شہزادہ کے آپ بھی بہت لطف مہر و نوا ہو گیا حضور اپنے پیڑھے ہاتھ رکھ کر بچا جو غم جو کئے یا نے روان یہ کہنے لگی شاہ کا دوس سے جہاندار بولا کہ بہتر ہے پر سیاوش عاشق تھی وہ حسین ہوئی گرم ہر کس سے جب بری آکھیں ان طلب کر کے باجوڑی خداوند ہو تخت و دہلیزم کا یہ خیر جو حاضر ہیں تیرے حضور رہائیں گے خاموش نہ نادمہ کیا ذکر جو بہرہ و شفقت کیے وہ کہتی تھی تمک کھول اپنی زبان کیا سکو رخصت اکیلی رہنی تو بلا شتابی سے ایک دم دل سپاہ جہاندار کا دوس کے تھکائے ہوئے سر کو وہ نادمہ یہ سوچا ملک زادہ نامور نہ دیکھا کوئی چارہ جزا فقیہ ولیکن نہ رکھ اور کچھ آرزو	حضور شہنشاہ با صد خوشی سیاوش کی خاطر کو خوشتر کیا رکھا ہنگو مغلول کسب کمال سیاوش کے حکمرانی دہان کہ افسانہ یہ آرزو کر مجھے سیاوش کو راضی کر اوسکیمبر سیاوش گیا جب تو گئے دین وہ سمجھا کہ ہر افسانہ مادی سیاوش سے سودا یہ کہنے لگی شہنشاہ ہو وقت اظہار کا کہ میں جن پریندہ شک غلام کو کر نہ پانچ دیا شرم سے زہن ہار تعجب نہیں گردادت کرے دل تنگ لے رہا ہے تھا غم سیاوش پھر یہ حکایت کہی کہ تا مجھ کو حاصل ہوا رائل سراسر مرے تابع حکم ہے یہ چاہے تھا لے والے راہ دار کہ تندہی و سختی کروں کچھ اگر بنا چار بولا یہ فرخ نہاد ادب ہو ترا مجھ کو مادر ہو تو	اسے لگے پیشوا کے سب ہنر پر چل سکے ہوئی آگئی یہ دل چاہے تھا پھر شہزادہ ہر کا کہ اتنے میں سودا یہ نہ حسین سیاوش کو اک خیر خود و دون طلب سے شہزادہ کو جب کیا پکار سنگ غوش میں شوق سے کئی دختر خواندہ نہرہ حسین ہو اوسو بدن سے یہ مجھ کو عیان یہ سن کر متا ہوئی یہ مجھے تو انہیں سگرا ایک کو اب قبول کیا بھی اندیشہ دلیں دہن سوا اس کے کہ میں سب سحر سار وہ سمجھی کہ ہر اسکو شرم و حجاب سوئی منقضی مدت ہفت سال کچھ بعد کا کوس کشورستان فریب سے ہر چند ہنگو دے اٹھا جب تو سودا یہ نے بیدار مبادا غضبناک ہو جائے یہ پے عقد دختر جو تو نے کہا سیاوش نے یہ بات جسد کہی	ہو اوسکیمبر کر شہزادہ قریب طرب تو رستم کو بھی آفرین خوب کی کہ ملک سکونے ماوراء النہر کا جہاندار کی زوجہ اولین اسے کچھ اساتذہ کے کردن تو یہ شہ سے لیکر اجازت گیا لے اس کے لیے کئی ذوق سے کہ سب نسل سے بادشاہوں کے تھیں ختم سے اک ہیرا و جواں کہ وہ میر کی دختر کے ہوں طرب سے تینے دل تاکہ ہر دو کھول کہ بیان حقیقی مری کچھ نہیں خدا اس سے بہتر ہو اور احسن جو دیتا نہیں بات کا کچھ خوب کہ عاشق ہو نہیں تجھ کو وصال گردنگی میں فرما زوے جان لب پہنے نہ شہزادہ نے والے لیا بوسہ پھر کھینچ کر برین تنگ بلا کوئی سر پر کے لائے یہ یہ البتہ میں نے پذیر کیا تو سودا یہ کی جمع خاطر ہوئی
--	--	--	---

حایت تو کرتا ہی ہے کی اب کہا یوں کہ مرنے کو نہیں چاہئے اگر ہے گنگا ر جل جائیگا خطر کیا ہو ای شاہ فرخ خصا خداوند غفارت کو یاد کر سیاوش کو شے نہ فعل میں لیا ولیکن شفاعت سیاوش نے کی	ستم ہو ستم ہو غضب غضب ہوا سنے ناچار تیشاہ دہر وگر نہ کچھ ایذا نہ وہ پالے گا نہیں استی کو ہرگز زوال سیاوش گیا آگ میں بے خطر سرو چنبرہ اسکے بوسہ دیا بہانہ ہی چاہے تھا کاوش بھی	کیا اور کرتا ہی مجھ کو خراب یہ ٹھہر کہ شہزادہ نامدار ہوئی آتش فروختہ جب ان خدا ہر نگہبان مرا ہزاران نہ ہو بچا آئے کچھ ضرر زنیار ہو سخت سوا یہ پر خشتناک سرخون گذرا شہر دین پناہ	یہ لکھ لیا زہر قاتل شتاب گرے آگ کے دسیاں کیا لگا کہنے تشامے وہ جوان کہ ہر واقعہ آشکار و نہان سلامت نہ نکلا پھر انجام کا کہا یوں کہ کرتا ہوں تجھ کو ہلاک غرض سپہ کی مرحمت کی نگاہ
--	---	---	--

داستان رفتن ملکہ ادہ سیاوش بجنگ فراسیاب فتح کردن بلخ

وہ سودایہ زبسکہ بدیش تھی خطر ناک رہتا تھا وہ نامدار یہ پہنچی خان نون ناگمان مواخشتناک اور کہنے لگا کبھی صلح جو ہوں کبھی کینہ خوا سیاوش کا دوس یوں کہا کہا شہ نے تجھ کو کمان تیاب میں قہر تھا لنگو اس بات سے وہ بولا کہ اس نے کتہہ موغین حضور شہنشاہ جوہر شناس کرین آب تکلیف ہرگز نہ اب انھیں ان غرض دے سامان جنگ وہاں پر جو تھا حکمران زبان نہ ہرگز رہی طاقت کارزار دلاور تھا اگر شہزادہ کا تھام رہا خوب روز یک کشمیں گزیراں ہر چوچان گزے قصاب لہو کر رواں بلخ سے بیشتر سراں سپہ نے یہ اس سے کہا سیاوش نے قوم نامہ کیا	سیاوش کی ناحق بزدلی تھی دعا مانگتا تھا یہ لیل ہزار کہ توران سے بالاکر بیکران کراہی نامداران جنگ زما یہ کہتے ہیں دلیں خیال تباہ کہ ای شاہ شاہان کشور کشا جو ٹھہرے ذرا پیش فراسیاب کہ دہری ہوا بھیم بد ذات سے ہزار اور قوت میں ہمسر ہونین کیا پھر تمہیں نے یہ انما س زمین شاہ مصریٰ عیش و طرب روانہ کیا شامے بید رنگ سو آیا پے کینہ خواہی دان ہوا جائے محض انجام کار ہوا دیکھ کر تازبان شاد کام کیا فرج ایران ہم کمزور ہوں گئے غمزدل پیش فراسیاب گذر آن جھون سے باکر و فر کہ جلدی کو مت کام فرادرا لکھا یہ کہ ای شاہ کشور کشا	ملکہ ادہ کے قتل کا قصد تھا کہ یا حضرت ایزد ذوالجلال ادھ بھر ہوا عازم فراسیاب بد اندیش ترکان نخت شکار سے کھینچ کر بلخ تک لے بی بار مجھے بھیجے سے فراسیاب زبردستے بچھ سے وہ ایچوان یہ بہتر ہو میں آب لکیر سیاہ یہ لشکر بھی اپنا ہی جنگ زما کہ ہمراہ شہزادہ نامدار ملکہ ادہ اور بندہ کافی جہان وہ شہزادہ اور ستم نامور ہوئی فوج ایران جو گرم ستیر یہ لشکر بلخ پہنچا شتاب بہم متفق ہوئے پھر بید رنگ ہوئی رزم کی بھر نہ تاقیان ہوا بلخ میں دخل شہزادہ کا سہدار توران ہو روز خواہ تو کھ شاہ کو نامہ ای نامدار گیا حاکم بلخ کھا کر شکست	یہ تدبیر تھی اسکو صلح و مسا شانی کینہ یان سے تجھ کو ہلاک یہ سن کر جہاندار عالی جناب نہیں عہد و پیمان یہ ستوار کردن بکوارہ و قتل خواہ کردن چاہے شکو تباہ خراب قوی جنگ میں سکے سبیل ان بد اندیشے جاگے ہوں رخوہ سد فوج توران پہ غالب ہا مجھے کیجی رخصت ای شہزادہ پے جنگ تہ کان نخت نشان دایر چھی ہو بچا در باخ پر تو سرائے نی و پین اہ گزینہ سپہ لیکے داماد فراسیاب تھے شاہزادہ خواہان جنگ تو ناچار گر شیوز دتاریان یہ شہزادہ نے پھر ارادہ کیا کرے اسکے لشکر کو کیسر تباہ وہ کچھ لکھے جو تجھے شہزادہ اور اپنا ہوا بلخ میں بند و بست
---	--	---	---

<p>یہ کجی نے تب گذارش کیا مری بات کا تجھ کو باور نہ تھا بہت اپنے دلمین پشیمان ہوا کہا اُنکے طالع میں کر کے نظر لگے غور کرنے وہ شام و سحر عیان سرسبز پیش شاہ زین تہن سب ڈرتے ہیں خیر خواہ سنو اور قتل اہل خطا شہ ناسور سے یہ کہنے لگی</p>	<p>جب اُس نے پوچھا حقیقت کیا یہ سودا یہ نے سُن کے شہ کو شہنشاہ خاموش حیران ہوا دکھائے اُنھیں ہر در درہ سپر وہیں طالع و بخت کو دیکھ کر کیا راز نہان ناپاک زن وہ بولی کراہ شاہ جو شہ ناس سیاوش کو واجب دینی مزا بداندیش از بسکہ سودا یہ تھی</p>	<p>لگا شاد حیرت کرنے نگاہ کہ سمجھو اُس نے کیا تھا مجھے کہ کیا کام اُس نے کیا ہر غضب طلب اہل تنجیم کو دان کیا خبر از نہان سے اب مجھے یہ تخم کیاں سے نہیں نہار تو سودا یہ جا کے شہ نے کہا نہیں انکی کچھ بات پر اعتبار کہ بچارہ شہزادہ تھا بے گناہ</p>	<p>وہ کھٹکتے ہیں لیکن پیش شاہ بہنچے ساوش کے ہیں تخم سے دو نعل دیکھا سیاوش کا اب وہیں ٹھہر کے فی الفو باہر گیا یہ ظاہر کر کے ہیں تخم سے کہا بعد یک مہفتہ اس شہزادہ جو آخر شناسوں نے ظاہر کیا نہیں است گفتار یہ زینہار رہا سُن کے خاموش کا بس شاہ</p>
--	---	---	---



کہ تیرا معاون ہی پر دروگار حضور شہنشاہ جو رستم گیا یہ پھر رستم پہلوان نے کہا تو تن کے آزر وہ ہو کر کہا کہا کچھ نال تو تھے رنگ	ظفر مند ہو گا تو ایسا شہر یار کیا اجڑا سب بیان صلح کا کہ جو جنگ سے صلح بہتر تھا کہ حاضر رہو نگاہ میں باخبر وہا نہ کچھو ذرا ہو جو گرم جنگ	بستر ہو گی افواج افراسیاب لگا کئے تب بادشاہ جهان کہا شہنشاہ تم غدر کرتے ہو گر روانہ کیا طوس کو پھر تاب سیاوش کو بھر ایک نامہ لکھا	وہ ہو گا گرفتار سلج و عذاب نہیں صلح منظور ای پہلوان تو میں اور کو بھیجتا ہوں آدھ جہاندار نے کئے افراسیاب کہ تو راہیوں کو تو یان لیکے آ
---	--	---	--

آزر وہ کشید بادشاہ زادہ سیاوش از کیا کوشن متن نزد افراسیاب پیشل مدن و بے ظلم وضع
و دادن دختر خود و ملک بخشیدن بشاہ زادہ سیاوش

پڑھا شہ کا نام سیاوش ہے جب دیاسے پانچ کہ بہتر یہ ہے گرے قتل ہر اک کو ہی یقین سو ا کے سودا یہ ہو گئے جو نظر آئے جب یہ گزند و ضرر نیکو بہت ہو کے اندوہ میں سمجھ اے ملک زادہ نام جو تو بہتر ہو اس کے کیل بہادر لکھا یوں کہ ای ضرر و نامور مرا عہد و بیان ہے ہتھوار غرض کچھ نہیں شاہ کا ورس نہ ہو چکے جہان ہاتھ کا ورس تھکائے عزیزان خویشان کو گر کچھ سمجھ عہد و بیان میں حبت کہان طوس کو تباہی دیکھے تو میں نے کیا تنجو کا پناہ پس جو تو جا ہے تنجو وہ ظلم و ن یہ نام پڑھا شہ زادہ نے طب کرون غرض کیا ہی یہ تھکے عیا یہ جاہا کہ تنجو کرے تو ملاک لیا آخر آتش میں یہ خاکسار	ہو ادل پریشان آزر دے تب کہ لا و بجا حکم کا ورس کے کہ دلیں بھر اسکے غضب و کین مری شمشیر چو وہ رشت جو تو پھر جاؤں کیونکر حضور پر یہ گور زو بہرام ہوئے وین کہ ہرگز نہیں اعتماد دے رہوں میں حضور پر خوار و زار مرا باپے انہی نہیں صلح پر اگر سر بھی جائے تو ہانی نہار نہیں جو تنجے کام کچھ طوس رہوں میں سے وان میں طبع و سا کیا میں نے رخصت و عیش و طر تے ساتھ جو صلح میری دست کہ ہواں کہ مجھ سے اب ہم خبر محبت کروں میں بطور پدر زور گنج و اورنگ ہیسم دون ہو جانے غم کے آزار و تب کہ پہلے تو ای شاہ کشور تان خدا کا نہ ہرگز کیا خوف پاک ولیکن بالطاف پروردگار	سران سپہ کو بلا کر کس وہ بولا کہ خوشان افراسیاب مے عہد و بیان کا پھر اعتبار خدا جائے کیا ظالم نہاں یہ دلیں میں بیان چھوڑ کر سپاہ نہیں مصلحت یہ قرین صواب بادشاہ زادے نے پھر یہ جواب یہ تنکو دہیں ایک نامہ لکھا عوض میں بھیجا آدھ طوس کو نہ پھر نہیں ہر عہد بیان کا گاہ یہ جو قتل نہ رہے رخ برین بتا دیجئے کوئی ایسا مکان کیا پڑھے کے حیرت میں افراسیاب مے وہ ہی کہنے جو کا ورس سے جو منظور رکھ کر تو پاس وفا کرون بلکہ فرمانبری و دوست تنجے بعد کا ورس بیدا کر وین عزم تو ان صمیم کیا کیا متم تنجو سودا یہ گئے ستارہ ششاسون نے جو کچھ کہا سلامت رہا کچھ نہ ہو چکا ضرر	کہو جو کچھ مصلحت استہ کیا جو دان مآدین تو شاہ العجب نکوئی کر گیا ہیان زینہار مے سر پہ لائے بلا کی بار پہدار تو ران کی لون پناہ کہ یہ خواہ تیر ہی افراسیاب کے کر مجھے قتل افراسیاب سوشادہ توران روانہ کیا کہ ہو تم سے اب ان کے رنجو رکھوں راہ و رسم مروت نگاہ کہیں رجا کو مویں سکون کہ جا کر رو نہیں قامت بان لکھا اسنے نامہ کا پھر یہ جواب وہی جنگ پر خاشاک طوس سے ہو امیری خاطر پدر سے جدا تو آشوق سے یان بفرط طرب کرون ملک ایران کا میں تاجور اور انکا مہا ورس کو یوں لکھا کیا یہ غضب تنجو سودا یہ گئے وہ زینہار تو نے نہ باور کیا کیا بلج کو فخر یان آن کر
---	--	---	---

گزر جاؤں جیو کسے گر حکم ہو
اگر وہ نہ جیو نہ سے آیا ادھر
سپہدار توران کے ہون زم جو
تو مر گز ادھر کا ارادہ نہ کر
لکھا شاہ کاؤس نے یہ جواب
سیاوش بفرمان شاہ جہان
کہ جو سخت پیکار افراسیاب
ہو بلخ میں پھر تو تھک کنا

آمدن گر شیوز داماد افراسیاب باہدایانزد سیاوش بدخوش آزدگی کاؤس طلبت و ش

جہان تھا سپہدار تو ان بلان
گیا خواب میں شب کو افراسیاب
یہ پوچھا کہ اے سرور نامور
یہ کہنے لگا اُس سے افراسیاب
نمایان ہوا امین ایک بار
کیا میرے لشکر کو آئے ہلاک
جو ان ایسا رخِ خورشید ماہ
ہو امین از بسکہ اس وقت درد
نہ دہین ذرا خوش اندیشہ کر
طلبت سے دانشورون کو کیا
وے ایک نے عہد و پیمان کیا
دگر نہ خرابی تھے سے نظر
روان پھر کیا شے نے داماد کو
گیا جبکہ گر شیوز نام جو
سیاوش ہوا دیکھ کر شادمان
اٹھا وہیں داماد افراسیاب
ہوا آشتی خواہ افراسیاب
وے سخت سکا رہے بد نہاد
جنہیں ہم کہیں وہ آوین بیان
ہمین اس طرح صلح منظور ہو
یہ احوال کھائے قاصدِ تلخ
بخارا و خوارزم اور چلچ بھی
تہمتن نے جکایا نام تھا
لکھا صلح کا شے کو احوال سب
اُسے ہول سے جبکہ ہوش چھوٹا

گئے جبے ہر شیوز و تازیان
تو ناگاہ آیا نظر ایک نے اب
سجھے خواب میں اب بڑا کی نظر
کہ اس وقت دیکھا ہونے یہ خواب
ہو ارنج سے ایران کے آئینکا
لما ابراک کو تہ خونِ خاک
وہ بیٹھا تھا نزد یکاؤس شاہ
خروشان ہوا پھر مین و نکیر
میر سجھے ہوگی فتح و ظفر
مفصل کہا ماجرا خواب کا
سپہدار توران کے پھر یون کہا
مبادا کہ ہو جائے نزع دگر
سو بادشہ زادہ نام جو
سیاوش اٹھا وہیں تعظیم کو
پھر اک بزم آراستہ کی ہان
تہمتن نے شکر دیا یہ جواب
ہوا چلے سرگرم آرام خواب
نہین اُسکے کچھ قول پر اعتماد
برسم دگریان ہین جاوردان
دگر تہ رہ آشتی دور رہے
روانہ کیا پیش افراسیاب
سمرقند و خیال کے تھے سمی
روانہ پیش شہزادہ انکو کیا
کئے تجھے توران کے ارسال
بہت دہین اُسکے ہوش چھوٹا

گذارش کیا نے احوال جنگ
ہوا ہول سے اُسکے گرم نفعان
جو کیا رنگی تو خروشان ہوا
کہ ان دشت میں کیڑوں کا پ ہین
وہیں باد صحر ہویدا ہوئی
کچھ دگر کچھ لے گئے مردمان
اٹھا وہیں دگر پیکر آئے تیغ
لگا کہنے داماد افراسیاب
یہ تعبیر اُسکے نہ آئی پسند
ہوئے تھکے خاموش دانشوران
کہ ہرگز نہ کر قصد پیکار تو
پتہ آئی گفتار اختر شناس
فقط نامہ کے حوالے نہ تھا
وہ تحفہ دیا اور نامہ دیا
ہوئے محفلِ رابعیش و طرب
کہ بدخواہ عاجز ہوا جبکال
سیاوش نے رستم سے پھر یون کہا
زرتادہ کو دیکھے یہ جواب
تعلق میں ایران کے جو کچھ کہ ہو
سحر کو جو گر شیوز آیا وہان
کیا شاہ توران کے سب کچھ قبول
عزیزانِ خوشان و فرخ تہاد
ہوا شاد شہزادہ نامدار
سُنی تھی خبر شاہ نے پیشتر
سوا اُسکے اختر شناس نے بھی

یہ شکر اڑا اُسکے چہرہ کا رنگ
استاجب تو گر شیوز آیا وہان
ہر لسان ہوا دل پریشان ہوا
مری فوج بھی ہر وہان و زمین
پھر صیحت کہ فوج پیدا ہوئی
شہنشاہ کاؤس بھی تھا جہان
کیا چاک پہلو مرے دستِ دفع
کہ برعکس ہوئی جو تعبیر خواب
گیا دل سے ہرگز نہ خوف و گزند
کہ تھا امین ہر ایک خوشن
سیاوش اے شاہ ہر صلح جو
عطائی اُسے نعمت کی قیاس
تخالف بھی انواع وہ لے گیا
پے آشتی اُسے کی التماس
گئی الغرض جب گد نصیب
کیا آشتی کا تہ سے سوال
کہ اے پہلوان مصمت اب ہو کیا
کہ گردانِ خوشان افراسیاب
کہ اُس سے بھی بے ست بردا ہو
کیا اُسے مرکزِ خاطر عیان
ہوئی آزدی ولی سبھول
دلبران گردانِ عالی نژاد
تہمتن کو بھیجا سو شہریار
کہ بدخواہ کو خواب آیا نظر
کہا شاہ کاؤس تھا یہی

فرنگیش کی ان نے سونپا لے کیا کتھا رسم و آئین سے کہ جب کانہیں ہوئے ان بیان مستی جبکہ کاؤس نے یہ خبر ہوا یہ کچھ جدائی کا درد سہارا تو ان سے یہ فاش کا	ہوا خواہ دھڑکا کھجوا سے فرنگیش کو ساتھ نہ لے کے سو اسکے موکر بہت شادمان کہ وہ یاد نہ زادہ نامور کہ ہر دم لگا کھینچنے آہ سرد ارادہ جو کاؤس کے دین تھا	رہا سٹا جتن خانہ وان دروعلی اسبان فیلان ز دیا شہ نے اسکو دیا رختن گیا بلخ سے پیش افراسیاب خفا ہو کے شہ سے موسیتان رکھا شہ نے موقوف اور طوس کو	بھٹکتا جاہ و توقیر شان ہمیز اسکو وان سے ملا سٹھ کی لطف سے شہر یا ختن ہوا شہ کے دلو کا اضطراب روانہ ہوا رستم ہلو ان لکھا یوں کہ پھر تو ای نام جو
--	---	--	--

رفتہ رخشا ہزادہ سیاوش طرف ختن و باعث ناموافقت آب ہماروانہ شدن طرف
دریائے گنگ تیار نمودن قلعه سنگین و دیگر مکانات رفیع و دلپسند و حسد بردن گرشیز
دادا دافراسیاب و ورغلانیش افراسیاب را و کشتہ شدن سیاوش از دست

افراسیاب

سیاوش ملک ادہ نام جو فرنگیش کو لیکے بافروشان معین کے آدمی جا بجا ب گنگ اک جاے دھپت تھی بنایا وہاں ایک حصن حسین ہر اک جاتھے انولع نقش و نگار سہدار کاؤس عالی جناب لکھی سکی صولت بخوبی بان سو اسکے بھیجا بہت ال کج سیاوش ملکہ زادہ اسوٹے سہدار توران ہوا شاد کام حضور سیاوش روانہ کیا سیاوش سے رکھتا تھا وہ غرضین وے کینہ سینہ میں پوشیدہ تھا بہت ساتھ اسکے مدار کا تو پھر دلیں اسکے ہوئی اور کہ تو ظاہر کیا یوں کہ تو ماجدار دماغ کا تخت سے بکر بھرا	گیا سے شہر ختن شادمان کہ پڑے جان خوبا نے ہوا ملکہ زادہ کو آئے دی آگہی حضور اسکے تھا بہت چرخ پر بھڑنگ ان جلوہ گر تھی بنا پشنگ و سپہدار افراسیاب بنا ہر مکان غیرت گلستان حضور ملکہ زادہ بے درد و رنج گیا چھوڑا تھا اپنے گھر سے رکھا پھر خوشی سے خود کا نام تحائف بہت بھیجے اسکے سو یہ چاہے تھا کجخت بیدار دین نظارہ تھا ملاح شہزادے کا نہ آیا وہ در تک وے پیشوا زیادہ ہوا در کین و حسد سیاوش غافل نہ ہو زنیار نہ کی میری تعلیم آئے ذرا	ہوا جبکہ رونق فراتے ختن خبر دو کہ مسکن گزینے کے ہو کہ چو اک مکان مثل باغ خجان بنائے درون ہمار ملتد کیو مرث و جمشید فرخ نہاد زبان ہم رستم و سام زوال مستی شاہ توران نے جیت خبر پری چہرہ گلشہر رنگ چین ہوا ان نون سے پیدا سپر دہر طیفل کے ہاتھ کو زعفران گیاے کے گرشیز نامدار کہ شہزادہ رہوے نیشان سے گیا تنیت نامہ لیکے جب بزرگی و خردی کا آداب ان وہ خصت ہونا مکہ لیکر جوا نہیں سیاوش جو تھا پیشہ فراہم بہت کی ایک سنہا	مخص سہدار توران سے ہو نہر کو خوش آئی ہوئے ختن آرام عیش و طرب ان ہون ملکہ زادہ نے کی سکونت ہانی مکانہاے دھپت خاطر پسند فریدون منوچہر اور کیکاہد یہ جتنے تھے گروان مضمی حال تو بھیجے وہاں اور اہل ہنر کہ تھی ملہ وقت عز و مہن کہ تھا حسن میں فک شمس و قمر لگا اور سنجہ کا اسکے نشان بکرم سہدار توران دیار نکل جائے اقلیم توران سے ہوا شہزادہ قرین طرب نہ لایا سجادہ ثریا نشان گیا یا نہ جب پیش افراسیاب بیان کیا کروں انکسین کو فر وہ کھے ہو دلیں خیال تباہ
--	--	---	--

سپہدار توران کو کاغذ
عوض ہر کے تو ہو گئیں
جو ہر نوشتہ اپنی وہ ہو گیا
طلب کر کے بولا وہ خوشی
یہ لکھ ملک زادہ نامدار
یہ نزدیک تر شہر کے جب گیا
کیا کیسے آراستہ شہر کو
سیاوش سے بولا فریاد
سپہدار نے پھر یامین فیک
تواضع مدارا و تقسیم کی
تو ہر نور پور شہر کی قبا
مسیر تھانہ کلسا مان ہوا
مچھکا گرداب سے سر نکسا
کوئی نامدار اکٹھا نہ کیا
بہت تجھ پہ ہر مہربانی شاہ
تو ہو گتھا ای ملک زادہ اب
کہ مہر سے جب جے سے عدم
جو دلیہ نے شہزادہ یون کیا
اسے ویسے بادل چھٹا
لگا پتے ساتھ اس کے دل لٹا
فرغیش ہر دخت افراسیاب
سیاوش یہ بولا کہ اب کیا گیا
طلب کے پھر موبد خاں شاہ
عجب کیا جو نے اپنی دھڑلے
حضور سیاوش پھر آیا دین
تری ہوا جازت تو اے دلربا
یہ بہتر ہی ہم کو بھی اے نام جو
یہ لکھ خوشی کے وہ مگر وشتاب
ہوئی جا کے گلشنہ خدمت کنان

زروا نسر و ملک سے لیا
تو قلع مجھے تجھ سے اب کچھ نہیں
مٹے کب لکھا کلک تقدیر کا
کہ یہ کشور ملک بلخ و سیاہ
روانہ ہوا ایک نہ صد سوار
خوشی سے وہ آیا دین میں
یامین دل خواہ و طرز نکو
تجھے دیکھ کر مین ہوا کامیاب
کیا جتن فتنانہ تر تباہ ایک
برسم پسندیدہ تکریم کی
جو انمرد و دانا و فرخ نداد
کہ تجھ سا ملک زادہ ہمان ہوا
ہوا وہ پرستندہ شہر یار
سیاوش نے اک ڈرائے کہا
و فرحبت ہر شام و بنگاہ
بہر کر بعض طرب و زو شب
تو ہوا شاہ ایران بہ جاہ و شہر
تو اسے خوشی سے پذیر کیا
کیا ساتھ شہزادہ کے گتھا
نہ کرتا تھا کدوس کو گاہے یاد
کہ چلے نہ جسکے حصو آفتاب
دگر بار ساتھ اس کے ہون گتھا
لگا کھنے اس سے وہ خوشی جاہ
کہ ہر سب سے رتبہ تو برتر تھے
وہ مزوہ خوشی سے سنایا دین
فرغیش کے ساتھ ہون گتھا
کہ تو شاہ توران کا داماد ہو
سو خاندان شاہ افراسیاب
ہوا اس ہر ایک دان و دان

بخوبی بیان آشتی ہر ہم
ہوا سخت ناچار و مجبور آہ
وہ نامہ سو خسر و نام جو
تھے اچانک ہر طوس کے جب
وہ دریا سے جوئے گداز تھا
ادھر شاہ اور شاہزادہ دھر
در شہر سے تاد شہر یار
کیا تو نے توران کو گلستان
دخ بر لب و شاہ و جام می
ملک زادہ کا پھر موم و مایع خوان
بکورو خوش خلق و پاکیزہ خو
تھی جب یہ گفتا لطف کر
غرض و زو شب پیش گتی بنا
کہ تو ہر دل جان افراسیاب
ہی اسے مقرون لے زمین
لفضل خدا بعد کا دس شاہ
بیان ہے نزدیک ایران میں
حریرہ کی بھی دختر گلزار
جو دیکھا رخ دلبر سیمبر
کسی سیاوش سے پھر یہ کہا
تو ہوتا اگر اس دخت کا خوش نگاہ
یہ ہر رسم شاہان عالی وقار
کہ مصروف ہے خسر و نامور
کہا جا کے موبد سلطان کے پاس
ہوا شاد شہزادہ نامور
دیا سن گلشنہ نے یہ جواب
لسان کیران میں لیل نہار
گئی ایک اسباب شادی تمام
پھر اپنی طرف سے ہر اسباب

لے تو دراضی ہوا ہر قسم
سو فائدہ خسر لیتا ہوں آہ
روان کر چکا جب تو ہر ہم
تو کر دیکھو اسکو قنویض سب
کیا الغرض سے افراسیاب
پیدا ہے دور سے دیکھ کر
ہوا سر بہ شہزادہ کے رزنا
ہوئی تھی لیسے رونق بیان
میتا تھی عشرت کی ہر ایک شہر
کہ تجھ سے مفر ہو تو اچان
حقائق شنو عاقل و بہت گو
ہوا شاد شہزادہ جم خسر
فزون تھا سیاوش کا اغوا
ہوا جسے ممان افراسیاب
کہ اس شہر میں کے مسکن گزین
تو ہر وارث تخت تلخ کلام
نہ زہار جبار و زو شباب میں
کہ گل شہر تھا نام رشک بہار
ہوا خوش ملک دادہ نامور
کہ ساتھ اور کے کیون ہو گتھا
تو دیتا خوشی سے مجھے شہر یار
کہ زن چاہیے شوق سے عین کار
مری پرورش میں مثال پدر
پدر کیا شہ نے یہ التماس
کہا جا کے گلشنہ سے یون اگر
اگر اضی ہون میں کیجئے اعتبار
فرغیش کی ہو گئی خدمت گزار
فرغیش کی ان ہوئی شاد کام
بعد شادمانی و عیش و طرب

<p>میں نے اپنے ساتھ اور وہ تار اُسے دیکھ کر سو تو شاد کام ہوا کہ زخمیر تینے و خزانگ سپہ سالار تو رانے پھر یوں کہا تو بس جان کو اپنی تے آئیگا سیاوش نے اے نامور بے خطا سیاوش کو بس لینگے لکر اسیر انہیں چاہیے غلبدی و شہر کہ تھے یک فلم غیرت گلستان لگی کہنے یوں بادل ردناک ستم بے خطا پر رکھا کیوں و</p>	<p>سواران جنگ زما یک نام تو کھینچ اس طفل کا رکھ نام ہوا بس یوں گرم بازو جنگ سیاوش کو بے سپہ آخ کیا سیاوش کے نزدیک جو جا رہا سپہ نے کیا رحم و یوں کہا ہجوم آخرش لاکے مرد دلیر کہ شہزادہ کے قتل میں نہ تھا ہوا دیکھ حیران سارے منان خروشان گریان تن چاک چاک کیا قصد کیوں سکے اب قتل</p>	<p>سلامتی لجا غرض جان کو کہ پیدا سپر گرموا و سیتن مقابل سیاوش کے پہونچا تھا رہا ایک تن بھی زندہ دہان دلیری مردانگی میں جو فرد کرے تیر کا مسکو آماجگاہ مگر زندہ اس کو کپڑے لے تو یوں پہلوان سلیم نے کہا مکان پر سیاوش نے آیا قبا پر گندہ غیسو و خستہ جگر سیاوش تے پاس لایا نہ</p>	<p>مجھے چھوڑ کر ان وائے تو روانہ ہوا اور کما یہ سخن یہ سکر خبر شاہ افراسیاب جسے سر بسر قتل پر انیان شجاع و دلیر و قوی و دلیر یہی تے جو کہ کسیر سپاہ جلا قتل پانچ کس لیے کیجئے تو پھر قتل کا حکم شہ نے دیا روان ہو کے پھر وائے افراسیاب فرنگیش آئی حضور پیر کہ ایران سے آئے اے بادشاہ</p>
--	---	--	--



اطاعت کے سیریں مل سکواں
 سمجھناے باطل کو افراسیاب
 لگا کہنے یونہی شاہ توران میں
 مناسب یہ جو اور بہتر نہ ہو
 کہ دیکھا سیاوش نے تورانی یا
 یہ جو مصلحت اور شیرازہ بند
 یمن کر لگا کہنے افراسیاب
 سیاوش کو نام نہ یا بھلے جب
 یمن کردہ گرشیز بد نہاد
 فریب سے اس طرح وہ تین کیا
 وہ چپ چور یا پیر یا پست دیا
 سیاوش کو اسے دیا یہ جواب
 نہیں جا بہتازیر مرغ بند
 نہیں ہر گمان یہ مجھے رہنا
 کیا کس طرح اسکو شہ نے ہلاک
 ارادہ یہ اسے مصمم کیا
 وہ بولا کہ ہوں برسر راستی
 نہ کہ جہل اب تو ہر گرشیزار
 مصلحت ہو کہ جاؤں نہان
 غرض رفتہ رفتہ یہ پایا قرار
 کہ امرو مور بادشاہ جهان
 نور بھی شفا ہو تو چشم و سر
 حضور شاہ تہران و بار
 ذلیل سے بھگو کیا ہے سخت
 کہا یوں کہ ہر گز نہ جاؤں نہان
 گیا اس طرف شاہ لیکر سیاہ
 ہوئی بہت نزدیک کے تمام
 فرنگیش کے گریان ہوئی
 کہا اسے صل تو میرا ہوا

یہی سوچتا ہر وہ ہر صبح و شام
 سمجھ اور کھائیں میں توج و تاب
 کروں اسکو ضائع یا نرم نہیں
 کہ بھجور اسے شیر کاوس کے
 اسے حوالان کا ہوا آشکار
 کہ کہنے سیاوش کو اب کے بند
 کہ شیرین ساوش تو ہر جانتا اب
 کہا پڑھ کے اسے یہ با صطرب
 یہ سوچا کہ گریہ گرامی نژاد
 یہ شہزادہ نامور سے کہا
 قسم کے شہزادہ نے بھی کہا
 کہ ہر گز گمان افراسیاب
 کہ ہوئے تری جان کو کچھ گزند
 کہ بھجور کہے کچھ ستم شہریار
 ہر اکا نہ ہر گز کیا غوث باک
 کہ کہنے مجھے زیر تیغ جفا
 غلط شاہ سے ہر گمان بدی
 دہن میں بلا کے نہ جا رہنار
 بجا لاؤں فرمان شاہ جهان
 کہ ہان لکھیے غدارانیکہ ایکبار
 یہی رز و ہر کہ حاضر ہوئی ان
 قدم پر حاصل کروں ان کر
 جو ہو چکا تو بولا کہ اے شہریار
 کہ یہی ہو گیا مجھے زیر تخت
 جو چاہے کہے بادشاہ گمان
 کہ تا شہزادہ سے ہو کہ نہ خواہ
 لگا کہنے شہزادہ ذوالکرام
 کہا ان کے اخطا پر نے ان ہوئی
 فرنگیش سے تہ تاب ہوا چو

کرے ملک تو ان میں پر پافا
 وہیں اپنے دین یا یا خیال
 مینہ ہو کوئی لاش اپنے حضور
 تھی جب یہ گفتار افراسیاب
 تھیں کہ رستم کو لاوے بیان
 ہانے سے اسکو طلب کیجئے
 دلا سائے دیکے اب لا بیان
 کہ پیش شہنشاہ والا جناب
 روانہ ہو پہنچے شابی نہان
 کہ جانا مناسب نہیں اب ہان
 زبان کہ سخن کو ذرا لایے
 تو ہر اک ملک زادہ یا تیز
 سیاوش نے منکر یہ پاسخ دیا
 یہ یمن کردہ بدکار کہنے لگا
 فراہم کیا تو نے لشکر جو یان
 کیا میں نے یہ از تجھ سے عیان
 لگا کہنے گرشیز بد نہاد
 سیاوش نے سو سو طرح سے کہا
 ولے اسے ہر بات کو رد کیا
 فریب عدد ہو گیا کا رگر
 ولکین فرنگیش رنجور ہے
 وہاگر شیوز مدبر و کسیر جو
 سیاوش ملک ادہ مغرور ہے
 نہ ہر گز پڑھا نامہ کو ایکبار
 سنی شاہ توران نے یہ بات جب
 سیاوش نے جہدم سنی یہ خبر
 کہ جاتا میں گرشیز افراسیاب
 سیاوش سے بولی کہ اے نامدار
 کہ اس رخ ماہر حل محکوم ہے

خبر دار اے شاہ والا نژاد
 کہ شہزاد کیوانے دیکھے نکال
 و غا ساتھ اسکے ہر دہش سے دور
 تو کجخت نے بھر دیا یہ جواب
 کہے ملک تیرے بہت بگڑاں
 نہ تاخیر کو راہ اب دیکھئے
 غرض یکے نامہ ہوا وہ دان
 سر و چشم سے جاؤنگا شتاب
 تو باطل مریات ہو گیاں
 وہ بولا کہ کس واسطے کہ بیان
 حقیقت ہو کیا مجھ سے فرمایے
 مری جان سے اور دل سے عزیز
 کہ سلطان نے داماد بھگو کیا
 کہ اغریث اسکا برادر جو تھا
 شہنشاہ توران ہوا بد گمان
 نے دین لینے تو گھوڑو نہان
 کہ اے نامدار اگر گرامی نژاد
 کہ سو اس ہر گز نہیں ہو روا
 کہ تھا دشمن جان وہ شہزادہ کا
 لکھا نامہ شہزادہ نے زود تر
 تو ناچار یہ بندہ مجبور ہے
 روانہ ہوا واسطے نامہ کو
 دماغ عکاس عرش سے دور ہے
 نہ میرا سخن کچھ ستارینہار
 ہوئی مشتعل آتش قہر تب
 تو گفتار گرشیز حسیلہ کر
 تو بیشک مجھے قتل کرتا شتاب
 گریزان ہوا اسے ایران یار
 کہ دنگ میں کونکر کھلا راہ طے

<p>کہ یہ آج مجھ کو ہویدا ہوا لگا کہنے وہ اعرشہ نام جو ہو اخوت اندیشہ رسد مجھے اور اپنے سرخاچے اس طفل کو عزیز اس نظر سے میں لایا نہیں سیاوش کو جسے کیا تھا ملاک سنی بات پیران دلیہ کی جب وہ پروردہ ہو کر بیاں بیچے کرین تربیت تاکہ شام و سحر سیاوش کے فرزند کو روان لیکن یہ پہنچی خبر اب مجھے مگر لوگ کہتے ہیں دیوانہ ہو دین پیش کچھ دزد و اکرام غرض بیگے دشمن کی طمان لگا پوچھنے اس سے کچھ شہ پار سنی گفتگو طفل کی کہنے جب جو کوئی بیاں میں پڑوہ ہو نہیں کچھ بدینہ کا سے در سیاوش کا جو ساختہ ہو مکان سنی جب یہ گفتار فرمایا فرنگیش جدم کہ پہنچی وہاں</p>	<p>فرنگیش کے پور پیدا ہوا بیابان میں پھنکوا دیا طفل کو کہ مصلحت کرے تو مبادا اسے کرے قتل اگر اعرشہ نام جو اسے لاکے جھکو دکھایا نہیں رہے تھا دل نا جو خوفناک رہا وہ سپہدار خاموش تب ہوا ورتجس کا بالطاف تب سکھائیں اسے الغرض سب بیابان میں الگ تھے تاکہ وہ کر اس شمشاد ایک بیابان اسے شعور و خرد سے وہ بیگانہ ہو یہ پیران دلیہ نے بھیجا پیام اسے بالباس شہانی وہاں وہ پاسخ لگا دینے دیوانہ دا سپہدار ہنس کر لگا کہنے تب نہ کو دن ہو کیوں اعرشہ نام جو نہیں کیونہ جونی کاہر گر خط عیان ہو فرمایا سیاوش وہاں تو پیران دلیہ نے ہنس کر شتاب تو دیوانہ پایا وہ شہر مکان فرنگیش دیکھ کر و مہجین</p>	<p>کیا اسے فرات رب یون کہا یہ ہنس کر لگا کہنے افراسیاب ہوا ایک تو ظلم یہ تجربہ آہ تو ایسا نہ ہو پھر کہ آدے بلا تیری بہتری چاہوں شام و گاہ وہ دیکھے تھا خواجہ یشاق ام نہ لایا زبان پر سخن کو ذرا تو پیران دلیہ نے بھیجے وہاں وہ پیران تھا شہ کا جو مختار کا نہ زندہ رہے کو دک شیر خوار خوشی سے اٹھا لیکھا اپنے گھر یہ پیران سے بولا پھر افراسیاب کہ دیوانہ بن کر تو بیان آئیو کیا تا جو رسد کو سلام کہنے جب کہا شہ نے کچھ طفل نے کچھ کہا کہ یہ طفل دیوانہ ہو بے گمان کہا شہ نے یہ طفل دیوانہ و جو چاہو تو بچا کے اس طفل کو یہ کہہ کر مسکن گزین جا کے ہو حوالہ کیا بس فرنگیش کے مگر زادہ کے مشہد پاک پر ہوئے اس کے سایہ میں مسکن گزین</p>	<p>کہ اس طفل کو اب سے پاس کہ بیان کیوں لایا دیا یہ جواب سیاوش کو کشتہ کیا بے گناہ تو ہو دے گرفتار قہر خدا کہ ہون میں ترابزہ نیک خواہ پر لگندہ خاطر تھا ہر صبح و شام نہ پوچھا پھر اس طفل کا ماجرا مہر مند دانا و کار آگمان لگا ایک دن کہنے اعرشہ پار نہ دن پر تیری ہو خونی نیا کیا اس کو پروردہ مثل سپر کہ دیکھو نہیں ہنسکو بلا و شتاب زبان پر پریشان سخن لائیو ہو اچھے سپہدار شرمندہ تب سوال دیتھا اور جواب دیتھا یہ بولا وہ پیران دلیہ کہ ہاں نہیں ہو کسی کام کا زمیندار فرنگیش کے اب حوالے کر دو دیکھے پاس ب اپنے فرزند کو کیا گھر سے پھر اپنے رخصت اسے جو دیکھا تو روئیدہ ہو اک شجر</p>
---	--	---	--

خبر یافتن شاہ علیچناب کی کاوس زر کشتہ شدن شہزادہ والا تبار سیاوش و طلبیدن
رستم ہیلوان از زابلستان و عمیت تہمتن با فوج گران برای انتقام سیاوش طرف توران و
جنگ با افراسیاب فتح یافتن ہفت سال در توران ماندن

<p>عشق شاہ کاوس نے چنجر کہ رستم گوزال سے لڑا</p>	<p>کہ ترکون نے کانا یا تو کل مر یہ سنتے ہی وہ حرم ہیلوان</p>	<p>ہوا ہنسے دلیہ رواند و مہجین روانہ موزابل سے آیا شتاب</p>	<p>کسی کو روانہ کیا پھر وہیں حضور جہاندار کیوان بجا</p>
--	--	---	---

نہ کر خستہ و خوار بجگو تو یان سمجھ بات کو اور ست کر وہ ہوئی گریزہ ارغیان شکستہ فرنگیش آخر ہوئی نا امید یہ کہنے لگی سو کے زار یکنان خدا جلنے کیا شہ پر آئی بلا مجھے باپ سے نہیں تھی امید غرض دوسرے روز اک پہلوان گیا ساتھ اسکے وہ گریکنان ولیر و جواہر دجیائے نام کیا سر کو اوختہ پھر شباب کہ پر سیا و شان اس گیکہ کا نام سہدار توران کوہ درودند شبابی فرنگیش کو باندھ کر جو حاضر تھے تن میں نام تو گیا اسکے پیران ویدہ شباب کہ مودعی یہ بات بس رہی فرنگیش خواہان فرہنمین یہ سن کر کہا شہ نے بجائے جوشہ نے کہا سویدر کیا ہوا فتنہ انگیز از روئے کین	بسے خدا بخش دے مسکے جان کہ نفرین کسے خلق تجھ پر مدام وے بر سر رحم آیا نہ شاہ ہوئی بس شب تیرہ روز سفید کہ آیا وطن چھوڑ کے تو یہاں جواب عہد و پیمان وہ پھر گیا کہ غم سے مین لرزان ہون نہید بکلم سپہدار آیا وہاں سیاوش ہوا پھر مناجات خوں کہ لے دشمنوں سے مرا انتقام بہ حکم سپہدار افراسیاب اٹھا تاہو سو اس عالم تمام لگی کرنے نفرین بیاگ بلند تو کہ ضرب شلاق اب اس قدر ہوے زمین نفرین کنان بر سر کہ تھا دایہ شاہ افراسیاب کہیں بھی نہ سرگزیدے ستور ہو طلبکار اور نگ پُر زہنمین تسے واسطے میں نے بختا اے فرنگیش کو اپنے گھر لے گیا سیاوش کی قصہ تھی کچھ نہیں	کہ دنیا کا ہرگز نہیں اعتبار ابھی رتم و زال بھی زندہ ہو نہ خاطر مین لایا ذرا مسکات حضور سیاوش گئی ماسرو رکھا شہ نے بجگو بیان پسر تسے خون پر ہائے باندھی کر خدا تیری شکل کو آسان کسے سیاوش کو میدان میں لگیا کہ پیدا کرے داوردادگر پھر اک پشت محافل لے کر رکھا زمین پر بہا خون سیاوش کا آہ فرنگیش گریان نالہ کنان وہ گریزہ وقت حاضر تھا وہاں کہ گرجے شکا محل بیگان نہ طاقت کھٹے تھا کوئی ناچو یہ بولا کہ لے سرور انجمن جو مٹی پر اپنی کرے یہ ستم سشنشہ کو جو پاس خاطر اگر تسے اس پیدا ہو جدم پسر ہوا شاہ پر ظاہر آخر یہ راز پشیمان ہوا خسرو نامدار	نہ دم کا بھر دسا ہر کچھ زنیہ سرخ ت قائم ہو کاؤس کے اٹھایا نہ خون سیاوش ہاتھ کہ دیدار آخر کی تھی آرزو اے تو نے سمجھا ہے پائے پد خدا کا نہ سرگزیدے کچھ خطر دل بد سگالان ہر بیان کسے سیاوش دے دل سلیم کا جلا مے تخم سے ایک خرخ پسر کیا تیغ کشتر زادہ کا سر خدا ہوئی خون رویدہ وان گناہ سیاوش کے مشہد برائی وان سپہدار اسے یہ بولا کہ ہاں نہ تخم سیاوش کا رہوے نشان کہ مانع ہوں اس مرے شاہ کو روا رکھنے اندلے پجراہ زن کہے خلق نفرین اسے ویدہ تو بھیجے فرنگیش کو میرے گھر تو لانا مے پاس اعوامور کہ بد بخت گریزہ ز کینہ ساز گرا شہ کی نظر وں وہ ناجار
--	---	--	---

ولادت کیخسرو از بطن فرنگیش و خواب پریشان دیدن افراسیاب

فرنگیش پجاری خستہ جگر رکھا نام کیخسرو اس طفل کا نہ لایا غرض پیش افراسیاب یہ شمع اک شخص آیا وہاں کہ پیدا ہو خواہے زود تر ہوا خوں پیدا جو دیکھا نہ آ	اسے تھی بارام پیران کے گھر پھر اندیشہ پیران نے زمین کیا بیابان میں کہ وہ کو بھیجا تھا سیاوش و ذوال کے دوان شقادت یہ ایام کے کہ نظر اٹھا کا پنا شاہ افراسیاب	جو نو ماہ گزے تو پھر ایک پسر کہ لجاؤن گریزہ شاہ جهان ادھر خواب میں تھے توران جوہر یہ ہاتھ میں تیغ الماس کار شب جشن ہو اور وز طرب طلب نے پیران کو وہ مین کیا	تو لہو حسن میں شکستہ تو ضائع کرے طفل کو بیگان نظر آئی یہ واردات عجب یہ کتاہو دہ سرور نامدار کہ پیدا ہوا شاہ کیخسرو اب جو حاضر ہوا وہ تو اس کے کما
---	--	--	--

یہ بولا تو کرتا تھا جسکو طلب
تہمتن سے کھنے لگا سلیم
تہمتن یہ بولا کہ زیر فلک
یہ لکھ ہوا ترک سے گرم کین
کہا دلمین رستم نے ایسا سوا
کمر بند میں سلیم کے وہین
سر خاک بدخواہ کو ڈال کر
اسے جتن اب خست تاج و سر
سیاوش کی جان پر کیا دغا
نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا
کہ اے نامدار ان توران دیار
سپہدار نے پھر مکر کہا
اُسے جبکہ رستم نے مانند گاہ
ہمارا ہوا ب قتل منظور اگر
مے پچھے ہو گاہ یہ زہنار
کیا آپا چار پھر قصد جنگ
تو اب مجھ سے ہوا کہ ہم مرد
یہ لکھ گیا تھے میدان شباب
سپہدار نے نیزہ آگن کر
یہ جا ہے تھا پھر رستم ارجمند
تہمتن نے مارا جو نیزہ شتاب
غرض ترکے رخس کو زد تو
لگی ہاتھ فرصت تو افراسیاب
دلیری سے پھر رستم ہیلوان
وہین لشکر رستم نامور
سفر سنگن ان افرادلے مان
ہوئی فوج رستم ظفر اب جب
روا نیکی کے ہیں مردان
وہ آیا تو پر ان کے شہنے کہا

وہ رستم بھی آما خبر دار اب
یہ ہو شرط مری کہ تم اور ہم
نہ جا ہی بھی پہنچے گر کو ملک
اور اس ترکے تیغ ماری ہین
نہ ترکوں سے دیکھا کبھی نہ تھا
کیا بند نیزہ کو از مے کین
خروشان ہوا رستم نامور
کہ مصلحت ہو بہت دلپذیر
اب و روئے تو کیا کر بکا دغا
کہ کیسے سپہ کار بون دل ہوا
کہو کو نسا آج جنگی سوار
سر ان سپہ نے یہ پاسخ دیا
اٹھا زین پھینکا تھے قلب گاہ
تو پھر گھما کوئی نہ زہنار سر
جو اسل زد ہا سے کرین کرازا
گیا تھے میدان غرض بیکرا
یہ مسکر ہوا غندہ زن شیر مرد
مقابل ہوا اسکے افراسیاب
جو مارا سر رستم نامور
کمر بند میں کر کے نیزے کو بند
لگا بر سر اسپ افراسیاب
دلیری سے مارا جو گز ان کر
سوار اور گھوڑے پہ ہو کر شتاب
ہوا تھے ہومان جو حملہ کتان
تہمتن کے شامل ہو آں کر
گئی فوج ایلان تعاقب کتان
ہوا شاہ توران کو اندیشہ تب
کہ تا شاہزادہ کو لے آوین یا
کہان کھٹے گئے یہ پاسخ دیا

یہ نکر وہین عطفت کر کے کھٹا
کرین جنگ میدان میں زہنیا
کہا پھر بد و لون پھر جاؤ تم
ٹھکستہ ہوئی لگ کے بغیر
یہ جڑ لا اور چالا لکست
اٹھا کر گئے زین جون برگ گاہ
کہا یون کہ اے شاہ توران دیار
بامید خست زرو ملک گنج
یہ لکھ سغندے دشوار سخت
سر جریخ روز و گر آفتاب
مقابل تہمتن کے ہو دیکھا وان
کہ تھا سلیم اکیل نامدار
کے تاب پھر کون ایسا ہر مرد
ہیان ہاتھ سے اپنے ہر ایک کو
کہا ہیلوانوں نے جت سخن
کہا شاہ نے دان ببا نگ بلند
کہا جگے لوٹا ہ توران اب
ہوئی بارش تیر پہلے وہان
تو جا پہنچی چرم کمر کتان
زمین سے سپہدار کو لے اٹھا
یہ بیتابی ہدم ہوئی اس کو
ہوا رخس اس ضربے درخند
گریزان ہوا چھوڑ میدان کو
تو ہومان لی دانے راہ قرار
نہ تو را نیوین ہی تاب جنگ
غرض اس طرح ترک کشتہ ہوے
کہ شہزادہ بخسرونا محبوب
گئے لوگ اہ اسکولائے ختاب
رکھو اسکو دریائے چین کے پھر

وہ آیا سوے رستم ہیلوان
نہ ٹھہری جان لے دو لون ہوا
تو قعت نہ اب ریمان لاؤ تم
ہوا ایک پرور و رستم کا سر
تو انا و پر زور جون سلست
گیا جانب طلب توران سپاہ
یہ ہیلوان باشکوہ وقار
یلان کو تو کرتا ہر پال رنج
پھر اوانے وہ گرد فیروز سخت
جو نکلا تو بولا یل فراسیاب
بے شکے خاموش سب ہیلوان
تو انا و پر زور جنگی سوار
کرے جو تہمتن سے جا کر بند
تو کر قتل اے خسرو نامور
تو غلین ہوا سرور انجن
کہ اے ہیلوان رستم ارجمند
سیاوش کا کینہ باطاف رہا
لگی چلنے باہم سان بعد از ان
رہا خیر سے لیک جسم جوان
وہین ایک جانب سے ہومان گیا
کہ بس گر پڑا وہ شہ کینہ جو
رہا لیک قائم بل ارجمند
بجائے گیا اپنی وہ جان کو
گیا اسکے دنبال وہ ناچار
فراری ہوے سر لہر ہیلوان
کہ کشتہ تھکے تا چرخ پستے ہوئے
بڑے ہاتھ رستم کے ایسا نہو
حضور سپہدار افراسیاب
کہ ہرگز نہیں ہوا نہ کچھ خطر

سیاوش کا اسکو ہوا یہ الم
گیا اس سب سے وہ پائے نکل
وہ بولا کہ اے شاہ آفاق گیر
یہ یکیش ہی سخت بیدار گر
کیا قتل وان کئے سوا یہ کو
کرون تھدا بے افراسیاب
دلیران گردان ایران دیار
وہ پہونچے جو سرحد کو پہونچے
وے وقت پیکار کے وہ جوان
عزیز دل شاہ افراسیاب
کہ رزم سرحد کو کر کے اسیر
لیا طوس نے خنجر تیز جب
تصدق میں شہزادہ کی بیوی
کے ہر پنج زاری بیان
نہ ہرگز کرون حمایہ پهلوان
وہین پھر سرحد رو سیاہ
گئی جب خبر پیش افراسیاب
غرض لیے پھر لشکر سیلاب
دو لشکر قابل ہو حبش ہان
کرون چائے سیاہ رستم جنگ
توین ملک نصف کشون تجھے
اگر ساتھ آسکے کرے کارزار
یقین ہے کہ یہ پهلوان دلیر
عنایت کیا اور کہا یون کہان
کہ وہ رستم پلٹیں ہی کہان
یہ بولا کہ اے کس سے آن کر
خرویشان ہوئے ہیں بن بیکل
ہو اگیو جنگی چٹ وقت نکلتے
یہ آسکی ک نے کھینچا تیغ نکلے

کہ قاصر ہے جسکے بیان سے تم
گیا بلخ سے یعنی سے اجل
تو اسکا بھلا کیوں ہر فرمان پیکر
کرون تج سے اسکے جدا جا کر سر
نہ بولا ذرا وہ شہ نام جو
قیامت کرون جا کے برپا شاہ
گئے ہر ہر رستم نامدار
مقابل ہوا ایک گردان کے
ہوا قید سہتی سے آزاد وان
پے جنگ پیکار آیا شاہ
حضور پدے گیا وہ دلیر
یہ کہنے لگا طوس سے سرحد تب
تجھے بخش اور در گذر خون
کہے تو اسے جان دونوں ہان
کرون قتل ترکون کو پاؤں جہان
روانہ کیا پیش کاؤس شاہ
کیا گریہ اسنے مثال سحاب
روانہ ہوا شاہ افراسیاب
ہوا اگر دے مہر تابان نہان
کرون غرق خون ہو کو آب رنگ
اور اک دختر مہین و ن تجھے
تو جانبر نہ ہو سلیم نہ نہار
کرے وقت بیکار رستم کو زیر
تہمتیں کر چاکے جنگ بچوان
جسے لوگ کہتے ہیں شیر فریا
نہ ہرگز اڑے رستم نامور
پهلوان میں ترک چلا لکست
مدد کو طمر زتب بید رنگ
کیا کندہ خواہن مکر نہ خمی دین

یہ بولا کہ تھا اے شہ نامدار
کہا شہ نے سودا یہ کیخت ہر
جو کوئی کہ ہو سرور انجن
رہا س کے خاموش شاہ جہان
تہمتن لگا کہنے یہ بعد از ان
یہ مکروہین با سیاہ گران
صغیر و کبیر اور پرو جوان
کہ اس گرد کا نام آباد تھا
چٹبہ توران کو پہونچی خبر
فرامر زبور تہمتن دہین
کہا طوس سے اسنے اتر نامور
کہ تھا شاہزادہ کا میں دستار
سر رحم آیا وہ طوس دلیر
یہ بولا تہمتن خد کی قسم
قتاب کے تج سے تو کر سرحد
شمنشہ نے دروازہ پر قلعہ کے
عزیز اس ستار کو تھادہ پسر
شابی سے پہونچائے کارزار
برادر جو پیران کا تھا سلیم
کہا شاہ نے یون گر گشتہ ہو
یہ پیران نے سکر گزارش کیا
کہا شاہ نے سلیم ہی جوان
یراق اپنے پھر سلیم کو تمام
دین سلیم سے میدان گیا
یہ سکر و ہین کی جنگی سوار
یہ مکروہین کیوئے بید تیغ
کہ میں کیا گیو کی نیزہ بند
کیا کر کے تیغ سراقشان علم
ہوے جیکہ زخمی فرامر زو گیو

اسے خوف سودا یہ ناکار
مرادل بتک اس سے اب سخت
یہ لازم نہیں ہو وہ محکوم زن
گیا پھر شہستان ہین و پهلوان
کہ اے شاہ شام شہستان جہان
روان سے تو راہی ہو پهلوان
سبھی تشہ خوں تو دیا نیاں
وہ یعنی کہ حاکم تھا سحاب کا
تو شہزادہ اک سرحد نامور
مقابل ہوا اسکے از بے کین
کہ مثل سیاوش سے قتل کر
بہت اسکے غم سے ہوا شکار
یہ بولا کہ اے رستم شیر گیر
جہاندار کشور کشا کی قسم
یہ سکر سے ذبح اسنے کیا
کیا اسکو آویختہ کینے سے
ہوا اسکے غم سے بہت نوہ کر
سے پهلوانان ایران دیار
وہ بولا کہ اے شاہ کیوان علم
تسے ہاتھ سے رستم نام جو
کہ رستم ہے گردنبر دہر ما
دلیر و قوی باز و پهلوان
دیے ادراک تو میں نہ کام
یہ گردان ایران سے کئے کہا
گیا سے میدان پے کارزار
یہ چاہا کہ یہ کسے زیر تیغ
کہ زین جہا ہویل ار جہند
کیا نیزہ کو سلیم کے قتل
تو پہونچا تہمتن بھی کر کے غم

کہا اپنے دل میں اسے دیکھ کر
مگر یہ سیادش کافر زند تو
کہ یہ گویو گور ز کا تو سپر
لگا کہنے پھر وہ بل نیک خو
مے باب کا ایک یوان ہی
بہم رستم و طوس گور ز یان
یہ بولا کہ آخر خسرو ان
پاک در بھی عرض ہو خسرو
مقرر یہ ہوتا تھا اک نشان
سخن شے خسرو نہ یہ گویو کا
یہ دیکھا تو شادمان ہوا پہلوان
کیا اسکو گھوڑے پر بٹے ہوا
فرستادہ پیران کے جس چشمہ پر
ہے جب مقصد پڑی کامیاب
غرض گویو خسرو قرین طرب
مبادا کہین مردمان حود
وہان ہیں اور اک گردنہ زان
یہ سن کر گیا گویو جگ یوان
سوار اُنہ ہو کر وہاں تھی
یہ پیران کو شکر ہوا اضطراب
سہ صد لیکے ساتھ لے مردان کا
اُسے دیکھ کر گویو جگ یوان
سستی تھی یا خورشید سوسے بات
رہیگا یہ محفوظ آفات سے
ہر اک سمت گویو کو دے تھا
پھر گویو جگ یوان ولف
کہا گویو سے شاہزادے یوان
مدد سے شاہزادے قبال کی
ہو رہا یہ وہ یوان

کہ شاید یہی خسرو نامور
جہاندار کچھسرو نام جو
یہ نکر وہین پشتین سے اتر
گرا یا بادشہ زادہ نام جو
کہ خوبی سے رشک گلستان ہی
جو آدین تو بچان لون کیان
شکوہ کیانی ہی خجہ سے عیان
کہ باز کو اپنے ذرا کیجے دا
سرباز و خسرو ان کیان
وہین اپنا باز و برہنہ کیا
اوسے ہوا دہین سجدہ کنان
میلوین ہوا گویو فرخ تبار
گئے جب تو بائی اُنھوں نے خبر
تو بس پھر گئے سوسے پیران شب
گئے جب فرنگیش کے پاس تب
خبر لیکے پہنچین بیان شل و
بہت دلہند اور ہر تیز کام
سوسے چراگاہ سپان دوان
فرنگیش و کچھسرو گویو بھی
کہ ضامن تھا وہ پیش فرمایا
گیا کہ کے بلغ شقاوت شعار
ہوا اُسے آمادہ کار زار
کہ ہو دیکھا کچھسرو خوش صفات
غرض جمع خاطر تھی ہر پاس
دہ کو کو خاطر میں کچھ لائے تھا
گیا پیش کچھسرو نامور
گیا تو نے بیدار بھر کو نہ کوٹ
خالف کی سب جمع پامال کی
وہ کھا یا جو کچھ ہاتھ آیا وہان

دہین گویو نے اسکو کہے سلام
یہ نہ کہ کہا اس حان نے دہین
دیا گویو نے اپنے سر کو مچھکا
مجھے تو نے پہچان کیوں نہ کیا
کچھسرو صورت پہلوان تمام
مے کس طرح تو نے جانا مجھے
تری شان سے یہ ہوا آشکار
نشان کیان تا پدیدار ہو
کہ تھا یعنی ارث کے و کھباد
برہنہ ہوا جبکہ بازوے شاہ
سپہدار ایران و توران کا
قرین طریقہ سے ہو کر روان
کہ اک گردا قلم توران کا
فرستادہ گور ز کے بھی دہین
وہ بولی کہ تاخیر کیجے نہ بیان
ہیان ہے نزدیک اس مفرغ
سیادش کے کئے کا ہر اک سمن
دہین کر کے لایا اسیر کنند
روانہ تھے سوسے ایران دیار
روانہ کیا اُس نے گلباد کو
ادھر خواب میں تھا وہ بیدار
کچھ گزرا و بھینچ کر تیغ تیز
جہان تاجور بادشاہ عظیم
وہ گرد و لاریل شیر زاد
جہ میدان میں مغلوب کان ہو
کیا جنگ کا باور سب بیان
وہ بولا نہ تھا یہ گوارا مجھے
ہوا شاد و ان خسرو پاک دین
گیا جبکہ گلباد و پیران کے پاس

کہ ارسن بیا یون کہ ارسن لار
کہ ارسن بیا یون کہ ارسن لار
اوسے زمین بوس حاصل کیا
تب اس جو ان سے پاسخ دیا
بتایا مجھے مان ہر اک کا نام
ہوا نام معلوم کیوں نہ کہتے
کہ یہ تو ہی کچھسرو نامدار
تھی گزین خاطر زار ہو
دلیل درستی نسل نژاد
نایان ہوا وہ نشان سیاہ
بیان با جہاں سے آگے کیا
جہان تھی فرنگیش کے وہان
ہیان سے ملکر زادہ کو لے گیا
گئے پیر کہین اسکو یا پانین
ابھی فوج سے ایران وان
کہ اسپان سلطان توران دیار
اُسے جاکے لا ازل و جند
نہ تنہا وہ ہل و بھی اک سمن
ہوئی ساتھ تا پدیدار دگار
بدن سال کچھسرو نام جو
کہ ہوئی ادھر وہ گونسا بخت
بیان میں برپا کی اک تیغ
بتاؤ فضل خدا سے کریم
کہ رکھتا تھا اس قول پر اعتماد
سوسے کچھسرو گزیران ہوئے
ہوا شے خسرو و تاسعت کیان
کہ بچین کر تا جگا کر کچھ
کہا وہاں صد ہزار آفرین
عیان کے چہرہ تھا پیران

دیا بھیج شہزاد کو بھر جان بہت ملک تیغ آسنے کیا کیا قتل ترکوں کو بس جا بجا تہمتیں بصدخ و جاہ جلال تہمتیں نے پھر قتلیران کیا غرض گویو کو کر کے خصم گرد زروال سپان بازین زور	کہ تا کوئی چمکانا ہے نشان بہت تیغ اور تخت و فسرپا نہ اک ترک ان جزو رحمت ہا رہا ملک ان میں ہفت سال طلب کے تب گویو کو یوں کہا فرامرز کو ملک کر کے سپرد غلامان ترک اور گنج گھر	سپہدار توران کو کر کے تباہ سر ان سپہ کے لگا ہاتھ زر جو لیتا کوئی نام و فراسیاب روانہ کیا لشکر بے حساب کراہی گویا اب جائے کر جستجو ہوا سچے ایران ہاں روان گیا لیکے جب پیش کاوش شاہ	تہمتیں ہوا ملک ان کا شاہ تو انگریز ہوئی وہ سپہ سرسبز تو رستم کے قتل کرنا شتاب یہ بنال سلطان افراسیاب تو گنجسر و نام بردار کو شگفتہ دل و خرم و شادمان بہت خوش ہوا شاہ گیتی پناہ
---	---	---	--

رفتن گویو تبارش گنج و نشان یافتن ملکہزادہ و معاودت طرف ایران جنگ با کلیہ ساری

مل نامور گویو جنگی سوار کسی کو نہ ساتھ اپنے وہ لگیا ہر اک سے تھا پرمان ترکوں ہاں ہر اک اہر کو وہ جنگی جوان روان ہو گیا گویو جب بجز جو دکھیا تو پھر اسے وقت سحر تباوین اسے آس جزیرہ کا نام اٹھاتا ہوا محنت رنج و درد نہ خواہاں ہو سکھا اور نہ آرام کہیں خسرو نامور کا نشان خیال آگیا دلمین یا کیا ر کیا گویو نے رنج پھر اختیار لگے گویو سے پوچھنے ایوان کیا راز کو گم شکارا گلخان کیا گویو سے یہ کھنڈ بیان شنا پتھن جب تو وہ شیر مرد کئی دن جو گویو خواب تھا اسے خواب میں افروز ہو کر کیا تھا جو دریافت ہو کر کل تازہ کا طرہ سر پر ہر ایک	بفرمودہ رستم نامدار فقط آب تھا یا کتبہ زیتھا نشان ملکہزادہ جم نشان کسے قتل تھا دشمن کے دریا یہ گود زلے خوابے کھیا بیان روانہ کئے چند مرد دم ادھر جہان ہر وہ شہزادہ و دلاک شب روز تھا گویو مور و در بیابان نور دہی بس کام تھا نہ پایا تو عاجز ہوا پہلوان کہ پھر چلے اب سے ایران یار رکھا سر سے وادی کو ہزار تو گشتہ کیوں ہو اکیلا بیان بیابان میں آگیا ناگیا کہ سرائے میں ہم فرستادگان ہوئے قتلے ہمراہ جادہ نور اسے خواب ان ات کو آگیا وہاں وہ غائب ہے سر بسر روانہ ہوا گویو وقت سحر کھت ہوت پر اسے سانہ ایک	شہابی سے بخند زیر کر کے دین ہر اک جلتے لیتا ہوا راہبر نشان اسکا کوئی بتانا نہ تھا نہ ہو جائے تا کوئی جا کر کہیں کہ سکھن کا اپنے بتانا جو نام کہ تا گویو کے جا کے ہوں ہنما شتابان ہو کر ریح برین خوش گور پوش بھی بھی چرم کو گیا گویو دریائے چین سے گذر لگا کتنے فسوس کرتے کمال وے مردی نے اجازت دی دو چار تارے چاکھے چند کس تبر کی زبان گویو نے یوں کہا وے یہ کہو بیان تھا راکذر خبر لینے خسرو کی طاعت میں ہم ہمایان ہوئی رفتہ رفتہ جو شام ہوئے گویو سے کھو وہ اندیشہ مند وہ جاگا تو آنکھ نہ پایا وہاں پھر اک چشمہ چلے پہو چارہاں عیان چہ چین سے شکوہ مشہور	روانہ ہوا سوسے دریائے چین ہوا جادہ پیا مل نامور مکان چمکا ہرگز وہ پانا نہ تھا خبر پیش سالار توران زمین ملکہزادہ بخند و ذوالکرام زمین ساتھ اڑی سکے صبح و مسا و لیکن ملا گویو ان کو کہیں بجائے نہ تھا وہاں آب شور نہ مقصد کا پر ہاتھ آیا گھر گئی راگنان محنت ہفت سال جہانے بھی زہنا رخصت نہ دی کیا ایک تھے آن کر ہم نفس تھے شوق جو ہمیشہ تمہید کا کہ ہرے ہوا جاوے گم گھر فلانی جگہ ہر وہ فرخ لیغ تو لکھا کیا ہر وہاں نے مقام کہ ایسا نہ ہوا اس پہو بچے گزند وے خسرو نامور کا نشان یہ دیکھا کہ بیٹھا ہوا کلو جوان نہایان ہر یک دست فر می
---	--	---	--

کہ جادو گزرا بے رحمی کی
 یہ کہکر وہیں گویا جیوان
 وہیں پھر دلا دینے پھینکی گند
 وے اس جوان کے ذرا جسم
 اور ایک ہاتھ سے اسکے شرم پان
 کند اسکے باجمین جوان
 طغریاب ہوزیر جیغ بلند
 بصد عجز پیران زاری گمان
 کہ اگر گویہ ترک ہو دوستدار
 رکھا آئے خسرو کو چاکنے گھر
 شب و روز حاضر تھے خدمت گزار
 دگر نہ بہن شاہ توران زمین
 اگر بدینگی کے او پہلوان
 غرض کی جان بخشی اسے ضرور
 کہ گلگون کروان کے خونے زمین
 جو چیکے ذرا تیسے خیر سے خون
 غرض گونے اس طرح سے کیا
 حقیقت جو کچھ تھی وہ کبیر کی
 کہ مردمان نے جیونے ان
 سپہدار توران بھی پھر جازم
 وہ چلتا تھا ہر فرد سے صد گرو
 گئے رفتہ رفتہ وہ جھاٹ پر
 کہا یون سندھ سے پاس گر
 گذر بان نے پاسخ دیا یہ خبر
 کہا گویہ تب کہ او تو جوان
 گذر بان پھر یون کہا او جوان
 کہا یہ گذر بان نے پھر گویہ
 سوا اسکے یہ ہو نشانی جد
 وے او چندین رہے لیجے

رہائی کچھ ہاتھ سے اپنے دی
 ہوا سے بدخواہ حملہ کتان
 ہوئی جاگے گردن میں پڑا کی نہ
 کوئی زخم ہوتا نہ تھا کارگر
 چپے است تھی ضرب گزر گان
 کیا پھر بے جنگ تورانیان
 گیا پیش خسرو بل ارجمند
 وہ لایا تھا غدر خطا بزرگان
 مخالفت ہمارا نہیں زنیہار
 بداندیش سے تاناہ پوچھے ضرر
 بے خدمت خسرو نامدار
 کیا علیہ تھا قتل ازبے کین
 ہوئی اس خطا سے سرزدین
 نہ کیجے تو لطف کرم سے ہر دور
 لگا کئے پھر خسرو پاکین
 تو پھر بیکان ہوزیر لادگون
 کہ جسطرح خسرو نے قران دیا
 ہوئی شاہ توران کو جب لگی
 کیا حکم یون برگذربان کہ
 ہوا آپ خود فوج لیکر روان
 لیے ساتھ تورانیون کا گروہ
 تو جیون بطغیانی آیا نظر
 تو کشتی میں جاشوق سے بیٹھ کر
 لیکن نہ کشتی سند کے بغیر
 ہمارا خداوند زادہ میان
 حوالے مرے کیجئے یہ کینہ
 کرے تاج زہر سے لیکر مجھے
 نہ اس کے لیے کیجے زہار کہ
 نہ ہٹ اس رہ کے لیے کیجئے

یہ بولا کہ تو نے تو چوڑا مجھے
 وہ پیران گریبان ہوا بیدار
 ہوئے ترک سوقت حملہ کتان
 یہ دیکھو دلیری گر دلند
 وہ پیران کو لایا دہان بھیج کر
 مقابل نہ آیا کوئی زنیہار
 کیا عرض ایو خسرو نام جو
 زبے عنایات شفقت و برین
 فرگشتے بھی کہا یون کہ بان
 بخوبی وہاں بھیج کر دایہ کو
 رہا ہو پیران نے خون کیا
 تو مر گز نہ رکھ خون سکار دا
 تو مر گز نہ اس خطا کا انہین
 گذارش پھر اس پہلوان کیا
 کہ اک ہاتھ خنجر پر گستاخ کر
 رہا کرے بندے بداران
 روان ہو کے پیران ریشاب
 تو عیسے یون کی آنکھیں پر
 کہ اس شکل کی ایک ن مردود
 ہو اگر ملے یغرشہ کینہ جو
 وے ہر زمان فضل لطف خدا
 گیا گویہ وہین گذربان کے پاس
 یہ منکر لگا کئے وہ پہلوان
 مگر تم یہ اسب یہ کھو کو دو
 نہ دیگا یہ گھوڑا تجھے زنیہار
 یہ منکر کیا گویہ یہ بیان
 پھر اس سے اس پہلوان چلا
 وہ بولا کہ اپنی زرہ دو مجھے
 گذر بان یہ کئے گا ای عزیز

ولیکن میں کب چھوڑا ہوں
 کہ دیکھا نہ زہار یا راوی جنگ
 لگی چلنے وان تیغ و تیر و سنا
 کہ اک ہاتھ سے کھینچا تھا کھنڈ
 جہان تھا ملک زادہ نامور
 ہوئے جادہ پیالے دشت فرا
 گردن قتل پیران کبیش کو
 لگا کئے یون خسرو پاکین
 یہ اپنا کو خواہے ہی گمان
 کیا بروش اس گرانایہ کو
 شراٹھ کوئی کے لایا بجا
 کہ یہ جو سزا دلطف عطا
 کچھ سبکی طرف سے نہ رکھ دین
 یہ کھائی ہو میں نے قسم خسرو
 تو اک بان میں اسکے سوا کھ
 کہ تا ہو یہ سے توران بان
 وہاں گیا پیش افراسیاب
 لگا کرنے افسوس افراسیاب
 جدھر جاوین تم قتل انکو کرو
 کہ جانے نہ سے خسرو گویہ کو
 مدد گار تھا خسرو گویہ کا
 گذر بان لگا کرنے گفتاریاں
 سند گم ہوئی راہ میں گمان
 گذر پھر بخوبی یہاں سے کر
 سارا نہیں اسب کچھ اختیار
 کہ اسکی جو یہ مادر مہربان
 نہ دیگا یہ افسر کہ رہے پہلوان
 یہ بولا کہ یہ تو نہ دو گلاب
 طلب کی ہیں جو یہ چاہیہ

کہا گیو کا جاکے احوال جنگ
وہ گلبدا کہتا تھا یہ بار بار
سپہ لیکے تو راں پھر بیکران
سپہدار پیران کینہہ بز وہ
ہر اول تھا شکاد لا فتن
نمایان ہوا دور سے جب علم
جگایا دوہین خسرو دگیو کو
ستیندہ فوج تو رائے ہون
ابھی تھے پیکار دیکھی نہیں
کہا پھر یہ خسرو نے ای شیر مرد
یہ سن کر دیا گیو نے یہ جواب
نہ رستم سے زہار کمتر نہیں
ہو رانی مجھے دخترہ جمال
مرا خالق ہر و میرا رہو
یہ کمر دین گیو جنگی سوار
بشن سے لگا کتنے وہ پہلوان
توڑ گیو آیا ہوا پیران سے
یہ کمر اٹھا جو گردگران
نہ ہرگز بلا گیو مرد دلیر
تو جوش سے کر کے بشن کے گذر
وہ پیران و سپہ پھر آیا دہین
لیکن خبردار اب یو جوان
نہ پارہ اور خاک کر پیران
کہ میں ہر دوزخ کو تری ملتی ہے
جوان میں بجز رستم شیر مرد
کیا کشتہ و خستہ کران کے
کوئی زندہ اس فوج میں جو رہے
وہاں سے پھر او نہیں باکر و فر
یہ گفتار جنگی بل نامور

ملاست کی اسنے اسے بیدار
نہیں سام و رستم سے کم دہ ہوا
ہوا آپ پیران و سپہ وان
کہ ہر روز جلتا تھا کھسکرو
قوی ست گردن کش و ملتین
تو سوخی فرگیش فرخ ششم
ہوئے جبکہ بیدار سے ناجو
ترجیل ترکان کروخی ق خون
مبادا کچھ آسیب پہنچے کمین
گردن کا مدد تیری ققت نبرد
کہ ای تاجدار غریا جناب
سہراور قوت میں یکہ نہیں
تہمتی دی جو کے شادان کمال
اور اقبال شاہی دگار ہو
کیا سے میدان پے کارزار
کہ تو کون ہو ملک تباہ جوان
چرا لے چلا شہ کو توران سے
تولا یا سپہ سر پہ وہ پہلوان
رہا پشت تو سن پہ قائم و شیر
ہوئی کالبد پریشان کارگر
لگا گیو سے کہنے از نے کمین
کہ میں ان پہونجا بہ گردگران
عوضی سے ہنسوان چکو کھن
کیا لے گیا تھا رہ کمین سے
نہیں ہو کوئی بھی مرا ہم نبرد
ہزاروں سواروں کو توران کے
تو پھر کیومت مرد میدان مجھے
جاندا خسرو کو لیکر ادھر
ہوا اسنے پیران کا دل بخطر

کہ کہ پہلوان سے باریغ و شان
لیکن نہ پیران کو تھا کچھ تعین
فرگیش رشک سے آفتاب
مفخص کنان جاگے پہونجا وہاں
وہ بخیر و گیسو تھے دے وان
کہ پیران و سپہ اب آیا ادھر
تو کتنے لگا خسرو نادر
وہ بولا کہ اے شاہ فرخ خصال
مے تن میں ہو جب تلک ہاں
ادھر تو رہی تنہا ادھر کینہہ خوا
تہمتی مانند میں نے کمین
بہت اسنے ہاں آزا یا مجھے
لگا کتنے پھر گیو فرخندہ خو
لبندی برآ کر تاشہ تو دیکھ
ادھر سے بشن لیکے نیزہ بڑھا
دیا پا سچ اسنے کہ نہیں بشن
یہ دزدی تو کر کے کمان جا لگا
لگی ضرب گردگران سقد
سپر ہو کر کر لیکے نیزہ ویرن
مہا غرق خون میں سر پادین
کہ تھے مری فوج کو دیکھی گشت
تھے سر پہ لاتا ہوں کیا کیا بلا
دیا آج ان مرد نے یہ جواب
ترتیب کیا ہو جو میدان میں
تہمتی کو دیکھا ہو تھے وہاں
اور اب فوج کو تیری میدان میں
گرفتار کر کے پھر اٹھا بکار
نہ تو راں پہ پھر نہ افراسیاب
ہوا نا میرا پنی وہ جان سے

گردان چو تین جو پہلوان
ہوا اسنے یہ ماجرا خشکین
نہ رکھی تھی نہا بلغری تاب
لکڑا دہ منزل گردن تھا جان
کہ پہونچے وہاں جاگے تو راں
ہیں تاکہ لیجائے پابند کر
کہ ای پہلوان میں بھی تو ای بار
تو یو جوان بلکہ یو خرد سال
یہ شایان نہیں تو کر کے کارزار
رکھے ہو بہت سارے اپنے سیاہ
مدد وقت پیکار چاہی نہیں
برابر غرض اپنے پایا مجھے
کہ رکھ جمع خاطر تو ای نا محو
سرخ جنگ کرتا ہوں کیا کیا تو مجھ
ہوا گیو سے وہ جنگ زما
سرافراز گردان بل ملتین
یہاں سے توجانے نہیں پائیکا
روان خون ہوا برتن تو کمر
جو مارا دلاور نے از نے کمین
ہوئی بشن خاک جان بشن
کیا سر بلند و نکو یکدست
تہ خاک دیتا ہوں مجھ کو کھلا
وہی ہو نہیں ایو ترخانہ خراب
مے ساتھ ہو ان کے جنگجو
کہ تہا کئے یا زدہ پہلوان
تہمتی لکھن جو نہیں اک ان میں
مجھے لیجوں سے ایران جی بار
گردن لگاتے مان کو یک خراب
لگا کتنے اس مرد میدان سے

یہ خسر کہ پور پسر ہے مرا
 جسے دوہن خسر کے فرماں
 کہ تو شاہ کا توس کا ہر گہر
 بہت اُسنے اعزاز و اکرام کر
 کیا جشن گو در ز نے اپنے گھر
 بزرگان ایران گئے سب ہاں
 یہ کہنے لگا گیسو سے ایوان
 یہ خسر کے آگے میں ہرگز بھلون
 تو ای گویاں اس کو لایا عبث
 و لا در جان قوی جنگ ہر
 یہ گفتار سن کیو فرخندہ خو
 ثنا خوان تھا ہر چہ وہ پہلوان
 کیا طوس کا ماجرا سب بیان
 یہ کہ کر گیا سب پر ہوسوار
 پسر و زبیر متے مفتاد و مشت
 رکے ساتھ تھا گداہی فروش
 جو ہو گرم بازار بیکار بان
 ہر دم دیکھ کر جنگجو شتاب
 خبر شاہ کا دوس کو کیجئے
 تو ہو پوچھا یہ فرمان جہاندار کا
 مناسب ہے ابادہ یونہی صلح
 کیا طوس نحو عرض میں پیش شاہ
 کہ ہر پور شاہ غلاق بنام
 یہ سن کر وہ گود نہ کہنے لگا
 کرے وح کو اس پیش کی شاد
 بسان فریدون فرخ خصال
 فریر ز کو یہ طاقت کمان
 تو کیون جل کا کار نہ ہوا
 کہا طوس نے یون کہی نہ بخت

جگر گوشہ نور لبہ سے مرا
 سوا طوس کے سب صغیر و کبیر
 سزاوار دہیم داد رنگ زر
 خوشی کے کیا طوس کو گنج زر
 رکھا اک مریض ہاں تخت زر
 بفرمان کا توس شاہ جہان
 تو اب طوس کو جلے لے آہان
 نہ اس جنگلی کی من اطاعت کرو
 یہ سچ مسکی خاطر اٹھایا عبث
 سزاوار دہیم داد رنگ ہر
 یہ بولا کہ کبھی نہ نام جو
 لے طوس ہر دم تھا نفرین اکیان
 غضبناک مشکروا پہلوان
 سو طوس جنگی ہے کارزار
 انفرس جس جہ سے گیا سب مشت
 کہ تھا فتح کی وہ نشانی دیش
 تو بس کشتہ ہوجا ایران
 کرے قصداً ایران کا افراسیا
 کہے شاہ جو کچھ سوئیں لیجئے
 کرا کر گود زر جنگ آزار
 کہ تو او طوس لے یاں بے صلاح
 کہ ہوں چاکر بندہ بارگاہ
 وہ ہر وارث تخت تلج کلاہ
 سیاوش نہیں پور تھا شاہ کا
 ندے ہاتھ سے رسم و آئین او
 لگا ور کو دریا سے جیو نہیں ال
 کمان یہ دلیری یہ جرات کمان
 مگر تجھ کو او طوس سودا ہوا
 تو کہتا ہوا کیا سمنائے تخت

تم اسکی اطاعت کرو اختیار
 تھی مغرب عقل و جھوٹ تھا
 اطاعت جو خسر کی تیری حضور
 ستر حنج خورشید خندہ جب
 سر سخت کیخسرو نامدار
 لے طوس بقیل و بیدین داد
 گیا گویو جب طوس بولا بیت
 وہ ہر عقل و ہوش خرد و سہتی
 فریر ز فرزند کاوس کا
 کروغین اب اسکی پرستندگی
 بہ تدبیر و فرزانگی فرد ہر
 عرض ہوئے آشفتمہ و مشکین
 بزرگون سے گود زر کہنے لگا
 دلیران جو باشند گت جاہ تھے
 گیا طوس بھی سامنے ایک مار
 مقابل ہوئیں جبکہ دونوں سیاہ
 ہمیں کچھ بھی ہرگز نہ ہوا نڈہ
 پیام اُسنے بھیجا یہ گود زر کو
 جو ہو پوچھی شہ نامور کو خبر
 سپہ بھینچی ہر کس لیے طوس پر
 گئے طوس گود زریان سے ہم
 جو شہ سر شاہج کیا تو ہاں
 نبیرے کو شاہی حضور پدر
 ہو اگشتہ ناحق وہ بیچارہ
 کرے یعنی خسر کو اب بادشاہ
 دلیرانہ آیا وہ عالی تبار
 دلیران بہ حکم شہ داد گر
 میرج ہو کہ نوز رکا ہر پور تو
 ہوا کچھ سے گستاخ یون ہو غضب

خوشی سے بہ حکم شہ نامدار
 فریر ز سے جا کے کہنے لگا
 کروغین تو ہر عقل و دہش دو
 ہوا جلوہ گرد و سر دزب
 ہوا رونق افزا بجاہ و وقار
 نہ آیا تو گود زر فرخ نہاد
 کرے ہر مستخر ترابا پاب
 نہیں ہر سزاوار تلج شہی
 رکھے ہر دلیری دہم و ذکا
 بجالاؤں رسم و رہ بندگی
 دلیر و شجاع و قوی مرد ہر
 حضور پدر گویا آدھن
 شاؤں جان نشانی طوس کا
 وہ سب ہزار اس کے ہمراہ تھے
 سواران جنگی لیے کئی ہزار
 لگا کہنے تب طوس رین کلاہ
 مگر شاہ توران کا ہو مدعا
 کہ پیکار موقوف یکدم رکھو
 کہ گود زاب چہاہ گیا طوس پر
 خرابی پہ کیون تو نے باندھی
 حضور جہاندار کیوان مسلم
 فریر ز ہو بادشاہ جہان
 نہیں ہو چکے زہار ای نامور
 مناسب یہی ہر کہ کاوس شاہ
 کہ ہر وہ سزاوار تلج و کلاہ
 کیا کچھ نہ خوف و خطر نہیاد
 ہوئے تلج خسر و نامور
 تو دیوانہ ہوا وہ تھتاخ
 مگر آپ کو تو گیا ہوا لب

<p>گر انجمنی دو گے نرم ایگی لیکن گذریان باتن سکوت ده سمجھا کہ بیودہ گفتار بھر آہنہ خستہ وہ پہلو مبادا کہین شاہ افراسیاب بھر آخر ہوا بادشاہ عظیم سنی گیسو سے جب خستہ بات گذر کر گئے دانسے پاپس پھر آہنہ میں پہنچا وہان غل تو وہ ہرین گذریان کشتی مگا تو ہرگز نہ جایانے دریا کے پا نوض پھر گیا شاہ تو ان میں بجالائے وہ لشکرزدان ہان روانہ کیا پیش کاوس شاہ گئے پیشوا سرنام اوران جب آیا وہ کخسر و نام دار وہ لایا بجارسم محزونیا ز کہ اس تخت پر بیٹھا او کامگار</p>	<p>تو مانسے نہ ہو گا گذارا بھی لگا کھینے تب کیو فیروز بخت کیسی نہیں تاب زہار یہ بولا کہ او خسر و خسران میان کر کے یلغار ہوئے مشتاک فریدون بفضل خدا کریم تو غیرت میں یاد فرخ صفات کراقبال تھا ہدم و ہم نفس کنارہ نہ چھوئے افراسیاب اترنے کاشہ نے ارادہ کیا کہ ہر فوج ایرانیان میںمار بصد رخ و غم سے تو ان میں ہمے پیختہ پھر دانسے وان موشاد پڑھ کر وہ کیوان کلاہ گئے اور بھی ساتھ والا نشان ہوا دیکھ کر چشم تر شہریار اوسے حضور نشہ سر فراز وہ بیٹھا تو شادان ہوا تاجدار</p>	<p>لگا کیو بھر کرنے نرمی ہان کہ ناچار دریاسن آتے ہیں ہم جو شرف دریا مائے گذر توقت نہیں ان مناسبات فریدون کو لایا تھا یان ذہب چکا و رکواب سے تو دریا میں گل کیا آتے جو نہیں گھوڑوان گذریان تعجب میں تھے سرسبز فرنگیش کخسر و کیو کو لگا کھینے ہومان کر ای بادشاہ نگہبان تو رہ ملکفاران کا فرنگیش کخسر و کیو جب کسان نے زمیندار کے طلب دہن طوسن گرگین و گودرز کو چاندانے انشا طوغوشی آئے تخت سے پھر نعل میں لیا طلب کے کہ پھر ایک رنگ زر نہ تھا مو او من شہر بے نظیر</p>	<p>کہ لازم تھی ہرگز نہ گرمی ہان گذریانے بار آپ جاتے ہیں ہم کہ جو حسین مرغابیوں کو خطر کہ ترکون کا یلغار طیار غصب وہ جو جوت گذر اٹھایا آب تب کہ فضل خدا سے مبارکے خال فرنگیش و کیو بھی بعد از ان ہمے لوگ حیرت زدہ دیکھ کر جو دیکھا شتابان ہوا کہین جو تے ساتھ آئی بہت کم سپاہ نہ کر قصد اقلیم ایران کا علم و ہریران کی گئے ہرین تب رقم کر کے آنا نہ باطرب کہا جا کے تم پیشوا کی گرد شتابی سے آرائش شہر کی سر و خیم کو اسے بوسہ دیا لگا کھینے کخسر سے یہ تاجدار ہیے شاد و خرم امیر و مددگار</p>
---	--	--	--

کہ رستن ایرانیان باطاعت کخسر و عالی تبار بموجب حکم شاہ بلند و ستار و
 اخراج طوسن ز کخسر و او غوا نمودن فریر ز سپر شاہ کاوس را و حبش باشند
 سامان جنگ فیما بین طوس و گودرز و لشکر کشیدن ہر دو و منع فرمودن کاوس
 و طلبیدن ہر دو را پیش خود و فرستادن فریر ز کخسر و را برای جنگ قلعہ
 و ڈھپن و تباہ شدن لشکر فریر ز و فتحیاب شدن کخسر و

ولیران و گودران والا رستن	وہ جتنے تھ گردن فراز ان ہا	یہ مانسے لگا کھینے وہ شہریار	کہ وہ مانسے لگا لایا ان دیار
---------------------------	----------------------------	------------------------------	------------------------------

بر تخت نشاندن کاؤس خسرو اور ممتاز ساختن و کر بستن اور تولن

جہاندار کاؤس فیروز تخت
کیا حکم پھر یہ کہ سب نامدار
اطاعت سے خسرو کی پھر اس سر
سبت اس راضی تھا لشکر تمام
وہین بادل خرم و شادمان
جب آیا قرین رستم دیو تار

جو سمجھا کہ زبیا خسرو کو تخت
اطاعت کرین اہل ملک و نہا
لگے جا کری کر نے شام و صبح
رعیت تھی آسودہ و شاد کام
ہمے سیتان آدھر کو وان
اٹھا تخت سے خسرو نامدار
مددگار میرا ہو شام و صبح

بٹھایا جہاندار نے تخت پر
یہ فرما دیا جبکہ کاؤس نے
سپہدار کھنجر و خوش نہاد
مل نامور رستم نزال زر
جو نزدیکی پہنچے تو با صطرب
کہا یوں سیاوش کا تو دایہ جو
کہ لون چاہے ترکوں سے خون پدا

رکھا سر پہ خسرو کے دہیم زر
تو وہین فریہ ز اور طوس نے
ہمیشہ تمام مصروف و فضاوت
میں شاد و خرم یہ من کر خیر
لگے پیشوائی کو سردار سب
ہمارا بزرگ ہو گرا نمایہ ہر



ترا باب تھا غلٹ نہ تو ان
ہماری جو کی بندگی اختیار
تو سن گوش جان کہ کچھ زینیا
مراباب تھا کا وہ نیک مرد
فروزندہ کا ویانی درفش
یہ طاقت کہاں ورتتی کیا
اگر تو چرم و شمع دلیر
کرے تیر جو سن سے تیرا گداز
کہ ناحق ہم کہنے آور نہ ہو
جسے دیکھے لائق سروری
لگا کہنے شاہنشہ نام جو
مین اب اور کرتا ہوں بنیک
بلند ایک ڈھپن میں جیدیں
کہ سنخ جو ہومبارک مین
سوا اسکے تدریر ہتر نہیں
فریر ز گوشہ نے رخصت کیا
ہوا ہوتی تھی سردم آتش نشان
ولیکن درد نہ آنا نظر
شہنشہ نے بعد اسکے بارو فر
بتا خواب میں ہم اعظم دیا
لگا کہنے یوں پہلوان کہ ان
جو کچھ اسکو خروئے فرمان یا
بلند آن ہوئی بانگ اسد مین
کہ کیا رنگی تیر باران کرو
نمایان ہوئی روشنی دسہم
ہوا قلعہ تغیر باغ و زر
پھر اک سال کے بعد خرو گیا
کیا فتح اس قلعہ کو بھی مین

غریب ایک ہنگر صفیان
ہوا تب سالار عالی تبا
نہیں مجھ کو آہنگری سے جو عار
تو مین یکتا دلیری مین فرد
وہ کا وہاں اوطوس نے کفش
کہ ہوا تھ میرے بندہ آزا
تو مین ہوں شجاعت کے بشکاش
سنان میری توڑے جل کا جگر
نہ بولوز یادہ بل بچپ ہو
سزا دار شاکستہ برتری
کہ دونوں مین کیساں بے رحم
کہ خوشنود و راخی جو جس ہزار
سر کہ جو نزدیک یائے نیل
اسے بادشاہی ایران مین
یہ سن کر فریر بولا وہن
سپہ لیکے طوس کے ہمراہ گیا
ہوئی فوج جنگی تہہ سر بسر
کیا وہن خسرو کو رخصت ادر
خدا نے غرض رحم اسیر کیا
سر نیزہ اب باز ہلکا دیوان
وہی گویا جنگی نے اسد مین
کہ خطح سے رعد کا ہونغان
تو وقت کو اب اہ سرگزندہ
ہوئی رفیع دان تیرگی یک حکم
ہوئی ہم مین کے فتح و ظفر
حضور شہنشاہ کشور کشا
بفضل خدایہ جہان آفرین
سپہر خلافت کا نیر ہو تو

نہ سردار زادہ نہ فرزند شاہ
دیا وہن گودرز نے یہ جواب
کہ خوبی بشر کی جو مردانگی
کیا عند ضحاک کا مینے چاک
کہ جسکا پس مین ہوں جنگی ہوا
کہا طوس نے ای سرخرا ز پیر
گران کوہ ساگر ترا گزر ہے
ہوئی جبکہ باہم ہفتا سخت
یہ گودرز بولا کہ ایچہ طلب
ولمید شاہا اسے کیجئے
کہ زمین جو تہہ بلند ایک سا
یہ لکھ کر کیا شہ نے انکو طلب
نکلے تیر آتش بان سدا م
یہ کی جبکہ گفتار کاؤس نے
مجھے پہلے ای بادشہ حکم ہو
وہ ہو بچے جو نزدیک صحن مین
لبہ کر کے اک ہفتہ گرد حصار
فریر ز اوطوس ہو لفته جان
سپاہ گران لیکے پہونچے و جب
موا جبکہ بیدار و دام جو
تو رکھ اسکو دیوار قلعہ کی
وہ کا غدر کھا جبکہ دیوار پر
شکستہ ہوا سب جان و سخت
لگی ہونے پھر بارش تیروان
در دژ نمایان ہوا تب مین
نبا ایک خسرو نے گنبد کیا
وہاں سے سپہدار عالی جناب
ہوا شاہ کاؤس خوش و بیکھر
سزاوار اورنگ افسر ہو تو

نہ زہار تھا صاحب دجاہ
کہ خاموش اوطوس خانہ خراب
سہر مند ہی خلق و فرزانگی
نہ لایا اورا ولمین کچھ خوف با
مرا تیر و نیزہ جو چوٹ گزارہ
یہ گفتار تیری نہیں دلپذیر
مری تیغ بھی آب البرز ہے
لگا کہنے تب شاہ فرودخت
فریر ز خسرو کو پاس ہے اب
بلندی دجاہ و چشم دیکھے
تو پھر دوسرا مجھ سے ہو و خفا
وہ جبکہ وان یہ کہا کہ تب
اور اس قلعہ مین یو کا ہو مقام
کہا تب یہ گودرز اوطوس نے
کہ جا کر کرون فتح اس قلعہ کو
تو دیکھی زمین سر بسر آتشین
ترد و کیا خوب لیل و نہار
پھر آئے حضور شہنشاہ وان
کسی نے ملنے ادہ کو وقت شب
رقم کر کے کاغذ پر اس مین کو
کہ تا کا ر شکل ہو آسان بھی
ہوا ظاہر اک برتا ریک تر
لگا کہنے تب خسرو نیک گفت
سہزار دن ہو دیو تنخروان
کیا قلعہ مین خسرو پاک دین
کہ رخصت مین وہ ہمہ رخ تھا
کیا جانب ملک فرا سیاب
لگا کہنے ای خسرو نامور

رفت میں بتری عیانا جو
ولیکن سیاوش کا ہواک سپر
وہاں دخل مت کیجوز نہا
یہ سمجھا کے طوس فربرز کو
فربرز مرد شجاع دلیر
گیا متفضل لشکر طوس حب
کل قلعہ سے وہ قہقہہ
یہ کہ جاکے اس کے پر خاشاک
یہ پیغام سن یو وہ نہیں گیا
ہواریو کے ساتھ سرگرم جنگ
پسر کو وہاں سے بھجا ادھر
گیا طوس پھر آپ نوکر سوار
شستانی سے بھج گیا کوہ
فرود دلاور کا خالودہ تھا
گر زبان موانے وہ پہلوان
جو شہزادہ طوس کے وقت جنگ
لگا سب برگو کے ایک تر
کہا گیونے یہ کہ آگے نہ جا
یہ لکھ شتابان ہوا وہ دلیر
ولیکن تبدیل ہوا زہنا
فرود دلاور نے اڑے کین
جہاں تھا سوار دلاور فرود
گیا قلعہ میں ہو کے زخمی جوان
نہ آئی تھجے شرم کچھ زہنا
سوا اسکے پھینکے بہت خار جنگ
لگا کہنے یون طوس کھا کر قہم
پری چہرہ گلشن کو وقت شب
ہوئی خواب جبکہ بیدارت
نہیں نہ کی یاد درمہربان

مقرر کیا گیو گودرز کو
فرود جوان مرد فرخ سیر
کہ میرا برادر ہودہ نامدار
یہ بات کہ گیو گودرز کو
روان کو صحرا ہوا مثل شیر
یہ سمجھا فرود جوان مرد تب
ہوا سدرہ طوس کا ان کہ
تھے ساتھ زہنا ہر کو نہیں
جو پیغام تھا متفضل کہا
کیا ریو کو کشتہ دان میدان
کہ لائے فرود دلاور کا سر
سبہ نیلے کیسے کا زرا
گیا وانے پھر قلعہ میں ڈر کر
سوار دلیر و نیر آ زما
گیا بھاگ کر قلعہ کے درمیان
فرود دلاور نے مارا خدنگ
پیادہ ہوا پہلوان دلیر
یہ سبزن نے شوق پاشخ دیا
پھرتے میں یا ادھر سے تھج
بھارایہ آسدم کہ ہوا نامدار
خدنگ ایک پھر وارا وہین
یہ سبزن بھی پہنچا وہاں شل
لگا کہنے تب سبزن پہلوان
دریچ ای جوان مرد جنگی سوار
ہوا خستہ سبزن میدان جنگ
کہ حملہ کمان ہو کے تا صبح دم
یہ آیا نظر خواب یعنی کہ اب
پسرے کہا قلعہ خواہ شب
کہ جسب کو آخر فنا بیگان

تو کرتا ہوا ملک کیسے خراب
کلات خرم میں ہی مسکن گزین
خبردار کوئی نہ جانیے ادھر
روان ہوا خسر و کامگار
تھے طوس تھے کلات خرم
کہ بیان بہر پر خاشاک یا طوس
یہ منکر کہا طوس نے ریو کو
تو مٹ جا سراہ سے ایوان
نہ ہرگز کیا اتنے کچھ متبار
غرض ریو داماد تھا طوس کا
پسر طوس کا بھی ہوا کشتہ دان
ولیکن مقابل نہ آیا فرود
لیا طوس نے گھیر اس قلعہ کو
کیا طوس نے شکو آخر زبون
تکل قلعہ سے پھر فرود دلیر
جو کشتہ ہوا با داپا طوس کا
پسر گیو کا بیزن پہلوان
کہ جنگ شکو کردن تی خون
کیا کشتہ اس تیر نے سب کو
تو یک خطہ تاخیر کر اور رنگ
گیا پہلوان کی سیر سے گذر
دلیری سے نیزہ کو جولان دیا
کہ اک تی پیادہ سے بھاگا شتاب
مقابل پھر آیا نہ کوئی جوان
بس کہ جب مہر روشن کیا
کرون فتح اس قلعہ کو گیان
لگی آگ اس قلعہ میں کمان
لگا کہنے گلشن سے یون فرود
اگر میں بھی کشتہ ہوں مثل پیر

پہنچنا سر تخت افراسیاب
جایا ہواک نے حسن متین
کرے اور جانبے لشکر لگے
سورہت بار ستم نامدار
شتابان ہوا با فردان ختم
بعزم و خفا جی لایا ہوا طوس
کہ پیش فرود اب شتابان تو
کہ ہو بیشتر این سے لشکر روان
نہ آیا سر آشتی زہنا
کیا طوس نے اسکے غم میں بکا
یہ سن کر ہوا طوس کے یہ کمان
نہ سکار کی تاب لایا فرود
ہوا آگے تی خوار تب نرم جو
ہوئی فوج تنخواہ کی غرق خون
مقابل ہوا طوس کے مثل شیر
گیا پھر وہین گیو ہر و غا
گیا سامنے کر کے گھوڑا دان
قسم جو کہ ہرگز نہ یا ہے پھر
پیادہ ہوا بیزن جنگ جو
کہ جس ساتھ تھے متناہی جنگ
ہوا بند جو شہن میں خیر ان کر
فرود دلاور کو زخمی کیا
اقامت کی لایا تو ہرگز تاب
کیا قلعہ سے تیر باران دان
سو خیمہ تلے سبزن گیا
بھوڑ و دن کسی کو بھی نہ وہاں
تھے سب سب سوختہ مردمان
کہ ہرگز تھجے زیر میخ کبود
تو کیا چارہ پیش قضا و قدر

ہم لکے دونوں ہوئے شکبا موازاں سے پھر بغل گیر شاہ لگے پیش کاؤں و زدگر وزیر و امیران شہزادگان یہ بولا کہ میں پر جب تلک نہ فرمیں تختِ فہرست ہوں کر کے مدد کسی تم وقت جنگ ادراپ یہ سپہدار عالی گھر فریر زوگو در زاد وطن کیو یہ سن کر لگا کہنے ہر ہیلوان	یہ کہنے لگا رستم نامدار لگا کرنے شفقت جہاگیر شاہ ہم خسرو و رستم و زال زر لگے سب رکانِ ایرانِ ہان نہ لونہ توران میں تب تک نہ شادان نہ مرغ و گوسہ ہوں یہ رستم نے پاسخ دیا بید تک خدیو جہاں خسرو نامور یہ جتنے تھے گردان کیاں خدیو کہ حاضر میں ہم جالفشانی کو ہاں	کہ ہوں میں ترا بندہ کمترین تہمتن نے خسرو کو تحفے دیے کیا شاہ نے جشنِ انوار کیا ملک سے وہ بخشہ و تاجور نہیں جگہ زہنا آرا کر م خواب یہ پھر زال رستم سے شننے کہا شہا پیشہ ملک افراسیاب کرے قصدِ سخنِ توران کا جب شہنشاہ نے ہر ایک سے یون کیا دیا الغرض اسکو لشکر تمام	تو ہوا شاہ شاہان نے زمین بہت پیشکش محل و گور کر کے بائیں فرخندہ و طور شک کہ تھا جسکو مطلوب کہیں پر نہ ہر گز غلبہ قرار نہ تلک کہ اے ہیلوانان کشور کشا کیا میں نے جا کر تباہِ خراب کردن کو تہی جالفشانی میں کہو تم تمہارا ارادہ ہو کیا بتایا دلیران کا خسرو کو نام
--	---	---	---

رفتنِ بخیر و عالی تبار با فوجِ پیشمار و یلان نامدارِ بزمِ جنگِ افراسیاب والی توران

جوسالار ایران کے ازبے کہیں فریر زکو با صدودہ جوان ہوان مرد و گور ز عالی وقار مقرر تھے جانبِ رست است جو میلاد کے تھے نہیرہ پسر نشا و توابہ دلاور سے بھی گزارہ کے تھے یکصد و بیخ تن وہ بیزن کہ فرزند تھا گیکو کا یہ تھے جس قدر زامو ہیلوان سویلک توران وادہ ہوا	کیا قصدِ سخنِ توران زمین کہ تھے اقربا اسکے سب ہیلوان مل نامور گیکو جنگی سوار یہ حکم شہنشاہ جوہر شناس ہوے ساتھ کستم کے سر بہر بیجاسی جوان بانشاط و خوشی نہایت توی نہ واد و صفت شکن اُسے شاہ کاؤں نے یون کہا ہر اک تھ رکھتا تھا فوجِ گران معین و مساعی زمانہ ہوا	کیا وہ میں ترتیب سب فوج کو کیا شہ نے سر کردہ فوج پیش نہیرہ پسر لیکے ہفتاد و ہشت وہ کستم بھائی جو تھا طوس کا ترا و پشنگ لادور سے ہان صد و ہفت تن تخم گولاد سے مقرر تھے قلبِ مین یک قلم کہ اے ہیلوان بیزن جنگ جو عرض ہو کے نصرتِ شہنشاہ سے تہمتن بھی لیکر سپاہِ گران	بائیں و چپ و طرزِ جنگو کیا ساتھ وہ طوس فرخندہ پیش جو بیکین کرچہ جوئے دشمن کشت اُسے دست چپ کو مقرر کیا نہر داز ماسی و سہ ہیلوان کہ کید رست با قوت زور تھے بفرمان کاؤں انجم شتم نہ ہونا جدا گاہ خسرو سے تو وہ کچھ اس حثت جاہ سے کیا ہمرہ خسرو کا مران
--	---	---	--

روانہ شدن فریر زاز راہ دیگر طرف توران شاہ گیتی ستان و رفتن طوس براہ کلات و

خرم و گشتہ شدن فرو و سپر سیاوش کہ از بطن گلشتر متولد شدہ بود و شیخون زدن پیران و سیہ

بر لشکر طغر بیک طوس و معاتب شدن طوس با عشت کشتہ شدن فرو و

سپہدار کچھ پال پین	کیا جیکہ نزدیک توران زمین	فریر ز سے تب یہ کہنے لگا	سو دست چپ لیکے گرز و غا
--------------------	---------------------------	--------------------------	-------------------------

گئے گیو و سبز جہینان میں
نبرد آزما بیزن پہلوان
وے اور جانب تو انان
دلیران ہوتے کشتہ بہ کام جنگ
ہٹا جاتے تھا وائے گودرز بھی
تو جو صاحب گرز و تیر و خنجر
تا شمار دیگر وقت و غا
کروں قتل لشکر کو اک ان میں
یہ گودرز و گستم جنگی بہم
قدم الغرض کہ کھلم وہاں
یہ کہہ اسے ہو سچا بہان آ پکو
بھلا کس طرح میں آؤں وہاں
فرسیر زنی یہ کہا اس سے جب
کروں کیا بیان جاوے ستیز
روان جان تھا اندر یا آب
ربا زندہ گودرز با ست تن
ہوئے کشتہ میدان میں ہنگام جنگ
رہی لیکے ان کی غالب کیا
ہوا اس کے خوش شاہ افرسیاب
رفانہ کیا اور یہ نامہ لکھا
کہ کھنسر و درستم پہلوان
شب روز تم کامرانی کرو
جانیق رکھو لیجان زنیار
غرض جبکہ لشکر ہوا یا کمال
ہوا شہ کو تنہا نہ لشکر کا غم
کئی دن تلک سے اتم رکھا
شکست صوبی تو کر چلیا
پھر آیا دین قیدے طوس کو
تغیر نے مہین پذیر کیا

تو بریا ہوا حشک ان میں
جدھر کو گیا لیکے تیغ و شان
جہان تھا فرسیر زائے وہاں
فرسیر زردان ہوا وقت جنگ
کہ گودرز کی فوج منسوب تھی
جہان میں بہت توئے دیکھی جو
یہ سیران سید تو ہی چیز کیا
نہ چھوڑو نہیں اک ترک میدان میں
لگے کھنے میدان میں کھا کر قسم
ہوئے گرم پیکار جنگ آوران
درفش اپنا یا بھیج ای نام جو
کہ غالب میں ہو وقت تورانیان
ہوا بیزن جنگ جو بہ غضب
کہ بریا تھا اک شت میں رتخیز
سر پہلوانان تھے مثل جاب
ہوئے کشتہ ہفتاد شمشیر زن
زمین خون کی ہوئی لالہ رنگ
ہوئی فوج ایران سرا سرتاہ
زدوے عنایا شاہی شتاب
بڑا نام تم نے کیا مر حب
ادھر لیکے آویگے فوج گران
بعیش مطرب زندگانی کرو
باقبال شاہنشاہ نامدار
فرسیر زب بادل پر ملال
ہوا اسکو لینے برادر کا غم
شب روز آنکھوں کو پر غم
کہ چارہ قصا سے نہیں تھا
لگا کھنے پھر خسرو نام جو
وے طوس خسرو سے کھنے لگا

ہوا جس طرف گیناؤں نکل
ہوئے قتل ترکان ادھر شیار
ہوئے حملہ آوے مطلب گاہ
تھا کاجب فرسیر زجلی ستو
ولیکن دہیں گیسو مرد و لیر
نہ ٹھہر گیا سیران کے گرد و ہر
اگر کوہ ہووے تو کندہ کروں
پھرتے من گستم آیا دوان
کہ مر جائیے کر کے اسے کا زار
یہ بیزن سے گودرز کھنے لگا
یہ بیزن نے جب کے اس سے کہا
مناسب نہیں ہے یہ اعنا مور
علمدار کو قتل کر کے وہاں
سر و خلق گردان جنگ زما
جوان نسل کا دوس گستم کے
وہ خوش نشان بیزان فرسیاب
سوا اسکے ترکان ایرانیان
سو خیمہ ترکان گئے شاد دل
پے سردان خلعت پر گھر
پراس فتح پر صرف قلع بنو
للا و انھیں خاک خون میں اگر
خوشی سے یہ سیران نے پاسخ دیا
ادھر ترک خنجر تھے شاد کام
شتابی وان ہو کے ہو چکا وہاں
کہا یوں کہ مثل پدربے گنا
بوزرگان ایران درستم بہم
یہ کہ ہوگے پھر اٹھایا اسے
کہ ای رستم پہلوان جاشتاب
کہ کھجو جارت ہو پھر اکی بار

ہزاروں ہی کشتہ ہو چلیں
بیابان ہوا خون سے لالہ زار
کیا آگے ایرانیوں کو تباہ
کیا دوہیں میدان بلاء کوہ
لگا کھنے یوں ای سرافرازیہ
رنگی بھلا خاک پھر آبرو
سر سر بلند ان کفندہ کروں
ہوئے متفق آگے جنگی جوان
نہ ٹھہر موڑے جنگ سے زنیار
کہ تو اب فرسیر کے پاس جا
فرسیر زنیے یہ پاسخ دیا
کہ بھجواؤں اپنا درفش بے ہر
علم کے آیا وہ جنگی جوان
سنشاد دم خنجر و تیغ تھا
بہت وقت پیکار مارے گئے
ہزار و دو صد مرد و اولا جناب
ہوئے کشتہ جتنے کروں کہا میان
ہوئے بندے غم کے آزاد دل
برائے سپہ شاہ لگے گنج و زر
ذرا دلمین اپنے یہ تم سوج لو
تو پھر اس جہان میں تیغ و ظفر
کہ خسرو کا اور درستم گرد کا
ادھر اریان تھے ظلمین تمام
کہ کھنسر و نامور تھا جہان
فرو دلا و رہوا کشتہ آہ
گئے اور کہا ای شریا علم
یہ بزم مسرت بٹھایا اسے
پے جنگ سیران خانہ حرا
کروں جا کے سیران سے کا زار

ہوا جلوه فرمے تباہ جب
در در شکستہ ہوا پھر وہیں
دلیرانہ پھر بیزن جنگ جو
افرنچہ جو دشمن میں ہرگز کیا
ولیکن کینکاہ سے بدین
کہ اعلیٰ فہوس مثل پدر
بھرا پنا شکم کے خنجر سے چاک
یہ بہونچے خبر ہلے خرد کو جب
وہاں سے بصد شوکت کروفر
نکل کر بلا سان ہو اگر مین
نرا وہ کو بیجا برائے نبرد
پھر اک گز بیزن مارا کہیں
یہ چاہے تھا بیزن کھینے کن
نرا وہ کو واس آٹھلے قتلے
ہوا دان پیران لیدہ دان
سو کا سہ دلا کے تورانیان
عرض مست مدہوش غافل
خطرناک بیدل ہوئی سپاہ
گیا نامہ خسرو نامور
بسوسے کلات و خرم یہ گیا
بفرمان کیخسرو نامور
رکھا اسکو زندان میں شام و گجا
اگرچہ جواہر دتب بیدنگ

سپہ لیکے طوس جواہر دتب
گئے و زمین سب بھج کر تیج کین
ہوا اس جواہر دتب کے روبرو
گیا ٹوٹ نیزہ بہ حکم قضا
راہم دلاورنے ماری جوتیج
جوانی میں کشتہ ہوا یہ سپر
کیا آپ کو اسے دہین ہلاک
خدا جانے کیا بھجے آئے غضب
کیا طوس نے کوچ بھر پیشتر
کیا کشتہ بیزن نے شکو وہین
بجھا را وہ آوے جو ہو کوئی مرد
رہی جنگ کی بھرنہ شکو موس
کرے تاکہ مدجواہ کو اس سے بند
تنگا در پر اسکو بٹھالے گئے
پے جنگ پر خاشا اریلیان
کہ لشکر تھا اریانوں کا وہاں
دلیران اریان میں قہ شب
روانہ ہوا طوس بھر صوگاہ
بنام فربرز عالی گھر
مے بجائی کو قتل ناحق کیا
فربرز نے طوس کو باندھ کر
ہو لاپ سالار کیسریا
دلیروں کے آسانے بھر جنگ
کر چکے ہم بعد یکا جنگ

ہوا حملہ آور بسوسے حصار
کہو نیزہ اس دم فرو د دلیر
فرو دلاورنے از قے کین
وگر بار یہ چاہے تھا وہ جوان
تو کشتہ ہوا مرد جنگی فرو د
نعر من سکلیان و ڈری فی وہاں
وہاں آگے بہرام نے طوس کو
ہوا طوس کو زیر جرح کبود
پھر اک امین اور آیا حصار
روانہاں سے لشکر ہوا پیشتر
گیا سامنے بیزن پہلوان
نرا وہ گرا سپ سے ہو جدا
کراتے میں گھوڑو کو کر کے وان
ولیکن نہ پھر جنگ کی لائے تاب
سواران ترکان لیے حمل ہزار
خطر گوسے بکسران کو تھا
کہ بیزان سپہ لیکے آیا وہاں
فربرز کے آگے شامل ہوا
لکھا تھا کہ جو طوس تقصیر
نعر من طوس کو قید کر لیجو
کہا سخت دشنام وہی بشار
لکھا پھر یہ بیزان کو نامہ کہ ہاں
فربرز کا جبکہ نامہ بڑھا
مہیا ہریان گز و تیر و خندنگ

دلیری لگے کرنے مردان کار
ہوا رزم جوا کے مانند شیر
رہا اک کیا زخم سپر وہین
کہ بیزن کو لے زیر گز گران
فغان اک بٹھا زیر جرح کبود
موتی اس کے ماتم میں ناگہان
کہا کہ کے نفرین کراستد خور
فردان غم پور و در و درود
جوان اک بلا سان تھا دان قلعدہ
تو سالار توران نے سن کر خبر
ہوا کار بخیر تیغ و سنان
پریشان ہوا مغر بردخواہ کا
سواران تورانی لے وہاں
گئے بھاگ کر پیش فراسیاب
نبرد آرمایان و مردان کار
تو ناچار بس قصد شجوں کیا
ہزاروں کے قتل اریانان
فربرز کا تیر الم دل ہوا
نہ لایا بجاک حکم وہ نا بکار
خطا کی سزا اسکو اب لیجو
کیا کہن میں ذلیل اور خواہ
یہ شجوں نہیں کار جنگ و ران
تو پیران نے شکو یہ پاسخ دیا

جنگ کردن فربرز بالشکر پیران و شکست خوردہ آمدن نزد

نعر من جب گیا اک مہینہ گلو
ادھر نامدارن ایران میں
ہوئی آتش جنگ افزوختہ

یہ خسرو در توران
ادھر لشکر ترکن یاے کین
ہوا خاندہ آشتی سوختہ

صف آرا ہوا آن کر ہر دو سو
مبارز لگے چاہتے کینہ خواہ

دو لشکر مقابل آئے آن کر
دلیران جنگ آور و کینہ جو
ہوئی گرم پیکار کیسریا

خوشی سے دلیران ایران دیار / اُسے مرنے کرتے تھے یل و نہال / بداندیش سے بسان جنگ

رسیدن رستم پہلوان در قلعه ہمایون با ستمداد و استغانت طوس و آمدن کاموس و شنگل
دو پہلوان و خاقان چین بالشکر بیکران با عانت پیران و جنگ بار ستم و کشتہ شدن
اشکوس و کاموس از دست رستم و ہراسان شدن فراسیاب

سنی خسرو نامور نے خبر یہ سن کر وہیں رستم پہلوان یہ گودرز سے طوس کہنے لگا جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان وہ بولا کہ خاطر کو اب شاد رکھ تہن کے لینے کو آیا وہیں بہت اُسکی رستم نے دلجوئی کی طان سرا فرزا ایران دیار ہر ایک کی تسلی تہن نے کی لکھا اُسے تھا شاہ توران کو کہ کوہ ہمایون پہ چوہ حصار سپہدار توران و دو پہلوان سرافراز گردان چین و ختن روانہ تو کر اور بھی کچھ سپاہ نہ تنہا گئی فوج ترکان چین شتابی سے پیران کے شاہ پہن وہیں پیش کاموس پیران گیا یہ کہنے لگا ہو کے وہ غم و تہہ تو بس ملاؤن رستم کا دم نہلین یہ گفتا رستم کو اشاد دل تو جو بیان نگہدار تورانان و ہر قلب میں با سپاہ ترکان

کہ محصور ہو طوس والا گھر ہو اسوے کوہ ہمایون و تہن کہ آیا تہن تو جا پیشوا کہا پھر کہ امیر پہلوان جہان غم و فکر سے دل کو آزار دیکھ ملا جب تو یہ عذر لایا وہیں گئے قطعہ میں پھر بفرط خوشی یہ بولے کہ اے رستم نامدار ہوئی اُسکے آئیے سب کچھ خوشی کہ کر کے زبون فوج ایران کو نہیں تاب جنگ نہیں اپنے ہما کیے سوے کوہ ہمایون و تہن تو انا و پیلنگن و پیل تن کرے تاکہ ایرانیوں کو تبا روانہ ہوا آپ خاقان چین بے جنگ و پر خاش مال ہوئے شاہ خوان ہوا رستم گرد کا کہ آگے مرے تیغ اُسکی ہو کند ملاؤن میں سب رستم خلیفہ ہو ابنہ سے غم کے آنکھ ددل تو جواب مددگار دیاری ہر رستہ تا قوی پشت جنگ ایران

تہن کو کر کے طلب یون کہا اگہ کر کے یلغاز نزدیک جب شتابی سے اُسے بفرط خوشی تو ایرانیوں کا جو پشت و سپاہ پھر آئے بہم سرے وڑ پہلوان رہا میں حفاظت کو ڈرتی بہا تہن رخت بیٹھا وہاں ہوئی زندگی تیرے آئیے یا خیر لا و تہن ایران و لشکر کی اب کیا میں نے محصور راہ و شلو جو فوج اور بھیجو تو انکو تاب جو امزد کاموس و شنگل دلیر سوا اسکے خاقان چین کو لکھا بہم بسکہ دونوں میں خلاص تھا تہن سے پہلے یہ ہو چوہاں غرض کے جبے ستم پہلوان کہ رستم کو ایسا سوار دلیر تو کرتا ہر طرف کیوں اس قدر جو میدان میں جاؤ نہیں دڑا میں گیا پھر وہیں پیش خاقان چین سم کر کے تین گرم بازار جنگ لگا کئے پیران و خاقان چین

کہ یاد رہو تو جا کے اب طوس کا ہوا خرم و شاد دمان طوس تب تہن سے جا کر ملاقات کی بیان تو نہایت ہوئے ہم تباہ در در ترنگ طوس جنگی جوان نہ ملگ سکا پیشتر ای جوان ہمیں ویسا لے سکے سب پہلوان و گرنہ نہ تھی ہم کو اُسید جان کردن میں بیان آگے جو اس پر اک ڈر میں لی ہوا غصوں نے پناہ کردن میں ہلاک و اسیر و غراب دلیری کے پیشہ کے غمزدہ شیر کہ پیران کی امداد کو خسرو کیا پاس خاقان تو خلاص کا کہ تورانیان خیر زن تھی جہان ہوا شامل فوج ایرانیان مقابل نہیں جسکے غمزدہ شہر مرے سامنے آوے میرا نہیں کردن دشت کو سرسبز بچوون کہا اُسے اے شاہ روی زمین کردن قافیہ فوج ایران کا شنگل ہے نرم یکدل ہیں ترکان چین

لاہنیں ہلکو تر خاک و خون تو کی عرض رہے اسی بادشاہ جہاں دیکھائے فوج افزایاں	تلافی قصیر سابق کروں سزاوار جہت و سر پر کلاہ تو میں ہوں گناہم زدم شکاں	یہ سن کر سو ستم بلیتیں اجازت ہو کافی ہر طوس لیر یہ سن طوس کو آئے رخصت کیا	لگا دیکھنے سرور انجمن کر گیا یہ پیران لیسہ کو زیر دیا حکم گو در ز کو تو بھی جا
--	--	---	--

بار و گر رفتن طوس بجنگ پیران و بارش برت بہ سحر سازی حرو زبون شدن ایرانیان و

قد شدن در قلعه

سبب یکے پھر طوس جنگی جوان بہم سرد و شکر سے گرم جنگ جدا ہو کے لشکر سے اپنے گیا کہا دو میں گو در ز نے طوس کو گیا گھو دوڑا کے شیریز کو تہ کوئی ہوا کامران زینار وہاں حراک شخص پر زور تھا وہاں جا دوا یا تو کر لڑی جوان یہ سن کر سرفہ کو ہمار تہ گرتا تھا اک قطرہ بھی اوڑھ پھرتے میں پیران ہوائی ہاں ہر اک جاتی برت اور جاتی تھا اتنی تو کر فضل و جانتا کوئی غبت سے مرد فرخ سیر یہ دیکھا تو گھوڑے دو میں خوار دے جلے از سے کین واقید جہدم وہ خانہ خراب خوادان تمام اور دونوں سپاہ وہ تھی تاب اقامت بیان عرض بادل پر غم و ضطراب سردامن کوہ طوس دیر یہ پیران ہواں نے صدم کہا پند آئی اسکو نہ یہ گفتگو	ہوا سچے پیران و نہ و ان رہی شان جنگ گز زنگ کیا ہم نبرد ان کے سر کو جدا تو قوت ذرا کر تو ای نام جو ہوا ساتھ ہواں کے پیکار جو گئے پھر سوشلہ انجام کار کہ بازو رہا نام میں شخص کا کہ ہوا بارش تہ باران ہاں وہ سحر ہوا جلے مشغول کا برستی تھی لشکر میں ایرانی برت ہوے حملہ آور یہ فوج گران سواران پیران پڑے تھے ٹکون کہ تادور ہو برت باران خراب رہا م دلا و کو آ یا نظر پیادہ کیا قتلہ کوہ پر نہس بخت ہاتھ لے کے باہر ہوئی دورہ برت بارش خراب گئے رزم گہ سے سو خیمہ گاہ کہ کم تھی بہت فوج ایرانیان گئے سے کوہ ہاں و خراب ہوا لیکے لشکر کو آرام گہ کہ محصور کر نیے کیا فائدہ کہ تھا بر سر کینہ وہ کینہ جو	گیا کر کے یلغار زردیک جب ہوا آٹھوان روز جب آفتک بہت گرد ایران ہو کشتہ جب کہا گہ سے پھر کہ ای شیر مرد گئے گز تھا گاہ تیغ و شان دلہروں نے پھر تیر باران کے لگا کینے پیران کہ اب زود تر وہ کچھ نہ ترکو نکو ہوئے ضرر ہوا ابر تیرہ نمایان دہن ہر کن جوش سرا سے تھا کاجنا بہت قتل ایرانیوں کو کیا بعد زار می عجیب پیر جوان قرن اجابت ہوئی یہ دعا کہ انگشت وہ محبت شعار وہ سحر تھا از بسکہ مشغول کا کہا پھر یہ اس کے ہاں و دتر آ کر کوہ سے پھر گیا پیش طوس پھر آیا سحر ہوئے پیران سوار زبون ہوئے ناچار سو تو عقب حصار ایک تھا کوہ پر ہتوار دوان کے گھر کان پیکار جو سر راہ سد و دمت بہت قلعہ میں غلہ و آب تھا	مقابل ہوا آ کے پیران بھی تو میدان میں ہواں دلا و ہوا کیا طوس نے قصہ پیکار بت تو ہواں اچلے ہو ہم نبرد ٹپے خوبا ہم وہ دونوں جوان بہت پہلوان انکے بجان کے ہیاں سے تو جا قتلہ کوہ بتہ ہو دین ایرانیان سر سہر ہوئی بارش برت باران ہاں ہو سب کے پیکار و ان سے پا ضرر برتے کچھ نہ ہو کاجنا لگے مانگنے یہ دعا سزاوار کرم حق نے بجا ارکان بر کیا کر کے ہر شہارہ سو کو ہمار وہ تھی کچھ خبر اسکو دین زینار تو اس کے تہ باران کو اب کر گئے قتل لاکر گیا پیش طوس ہوا کے آمادہ کار زار وہ تپے سے تپے آتے تھے سب لیا زخمی دختہ نے وان قراہ کیا آ کے محصور و ان طوس کو جدھر جا وین جانے آدمہ دیکھ میتا تھا سان ہر قسم کا
---	--	--	--

سنو آگے خاقان دستگیر
نوراد کیودورزانہ کا رنگ

جنگ رستم با خاقان چین و گرفتار آمدن خاقان و گریختن رستم تورانیان و فتحیاب بودن

رستم پہلوان

<p>ہوا جبکہ کاموس جنگی ہلاک یہ بہتر ہو عظمت عنان کیجیے کردن صبح ہنس کو اسیر کنند تہن کے سینہ کو چنگام جنگ تو بخشنون تجھے بسم و زریہ شمار پکارا کہ اسے رستم سر فراز کو دن شل کاموس تلجو ہلاک جو دیکھا کسی فریو جوشن گذار حکم کر کے شمشیر کو بعد از ان بہو بچکر تہن نے یکبارگی یہ پھرتا تھا تیغ بر ہمنہ بکعت دے بعد در آ کے چو ان دہان وہ کہتا تھا وقت دم و پسین ذکر تے سیا دوش کو گرم ہلاک وہ بولا کہ اسے رستم ذی شعور یہ سن کر دہن میں پیران گیا وہ پہلے گیا پیش خاقان چین اسے منع خاقان چین نے کیا کہا اسکے ہومان نے اسے شاہ چین جو صحرادر یامین ہو گرم جنگ نہ ہو زرم ساز ہنس کو فرا سیاب وگر یار پیران بہ عجز و نیاز بہت چالووسی جو پیران نے کی ہوا رستم گرد کامع خوان بہت کی چین نے پرستندگی</p>	<p>تو پیران دیر ہوا خشناک سو خانہ شکر روان کیجیے تو بیدل نہ ہوا بل اچند کردن میں سحر کہ نشان جنگ بہت دھن تجھے گوہر شاہ پور مرے ساتھ ہوا ان کے زدم شاہ زمین کو کردن جسم سے تیرے ک پیر سر پر لایا دہن نامدار تہن ہوا سوئے جنگیش روان جو کھینچی بکڑ کر دم بارگی بسان ہنر زریان ہر طرف لگا کئے رستم سے دھلے جوان کہ ہونا نہ ترک کئے اب گرم کین نہ ہوتا مرا سینہ کین سے پاک کسی چل کین سیلوش ہو دور یہ ہومان نے پیران سے جاکر کہا کہا یوں کہ اسے شاہ ترکان چین خرومند ہومان سے پھر یوں کہا تہن سے بیکار لازم نہیں مقابل نہ ہوا اسکے شیر و جنگ کہ لہز ہی نام سے جکے آب لگائے یوں اسے نہ سر فراز تو جانے کی دی بندہ پردہ نئی کہا جس پیران نے بعد از ان فراوان ہو میرا حق بندگی</p>	<p>لگا کئے خاقان سے اسے تلجو ہمین تاب بیکار رستم نہیں پہر اتے میں گھر و جنگیش نام لگا کئے خاقان کہ اسے جنگ غرض گھر و جنگیش روز در گھر گیا رستم گھر د خندہ کسان ہوا گھر و جنگیش نے لی کمان تو لیکن سپرے گذر بید رنگ وہ بہت سے اسکی گزیران ہوا تو جنگیش ہوا پشت زین سے چلا گھر رستم سے کوئی مقابل ہوا نہ زمار ترکان کو بر باد کر یہ سن کر تہن نے پاسخ دیا سادش بھاسر اپ سے بھی ہوا لگا کئے رستم کہ پیران یہاں تہن نے تلجو کیا ہے طلب بلاتا ہوا رستم پہلوان تو کیوں پیش رستم گیا تھا گھر کمان تاب ہو لشکر شاہ کو تہن ہی بل اتگن و چلن یہ سن کر ہوا تہ خاقان چین سخن پہلے رستم کاوش تیجے گیا پاس رستم کے ڈرتا ہوا کہ تھیر و نام بردار کا رہا قتل سے میں نے سکون کیا</p>	<p>اچا پنی بیدل ہوئی سر بسر کہا سن کے خاقان نے کچھ غم نہیں اپنے لگائے شہ واکرام گھر قتل رستم کو میدان میں دیرانہ میدان میں آن کر کہا تلجو لائی ہے اب موت تلن کیا تیرے سوئے تہن روان ہوا بند جوشن میں اگر خدنگ تجھے اسکے رستم شاہان ہوا تجھے قتل رستم نے دہن کیا سو جنگ ہرگز نہ مائل ہوا وہیت تو سہراب کی یاد کر سمجھ میں سن کو کچھ ہو لکھا بجا ہر جو ہون تم سے گرم سینہ اگر اسے تو راز دل ہو بیان تو جاپاس اسکے کہ بہتر جواب جو ہوئے اجازت تو جاؤں ان ترے دلین آؤ اس سے خودی نظر کہ جو ساتھ رستم کے بیکار ہو سوار جہان گیر د شکر شکن گیا دور جوان کو دان سے دہن جو کچھ پھر ہو منظور سو کیجیے بہت دل میں اندیشہ کرتا ہوا یہ غلغلہ بھی ہو بندہ با وفا جو کچھ شرط خدمت تھی لایا جا</p>
---	---	---	---

یہ سن کر ہوا وہ قرین طرب
 اودھ کے پیران خاقان پہنچا
 خردشمن ہوئے تکی نہان
 ولے بادودہن خدا کو کیا
 کرتھا آشکبوس میں لاؤرکلام
 لگے کوئے وہ نیزہ بازی دہان
 ہوئی کارگر زکی بھی نہضوب
 ولے ہنس قدر گز کار سی لگا
 جو تہی ہو رہا مہل پھر گیا
 ہوا غور زین جا کے مانند شیر
 پھرا آشکبوس ہر د آ زما
 نہ اک تیر بر سر ہوا کارگر
 ہوا اسکے سینہ پہ کیا کارگر
 جو دیکھا کہ ہر برق خوناہر
 تو اسے گھو پیران کے تھا دست
 غصہ نہ آیا کوئی نامور
 کیا رات کو سب آرام خواب
 لگا کینے لشکر سے خاقان چہن
 تہن سے یلغار ہوا زین
 کیا اسپ کو سوسے میدان طان
 تہن کا شاگرد الواسے یل
 کیا ترک نے جبکہ نیزہ روان
 لگا کینے رستم سے وہ پہلوان
 وہ ہوا کہ جب صیدا آوے نظر
 تہن شتابی چڑا سر گیا
 کیا زور کا موس درستم نے جب
 کہ شیر پر اپنے ہو کر سوار
 ہوا اسکا گھوڑا دہان سے قرار
 کیا تہل کا موس کو پھر وہن

کیا اپنے ڈیرے میں بنگام شب
 اودھ رستم و طوس انجم خشم
 پھرتے گرم پیکار جنگ آوران
 ذرا دی داندیشے کو دلیں جان
 دلیر و جوانمرد مشہور عام
 دیکھن ہوئی کارگر کچھ نسان
 پھر ہنس مرد جنگی نے بنگام شب
 کہ توڑی سپہر کو خست کیا
 تو اس ترک نے یارادہ کیا
 لگا کینے اس ترک سے وہ دلیر
 سو پلٹن تیر باران کیا
 کمان بیکے رستم نے پھر زور
 کیا تیرے پشت سے بھی گزر
 ہوا تھاد حیرت زدہ دیکھ کر
 کہ رستم ہر مرد توانا دھیت
 مقابل تہن کے باکروفر
 کھر گاہ نکلا جو پھر آفتاب
 کہ لے نامداران و ترکان میں
 کہا سن کے کاموس نے پھر وہن
 دلیرانہ جا کے پکارا کہ مان
 کہ بے جنگ ہو نہ بڑی تھی گل
 تو اسے جنگی نے دی بیٹان
 مجھے مجھے آشکبوس لے جان
 تو کو ٹکڑہ غرہ ہو شیر ز
 ہوا اس سے والبتہ ہوش کا
 شکستہ ہوئی درمیان سے وہ
 گردن میں تہن سے پھلکارا
 کیا فوج خاقان میں اسے قرار
 سواران ہریان نے ازور کین

ہوا ہر رخسہ جب جلوہ گر
 ہوئے لشکر آرا بقصد و غا
 وہ انہوہ لشکر جب آرا نظر
 نکل خیل ترکان سے اک کینہ
 گیایان سے روہام جنگی سوار
 جوانمرد جنگی نے ازور کین
 اٹھا گز مارا جو بالاسے سر
 کیا جبکہ گز گران نے ستون
 طرف اپنے لشکر کے موڑے
 کھڑا رہا کہ ہو بچا تراہم ہر
 ولے اتنی بھی دہشت پلٹن
 رہا تیر جب سوسے دشمن کیا
 ہوا آشکبوس ہر شخص مان
 یہ بولا کہ جون رستم پلٹن
 تہن اپنے لشکر میں کوئی بھی
 دباہم ہوا پھر کوئی کینہ خواہ
 تو میدان میں گردان پیکار
 کہ کوئی نالاج جنگ آ زما
 کہ رستم سے کرتا ہون میں عام جنگ
 شتابان ہوا سے رستم نامدار
 دلیرانہ آیا سوزر سگار
 دہان کر کے میدان میں تہن
 ڈرون میں دہر گزرتے تھوڑے
 دلیری سے کاموس نے پھر کین
 پکڑی تہن نے پھر وکند
 ہوا بلکہ کاموس زین سے جدا
 تہن پھر جلد ہنسی کند
 ہوا جیکہ وہ ترک جنگی اسیر
 کوئی لشکر ترک سے اک سوار

دلیون نے کینہ پہ باندھی کر
 گیانہ فلک پر فغان بوق کا
 گیا سچ میں رستم نامور
 شتابان ہوا سوسے نامور گاہ
 ہوا جیکہ آمادہ کار زار
 سر ترک پر گز مارا وہن
 تو اس وقت ردہام نے فی
 گیادان سے ردہام پھر کین
 کائنات میں دان رستم پہلوان
 مقابل ہو پھر کارگر تو سہ مرد
 کہ زور تھاد دست ناک فلک
 نہ دھرنے تب کہا مہر جا
 طاحیم اسکا تہن و خاک
 نہ دیکھا کوئی ہم نے ناک فلک
 کہ رستم سے میدان میں ہو ہم زور
 گئے ہر د لشکر سو خیمہ گاہ
 صف آرا ہوئے آن کر ہر دوسو
 عوفن آشکبوس جوانمرد کا
 یہ کہ شتابان ہوا بید رنگ
 مہرے ساتھ کر آن کے کارزار
 ہوا اس کے کاموس سے کینہ خواہ
 ہوا غور زین رستم جنگ جو
 گردن آج بھگور زون زور سے
 رہی سو سہم ار جہنم
 ہوئی تہن کے تہن ہول کے بند
 ولے اسے پھر یارادہ کیا
 کیا تہل پھر اسے باند
 کٹان لے گیا رستم شیر گیر
 ہوا پھر نہ آمادہ کار زار

پیام آئے بھیجا کہ اسے نامور تو پہل سفید اور دیہم و زر غضبناک تھن کر ہوا شاہ چین ہوئی بارش تیر ہر چند پر گر خاک پر فیل سے شاہ چین غرض لشکر چین گزرا نہ ان ہوا سین اک و طہرہ پر یہ دور چرخ نہ بدل در شاہ رنگ ز کار تھا یہ بولا کہ ترکون کو جانے نہ دو	نہ ہو گم پیکار بس صلح کر مرصع وہ اور رنگ دکنج و گمر سپہ سے یہ بولا کہ از رو کین تہن کا ہر گام تھا بہر شتر لیا باندھ ایرانیوں نے دین سوکشور چین سشتابان ہوا ہمیشہ سے مشہور ہو چرخ شہ چین پیادہ گرفتار تھا یریش کر کے ہر چار سو گھر لو گر زبان جسے شب کو تو را نیان	یہ سن کر لگا کتنے وہ نام جو سیان بھیجے کتاب کہ ہو یہ تمام کو تیر باران سو سپہ سالان ہو بخیر جو رستم نے پھینکی کند زد و کشت اُردم ہوئی ہند شہ چین کا سبب وز رواج تھا زبانہ کا ہر دم ہر رنگ و گر اسے طوس کے پاس لایا کشتان ولیکن جو نزدیک تھا وقت شام نہر گزرا دان کسی کا نشان	جو خاقان کو سپہ صلح کی آواز سزاوار کھیر و ذوالکرام دیرانہ ہو گم پیکار بیان تو خاقان کے سر میں ہوئی بکا کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر سواران ایران نے غارت کیا کبھی شام ہو اور کبھی روزِ شمر دیرین سے پھر رستم پہلوان ہوا جا کے آسودہ لشکر تمام
---	--	---	---

روانہ شدن رستم از کہ ہمایون برای جنگ فرسایا بدن پولاد وند شاہ ختن بمقابلہ رستم و طغر
یافتن رستم پہلوان و بست و فیروزی مرحبت نمودن آمدن رستم پہلوان بہ خنوخینسر و

ہوئی صبح تابندہ جہا لشکر سواران توران کو فرست لی یہ کہہ کر کیا بال محسوس و تہ کو گیا کے اس دادا کے حضور فرامز کو خلعت و زر دیا پے طوس و گور ز و گوداد ہام روانہ ہوا سوسہ افراسیاب کہ لشکر نے یکدم صف کھائی شکست ہوا پرالم سن کے افراسیاب لگے کتنے مردان جنگ آزا کرین رستم زور سے جا کے جنگ بہت جنگ میں آڑ مایا اسے غرض قتل بدخواہ دشوار ہی ختن کا سپہدار پولاد وند بہم شاہ توران و پولاد وند	و کوئی نہ سو کون کا دیکھا سوار بیابان سے بے رنج و غم راہ لی روان پیش کھینچ و نام جو فرامز رستم کا فرخندہ پور اسے مورد لطف و حسان کیا کہا تنک میں لون پہلو و خاتم تہن کرے تاکہ ہو سکوزراب کیا اسر بلند فلک کو رستم نے بیت بہت دل کو سکے ہوا اصرار لگے چین ناصح طلب کی سنا ملا دین ہنسے خاک میں بیٹیک کسی نے ذرا بھی نہ پایا اسے نہیں سہل یہ کام ز نام ہی ولیو نہ آزار و زور مندر سو لشکر رستم از جہند	سپہ لگا کتنے رستم کہ واہ سلامت کے حیف تو را نیان وہ پہل سفید اور وہ تخت علی ہوا شاہ کھینچ و نام دار تہن کو بھی خلعت پر گھر وہ جتنے تھے گردان جنگ زما حضور سپہدار توران دیار شہ چین کو میدان سے روز تیر کیا نامدارون کو ش نے طلب نہ سمجھا کہ بین مرد میدان اگر وہ بولا کہ رستم ہو لشکر شکن خندنگ سنان گرز و شتر پھر اک نامہ شاہ ختن کو لکھا ختن جو میدان ہو کر ہو چلا شتر شتابان ہوے با سپاہ گران	تھیں شب ہوا میل آرام گاہ سے خواب غفلت میں ایرانیاں فراوان زور و گور و تیج و تیج شکستہ ہوا دل بربک ہمار زور سے عنایات با گنج و زر ہر اک کے لیے خلعت و زر لگا کیا جا کے پیران نے یون آشکار پکڑے گیا رستم شیر مرد کہا یوں کہ بان مصلحت کیا جواب فرا حکم ہوے تو اب زود تر توانا و زور آ ورو سپہ بستن بدن پر نہ اس کے پو کچھ کار گر طلب بہر امداد اس کو کیا ہوا شامل شاہ افراسیاب دیران جوان و چکی جوان
--	--	--	--

یہ سن کر لگا کتنے دہ پستلن
 کیا پھر پیران نے اے نامدار
 تو کر صلح موقوف کر عزم جنگ
 کیا تجھ کو بس واسطے یاں طلب
 حوالے کرے میرے افراسیاب
 بوخسہ کرے سر کو اسکے جدا
 دے پاس خاطر، تیرا ضرور
 سنا جبکہ خاقان نے حوال سب
 کیا عرض تشکل نے اے شہزاد
 یقین ہو کہ کوئی بل کیسہ جو
 یہ سن کر خوشی سے لگا کتنے شا
 وہ بیٹھا تھا خاموش تھی عقدا رنگ
 گیا سو میدان ہوا نعرہ زن
 کہ میں مخالف کے زور دے کین
 وہ اٹھ کپادوہ گریزان ہوا
 سلامت دہان سے آئے لنگیا
 دلیری میں لکھتا ہو وہ شیر مرد
 عبت بھی مجھے مجلس میں لانا گزرت
 شہ چین نے تشکل کو انجام کار
 ہوئے گرد رستم کے کسر سوار
 گئے پھر دیران پیکار جو
 نہ ہوانے انہو سے بیم ناک
 یہ کہو کہ کون میں کہ بیگاری تھی
 ہوا سادہ دھاؤ کا و بس کا
 مقابل چوٹ کے پھر کا کب سالی
 دہرے چمکتا تھا رستم کے کون
 تھن کو از بسکہ تھا جوش کین
 جہان پہلوان رستم کی نہ خواہ
 سواران چین بسکہ کتنے ہوئے

کہ خالی نہیں صدق سے سخن
 کہ دن ہوں میں اب تجھے عہد تو
 نہ کہہ قدر فوج تو ران کو تنگ
 مری بات سن گوش جان سے تو اب
 زرد مال بھی دے مجھے جیسا ب
 اتو خالی ہو کینے سے دل شاہ کا
 پذیرائی صلح تھی ورنہ دور
 لگا کتنے گردان چین سے قیاب
 نہیں صلح منظور یاں زنیہار
 کہ نگاہوں پر رستم گرد کو
 کہ ہنسی پھر جنگ کیجے بکاہ
 کہ مجلس کا سوخت تھا اور رنگ
 پکارا کسا سے رستم پستلن
 کیا بند رستم نے نیزہ دین
 سو شکر چین شتابان ہوا
 تشکل نے خاقان سے جا کر کہا
 نہیں کوئی اسکا جہان ہم نبرد
 یہ ظاہر ہوا یا وہ کو تو جو صاف
 سواران جنگی دیے شش ہزار
 ہوا گرم ہنگامہ کارزار
 ادھر سے بھی رستم کی مدد کو
 کر کو شش و جد بخود ہنگام
 قیامت دہان اک پریدار تھی
 تھن سے اگر بسہ دار مارا
 دے اس سے غافل کرایا زول
 کیے کتنے صمد ہا گیا جطوف
 ہوا حملہ آور سوشا چین
 گیا جبکہ نزدیک قلب سیاہ
 جو صحرا میں کشتوں کے چنے تھے

ولیکن دو دہرے ہواے نام جو
 کہ فرما بڑی سے زمین پھر دن
 وہ بولا کہ اے مرد فرخ نہاد
 جو یہ آرزو ہے ہم صلح ہو
 کہ بخیر و نامور کے حضور
 تو یہ جانتا ہو ترے شاہ سے
 تھن سے نصحت ہو پیران گیا
 اگلے نامداران کو تم شتاب
 بلا سے جوئے کشتہ دو جا گرد
 جو یہ بات تشکل نے مہم کمی
 دے دیں پیران کے چلیج تاپا
 غرض تشکل گرد ز دھر
 رکھوں ہوں میں تجھے متا جنگ
 اٹھا کر گرایا سے خاک پر
 ہوا اس کے دنیال رستم دوان
 کہ رستم کے آگے ہن سب گروست
 یہ سن کر ہوا شاہ چین غضب
 وہ بولا مرے ساتھ ہو گر سیاہ
 و گربار تشکل بہ قصد دغا
 ولیکن نہ رستم کو تھا کچھ بھی غم
 دلیروں سے کہنے لگا پہلوان
 بگر ز گران اب سستیزہ کرد
 چاہے تھی یون ضرب گز گران
 خروشان ہوا لیلے گز گران
 لگا گز جو ایک بالاسے سر
 وہ تشکل کہ تھا گرد جنگ آرمہ
 سواران دیرانیاں یکہزار
 ہوئی فوج خاقان کی حکم کھان
 جو رستم کی دیکھی دلیری دہان

اسیر بلا اس سبب سے ہی تو
 رہوں تابع حکم شام و سحر
 تری بات کا ہو مجھے عہد
 تو پھر شیوہ ز مسند ہر کو
 روانہ کروں پھر ہو پرخاش در
 نہیں صلح منظور ہرگز مجھے
 یہ حوال خاقان سے ظاہر کیا
 تھن کی ہوا بات کا کیا جواب
 بھٹل خدایان ہن بسیار گرد
 تو سب نامداروں نے ناسید کی
 نہ دیتا تھا اس بات کا کچھ جواب
 دلیرانہ ہو کر سوارا سب پر
 گیا سن کے وہ گرد و لاد جنگ
 کیا چاہتا تھا تھن ہنگامہ
 دے آن کر شکر چینیاں
 بجا ہوا سے کیے گریل ست
 لگا کتنے یون کیا ہوا جھکواب
 تو پھر جا کے رستم سے ہوں کہ فرخو
 سور ز لگے کے لشکر گیب
 بیک تیغ و نیزہ تھا کرتا قلم
 کہ اس جنگ سے یاں نہیں کچھ ان
 سر چینیاں ریزہ ریزہ کرو
 کہ جس طرح سے تیک ہنگران
 کہ سادہ دے دی سادہ دے دی
 تو بس ہو کے بیم گرد خاک پر
 تھن کے ہاتھوں سے مار گیا
 گئے ہمرہ رستم نامدار
 قیامت ہوئی ایک پیرا دہان
 تو خاقان چین کو ہوا خون جانا

<p>یدان سے ہمیں کچھ بھی حاصل نہیں لگا کئے پیران سے شاہنشاہ مناسب نہیں ہو تو قہر ہمارا لگا کھاتہ رسم کے پھر مال و گنج برقع و نظریے کے پھر مال و زر سوا اسکے سب مال مغرور بھی</p>	<p>بھلا کس لیے ہو جیسے گرم کین سہلے کے شاہ قہر اٹھ گیا سوخا دیں ہو جیسے اباوان مبدل ہوا ساتھ رحمت کے بج کیا پیش کشی فرموانا مور تہمت کو بخشا بہ فرط خوشی</p>	<p>چلو پھر بسوے دیا رختن ہوئی اس سب سے یہ بیدل سیاہ غرض جنگ و امنیہ صراط تہمت نے ہراک کو با صراط ہوا شاہنشاہ و نام جو کیا یزید دیکھو کو پھر طلب</p>	<p>یہ کہہ کر گیا شہسوار رختن نہیں سوے پیکار مائل سیاہ گر یزید ہوا شاہ افراسیاب کیا ملک توران کو تقسیم سب دیا گنج و زر و رسم گرد کو وہ توران سے آئے پیکر سب</p>
<p>کون قہر لب در باب درنگ امیران و گردان ایران دیار کیمیں دامن دشت سے آگیا تعب و جہت کا ہی یہ مقام کہ ہو ایک اکوان دیو لیں سنا جبکہ یہ دیو کا ناجسرا نہیں اور کوتاہ یہ زنیہار سو گور خر جا کے پھینکی کند کیا چاہے تھار خرم سپر بل غرض اس طرح سے وہ دیو لید بروز چسارم سوار دیر زمین کو شتابی بریدہ کیا کہ دریا میں پھینکوں میں پکوپ کہا دیو سے پھینکے کوہ و گو جبکہ دریا میں تب بید رنگ نذرے دلیری علم کے تیغ شنا در تھا یک دست سے پہلوان سورج و لیل میں جنگ و کشتان جو انور کا رخسار جوتا تھا دان بہدار توران کا گلہ بان خبر پانچے چپان افراسیاب</p>	<p>ساؤ نہیں اکوان در رسم کج حضرت کے حاضر تھے سب ہار کئی آپ کو اسے ضائع کیا کہ اگر کیا گور خرنے یہ کام سر خیمہ حواریں مسکن گزین تہمت سے خسرانے تہمت کما یہ تکلیف بھی تو ہی کو اختیار وہ غائب ہوا کچھ نہ ہو چکا گور نظر سے وہ پوشیدہ پھر ہو گیا لگے تھا نمایاں لگے نا پید ہوا اور صحرا میں آرام گیر اٹھا کر تہمت کو بس لے گیا جو ہو خیمہ ہنر لیلین مجھے کہ تا آستخان ریزہ ہواں سرور سورسم گرد و درے نہنگ لگا قتل کرے خاتون بیدین بدست و گر تھا ستیر و کمان ہوا پھر سو دیو اکوان رولان ہوا پھر سوار سپہ وہ پہلوان کہیں اپنے گلہ کو لایا وہاں سورسم گرد آ یا شتاب</p>	<p>ہوا جن آراستہ ایک روز کہا ایک چوپان لے دان آن کر یکے لگا خسر و پیل زور یہ سن کر وہین موبدان کہن ہوا دشت میں شکار آن کر کہاے پہلوان رسم پلین دہن لیکے گرد و کندستان پھر اکدم میں پیدا ہوا وہین یہ سمجھا تہمت یل پیل زور ربانین دن تک تہمت خراب کیا خواب میں جبکہ وہ پہلوان ہوا جبکہ بیدار وہ پیلین سمجھا تھا یہ رسم شیر گیر اسے دیو نایک لے پھر وہین جو انور دہن وقت لایا نیاہ یل پلین خوب تیراک تھا بعون عنایات و لطف خدا یہ اس چشم پر دفتر رفتہ گیا جو چوپان تھا خسر و کی سرکار کا روان لے کے گلہ ہوا پلین اسے دیکھ کر رسم نامور</p>	<p>سرخ ت خسر و تھا جلوہ فروز کہ لگے میں اسبان کے اک گور نہیں زور میں ہمسر سب گور لگے کئے یون پیش شاہ یزید وہی دیو ہی صورت گور خور ترا کام ہو کشتن اہر من تہمت ہوا سوے صحرا دان یہ دڑا وہین کھینچ کر تیغ کین کہ ہی بلیان دیو اکوان یہ گور شاکرام تھا دن کوئے شب کو تھا تو پھر ان کے دیو اکوان نے وان لگا کئے تب اس سے یون اہر من گور رکس ہی کا لاد یو شہر من دیا پھینک دریا میں پھینک سوا فریسنده سرو ماہ دلیر و جوانمرد و بیباک تھا کنار سے پہ ہو چادہ جنگ رار کہ گور دن کا یعنی چراگا تھا دبان آئے گلہ کو رکھانہ تھا سو حسنہ و حسنہ روان زمین خروشنده وان ہو کے چوٹی</p>

تہمتن بھی ہر روز تھارہ نور
وہ رستم سے آکر ہوا کینہ خواہ
سپہدار توران کے جب مقفل
جوش گدازے اور صبح ہونے کا
سباز طلب آن کے جب کیا
لے جاہا کہ لے جائے کھینچ کر
ہوا شاہ کا بند باز دوسر
ہوا سوسے گردان جنگی دوران
ہو میدان میں زخمی ہوئے ہر تن
ہوے، ہاے زخمی نبیرہ پسر
گنداکے رستم نے بب کی رہا
ایک اور مارا جو اس گرز کو
لو لے دے تھی تہ تاب ہتھور
وہ طاقت مجھے بخش لے بیگون
نہ جو شہر میں لیکن آخر کچھ کیا
ہے کھد کے بہ حزب گزر گران
پر لے ملے اس گرد کے جسم پر
تہمتن نہ من کر پڑیر کیا
کرے آکے بیان و عہد ستوار
سپہدار توران گیا پھر وہاں
ہے فاصلہ نیم فرنگ کا
لگا کئے شاہ ختن سے کہان
رہا ہاتھ سے تیرے گرو دیگا
ہوے دونوں معرود کشتی ہم
ہوٹھا کر جو پکا اُسے خاک پر
یہ بچھا وہین رستم ارجمند
کھا جاکے لے شاہ فراساب
رہائی مجھے اس سے سوچی بھی کب
تہمتن کی جی فوج پہنچی دین

توقف نہ کرتا تھا وہ شیر مرد
عدم کی دے آئے لی دوین باہ
ہوا خیمہ زن رستم شیر دل
کردن جا کے رستم سے میں کارزار
پے جنگ تب گویو جنگی گیا
کہ اتنے میں یہ حال کر کے نظر
ولیکن کیا نہ زور ہتھور
کیا اُسے زخمی نہیں جلازن
تو گو در زیا خاطر پر رخن
تستانی سے تو جا کے امداد کر
تو شاہ ختن تے چڑا سر لیا
تو رنجہ ہوا رستم نام جو
رہا جو کرے زخم بد خواہ پر
کروں تاکہ بد خواہ کو آب یون
یہ شاہ ختن دل میں کئے لگا
انہ ہرگز بلازمین سے پہلوان
خوار بھی نہ ہرگز ہوئی کارگر
ولیکن یہ سوقت اُسے کما
مگر بھیجے مدد کو نہ کوئی سوار
تہمتن نے اس کے کیا یون بیان
مدد کو نہ ہو بچے کوئی دوسرا
زمین پر کرے جبکہ یہ پہلوان
تو بھر کام دشوار تر ہو دیگا
لگے کرنے ہر دم درشتی ہم
تو میدم ہوا وہ شہ کینہ در
کہ بس مر گیا شاہ یولا دونہ
نہیں زنیہارا آدمی کی یہ تاب
ہوا کرد حیلے سے جانبر میں لب
ہوا گرم بازار پر غاش کوین

کھین راہ میں ایک آیا حصہ
وہ حسن نہیں فتح جس دم ہوا
تو سلاز کان سے یولا دونہ
فرض دوسرے روز وقت بگاہ
رہا کر کے شاہ ختن نے کند
رہا م اور بزن نے جا کر کند
کہ دوہین کین ٹوٹ و فون کند
پہونچکر بیک ضرب تھشیر کین
ایکیش رستم وہ ناکرکان
یہ سن کر گیا رخن پر ہوسوار
جو خالی گئی پہلوان کی کند
ہوا خون روان سر ہوا درند
خدا سے تہمتن نے کی التجا
پھرتے میں بد خواہ نے آن کر
کہ فرسول بدل یہ وہ گزر ہو
مری تیغ بلان تھی غار گنگا
پھر سنے کیا میل کشتی وہاں
کہا فراسیاب دلاور کو یان
فرضل سجن سے یہ تھا مدعا
شہا عہد و بیان یہ باہم توکر
پذیر کیا شاہ نے یہ سخن
جگر جاک اس کا وہین بچو
گیا کہ کے افراسیاب دیسر
کیا زور رستم نے انجام کار
دے دم چرایا بداندیش نے
گیا یہ سورخش تا ہو سوار
کہ ہو رستم گرد سے ہم نہر
عقبہ کے پہونچا جو گرد و لہر
لگا کئے شکر سے یولا دونہ

کہ دان گرد کا نور تھا قطع دار
روان بخیر وان سے رستم ہوا
لگا کئے یون اسے شہ ارجمند
دلیر ادا یا سورزم گاہ
کیا پہلوان گویو کے سر کو بند
رہا کی سوشاہ یولا دونہ
علم کر کے پھر تیغ یولا دونہ
کیا خستہ بس گویو کو بھی دین
کما یون کما سے پہلوان جان
سورزم رستم نامہ ار
تو گزر گران لیکے یولا دونہ
رہا زمین پہ قائم بل ارجمند
کہ عاجز یہ اب رحم کر یا خدا
روان تیغ کی گرد کے کف کی
کہ لرزن سدا جس سے البرہم
دو پارا کرے سنگ آہن صفت
تہمتن سے کی خوش دل میان
طلب کیجئے تاکہ اسے پہلوان
کہ رستم نے دم راست بنا کیا
کہ ہٹ جائے لشکر عقبہ شہر
پہر آہستہ اگر شہ بلیقن
توقف کو توراہ مت دیکھو
فردا کے گھوڑے سے دونوں تیر
کہ دشمن نہ قائم رہا زنیہار
کیا کر بد خواہ وہ بد کیش نے
گر زبان ہوا اٹھ کے وہ شہر
حضور اُسکے ہو کوہ البر گرد
تو گردان توران نے بچائے تیر
کہ تخت وزر و گنج و نام بلند

<p>بجلم جسامندار کھور کشا لگا کرنے شیری بل شیر مرد کر بارہ کیا جو شش بربان ہزاروں کیے کتے ہنگام جنگ جلے سب گرازان پیکار جو بھراک روز گر گین نے اس کا نہیں روکش کے سرو آفتاب لگے کتے تب دکنے باشندگان بیان حسن کی اُس کے توصیف کی تو یہ دور سے اُسکو آیا نظر ستارے ہوں جون گردآہمین ہوا شیفہ تب منیرہ کا دل کہ ہوا قدر خون خراسیاب نہ ہرگز کیا اُسے کچھ بھی حذر کہ یہ آن پہونچا جو کیونکر ادھر مرنام ہو بیزن پہلوان ہوئی دیکھنے کی مجھے آرزو جسے دیکھ حیرت میں ہو جو ہری تاشاے رخسار رشک قمر مرے پاس ملا کر ٹھاؤ اُسے گیا ساتھ اُس کے وہ با صطرب وے کینہ آور تھا مانند گرگ یہ بیکیش ٹھہرانہ وان زنیہار گئی سوے خرگاہ اُٹھکر دین یسر ہوا سر بسر کام دل گیا خواب میں بیزن نامور منیرہ اُسے لے گئی سر بسر گرفتار حیرت ہوا نامدار تو ہے علاء آشکار دستان</p>	<p>وے اُس کے ہمراہ گر گین گیا گرازون سے بیزن ہوا ہم نواز گرازا ایک آیا سوے پہلوان غرض اس طرح سے بگڑ دزدنگ لگادی وہاں آگ بھی چار سو کئی روز مشغول عشرت سلما منیرہ چمک دخت افرا سیاب یہ گر گین نے قصہ کیا جب میل ہواک نے منیرہ کی تعریف کی جو پہونچا وہاں بیزن نامور کینزان میں پیرامن نازین گیا بیزن گرد جب متصل لگی کتنے وہ غیرت ماستاب چلا آیا اس طرح سے بے خطر تاشاہ اس سے حوالہ ریافت یہ کتنے لگا دایہ سے وہ جوان نامین نے یہ دخت ہو خوب یہ ککر اُسے دی وہ انگشتری کہ دیکھوں منیرہ کے پاس نہ منیرہ یہ بولی کہ لاؤ اُسے منیرہ نے جھک کر کیا ہے طلب ہراک طرح تھا گرچہ گر گین رک گیا جب ادھر بیزن نامدار گیا جبکہ بیزن تو وہ نازین ہوا جب ہم آغوش آرام دل روز چارم ہو پنجسہ عماری زرین میں پھر ڈاکر ہوا جبکہ بیدار اور ہوشیار لگا کتنے اے کردگار جہان</p>	<p>گیا شاہ سے ہو کے نصرت مہمان گرازان مقابل ہوئے کے سب نقطہ وہ جوان گرم پیکار تھا دلاور نے اُسکو کیا غرق خون کیا دشت کو بجسہ خون سرسبز رہا جاکے پھر دشتیں پہلوان ہراک رنگ کے گل شگفتہ بربان یہ ساتھ اپنے کسی شعلہ خو پے سیر اس جلا قاصت گرین ہوا دل سے مشتاق دیدار کا لیے ساتھ اپنے کئی دربار اگل دسرو مینا و جام دسرو ہوئی دستان عاشق پہلوان عجب ہو کہ یہ پیشہ ادویہ جان کہ تو اس جوان کے فدا پاس جا ہوئی جاکے بیزن سے پران حال کیا دفع میں نے انھیں سرسبز بعز و تنہا میں آیا ہیسان کما پھر یہ تدبیر کر ایک بار کئی دستان سے حقیقت یہاں لگی کتنے اس سے کہے پہلوان تری پاس بانی کو اسے نو جوان اسیر بلا ہو دے گا بیگمان روان سوے ایران ہوتا جو منیرہ نے بیزن کو بے اختیار برج عیش سے وان سکود ز شہب رنگ کچھ نہ زنیہار بیزن کو ہوش دکھا سب سے پیشہ ہنات کو نہایت دل ہنگام پریشان ہوا</p>	<p>یک کدوہن چرن پہلوان گرازون کے بنے میں پہونچا وہ نہ زنیہار گر گین مددگار تھا دین کینچکر خنجر آب گون گرازان خو خوار کو قتل کر بفتح و ظفر حسرم و شادمان کریان دشت ہو ایک رشک شان وہ ہر سال آتی ہو وان سیر کو کہ صحر میں ہو اندون نازین سنا وصفت جب ماہ رخسار کا کہ بیٹھی ہوئی ہے بنا ز ادا مسیا ہو وان بادہ و جنگ درد ہوا پہلوان عاشق دستان کہ کوئی نہیں آسکے ہو ہیان منیرہ نے دایہ سے پھر یوں کہا تشان ہون ہوئی دایہ خوشحال پے جنگ خوکان میں آیا ادھر مجھے شوق دیدار لایا ہیان گیا اور بھی اُس کو میدار یہ سن کر گئی دایہ با صطرب گئی دایہ پھر پیش بیزن وان لگا کتنے گر گین میں ٹھہر بربان یہ جانا کہ وان بیزن پہلوان دین لیکے بیزن کے شبیر کو کیا پھر حیرت سے وان ہلکار ہوئی بادہ چھا بفرط و طرب ہوا مستی بادہ کا جبکہ جوش نہفتہ کی قہر میں رات کو بہت مل میں لے پشیمان ہوا</p>
---	---	---	---

<p>کیا میں نے اسکو تباہ و خراب کیا قتل کتنوں کو وقت ستیگر نگہبان تھا گلے کا شام و سحر سبہ لیکے اور پیل جنگی ہزار کیا قتل کتنوں کو شمشیر سے لیے گرد نے چار پیل سیاہ ہوا پیش پھر وہاں سے روان سپرد اس کے گیل ارجمند خروشان ہوا مثل شیر زبان کہ آزار دین خواب میں مرد کو پھر آیا یہاں تو براسے دعا پریشان کیا مغر دیو لعین شہنشاہ نے اعزاز اس کا کیا کیا رستم پہلوان پر نشان ہوے مائل عیش شام و سحر کہ آخر خسروان جہان بہت مال لکھنچ اسکو دیا اکن قصہ کو تازگی سو گھون</p>	<p>تھمارا جو ہی شاہ افراسیاب یہ کہہ کر وہیں پہنچ کر مینج تھن ہوا پھر روان بیشتر خبر پاکے رستم کی اک نامدار کیے کشتہ گردن بہت ترسے سوار دن کو یکدم کشتہ تباہ برقع و نظیر رستم پہلوان وہ گلہ بھی اور چار پیل بلند ہو نچکر سر چھوہ پتلوان نہین کار مردان پیکار جو کہ جنگ ننگان سے ہو کر رہا بیک ضرب گزر گران پھر دین روان ہو گئے پھر پیش خسر گیا طلب گئے پھر سیم و زویشمار بہم خسرو درستم نامور کیا عرض رستم نے یون بعد از ان تھن کو خسرو نے رخصت کیا اب آگے بیان رزم ہزن کو نہ کسٹنے سے ہوا شک جھکوان</p>	<p>نبرد آزمائی مرا کام ہے بعث سوے پیکار مالک میں وہ ناجار یکسر گریزان ہوے کہ ترکون کی پہونچی سپہنگان مقابل ہوا اسکے وہ شیر مرد پیل نامداران ہنگام جنگ ہوا عہدہ پیلے دست خزار گیا پیش اسکے وہ جنگی سوار پے جنگ اکوان شتاماں ہوا تو اسے دیو آسانے گزیرد لکھنچ رستم سے کر کو غریو لکھ کو کیا دیو اکوان کے بند شتابی سے فتر اک باندہ کر تھن کا خسر و شتاخوان ہوا سہیا تھا اسباب سب عیش کا رہا دور جامی دل فردر لکھنچ کچھ رخصت بسوی پلن تھن کا افرون کیا عروجاہ اکون کیا کہ جو یجبستان</p>	<p>یہ بولا کہ رستم مرا نام ہے بھلا کس لیے تم مقابل ہوے یہ مردانگی دیکھو حیران ہوے دلے عہدہ منزل بمنزل دلا گیا کہ یلغار بہر نبرد کیے کشتہ پھر گزے بیدنگ وہ سر کردہ فوج توران دیار طرف سے تھا خسر کے اک اہلدار روان بسوے جہان ہوا کہا دیکے سو گند گز تو ہر مرد دلیرانہ آیا مقابل وہ دیو یہ سن کر تھن نے ڈالی کند جدا دیو کے جسم سے کر کے سر جو دیکھا مرد دیو حیران ہوا پھر اک جشن ترقیب شہنے کیا رہی رزم عشرت وہاں چنود مرے دل میں ہوا زور و پلن دو منزل گیا اسکے ہمراہ شاہ</p>
---	---	---	---

رفتن بیزن سپر گھوٹ ارمان برای جنگ گرازان و فتحیاب شدن رسیدن ر مرغزار می فریفتہ
شدن منیرہ دخت افراسیاب بر جمال بیزن پہلوان و ہمراہ بردن شج سیستان خود و خبر یافتن اسیا
ازین مابرا و قید کردن در چاہ تاریک رہا کردن رستم پہلوان از بند و رفتن سوی ایران

<p>لکے کرنے فرما دو شور و فغان شاتے ہیں مردم کو شام و سحر سو پہلوانان ایران زمین کردن قتل خوگان خونخوار کو جوان ہون و لیکن بندیر پیر</p>	<p>بسان غریبان و بجا رگان نہ چوڑین زراعت نہ بکے شجر یہ خسرو نے شکر نظر کی دین تجھے حکم ہوا سے شہ نام جو یہ سن کر لگا کہنے مرد دلیر</p>	<p>حضور جہاندار گیتی خسرو ز اندی کنان ہیں ہزارون گرازان قطر کہ یہ حال رستم و یگان شہ شیر عہدت سے بولا وہ شیر یہ کار آزمودہ نہیں زمیندار</p>	<p>کہیں آگے ارمانیان ایک دوا کہ ارمان میں خسرو فرار رستم سے گرازون کہ ہمراہی بان اٹھا بیزن پور گوبو دیسہ وے کیو بولا کہ اعوشہ ریا</p>
--	--	---	---

پری نے ہوجکر غضب یہ کیا
اثر سے فسوں کے دہن بے خطر
نہیں تھی پری بخت برگشتہ تھا
تو وہ ہو کر باگزود تیغ و دھنک
نہیں رست تیرا سخن زنیار
مرا بستہ کرنا کچھ آسان نہ تھا
دلیران و ترکان جنگی سوار
رہے زندہ تو کہنے لگے کراں سوار
لگا کئے کھینچے اس کو اب اس پر
برادر نہ تھانے کوئی بار تھا
یہ انجوہ دیکھا تو حیران ہوا
یہ بکروہ سردار والا خطاب
نہ بیٹھا تو شہ نے یہ ہنسکر کہا
جو پیران نے دیکھا یہ لطف کرم
کئی بار دی پیشتر میں نے چند
کہ میں سیادش کو تازہ نہ کر
گماشتہ نے زندہ اگر چھوڑ دوں
یہ شکر رہ جو رہمیداد سے
اور اک دیوا کوں نے سنگ گران
منیزہ کو بھی یان سے بچائیے
کیا قید مہین کو بجا کے دان
کہ دختر پائیدار رکھنے روا
سبب سے محبت کے اور جا کے
وہ مہین کو روزن پہنچا تھا
سنوکار سازی جان آفرین
لہان ہو بتا مہین پہلوان
جو پہنچے تو اک بیشہ آنا نظر
ملائے گزراں نہ خون خاک
بیابان میں اک گود آیا نظر

کہ بھکو عاری میں بھسلا دیا
پریر و بھگے لگی اپنے گھر
کہ جس نے کیا یون اسیر بلا
کہ آسپ کرتا تھا میدان جنگ
تو جانبر نمودیکا انجام کار
وے تیرے داماد نے کی دغا
مقابل مرے کرشہ ایک ہزار
تومت کہہ مجھے مہین نامدار
نگون بخت کہ تو نگون سار کر
خدا لیکن اسکا مددگار تھا
یہ پیران ولیہ نے سنکر کہا
خشبانی کیا پیش فرسیا
گدا زش تو کراں ہو کیا مدعا
تو بلا کہ اسے شاہ عالی ہم
نہ ستمو ہوا جب شہا جند
درخت بلا کو شہا بارور
تو دنیا میں رسوا و بدنام ہوں
گماشتہ نے لپے داماد سے
بیابان میں بھینکا جو تھا بچان
نکو سار بیشہ میں لٹکائیے
کنو میں کے رکھنا سچہ پر سنگ گران
گزند ہو گیا ہو بچائیے ست شہا
وہی جا کے نزدیک ہوں جا کے
کچھ ایک اس میں آپ بھی کھائیے
کہ گرگین گیا سوئے لڑان میں
یہ راز زمان سر بسر کر عیان
بہے جا بجا تیرے بریدہ شہر
کیا شست کو سینے نوکائے پاک
پند یہ حسرت و خوب تر

عماری میں مٹی جو تھی ناخوش
نہیں اس میں نہ ہمار میرا گناہ
لگا کئے پھر شاہ توران دیا ر
اور اب دست بستہ شال نشان
سنی جب یہ گفتار افراسیاب
تو اک تو سن دگر زاب بھگوشے
تا شا تو بھر دیکھ میدان میں
ہوا پر غضب شکے افراسیاب
اسے لے گیا وہ سودا ر حب
سنوکار سازی کا حق کی بیان
کہ یار و نہ جلدی کو بان راہ دو
ہوا ایسا وہ ادبست و بان
اگر گنج مطلوب ہو دون تجھے
لکر مہین نامور کو ہلاک
ہوا کام سے دست بردار تب
سیادش کو جو قتل تو نے کیا
کیا شکے پیران نے پھر یون تالی
کہ کر چاہا تاریک میں اسکو بند
دہن پر تو رکھ چاہے کہ اپنے سنگ
بفرمودہ شاہ افراسیاب
مینزہ کی ہانی دوڑی آئی شتاب
شفاعت ہوئی گو حقیر سے بر
گدائی وہ کرتی تھی ہر صبح شام
جہان آفرین داود دادرس
کہا گویو گودرز سے جا کے جب
یہ گرگین نے پاسخ دیا گویو کو
اگر امان خونخوار آئے دہن
سوچے اسے پھر سے ایران و دان
طرف اس کے دوڑ کے شبیر کو

بڑھا سپہ فسون پر پری نے دہن
نہا کودہ حصیان ہر شکاہ
کہ اسے بخت برگشتہ روزگار
یہ گفتار مستانہ کتا ہے یان
تو مہین نے اسکو دیا یہ جواب
کہ دکھلاؤں اپنی دلیری تجھے
گردن قتل سکون اک ان میں
یہ کر شیور کینہ جو سے شتاب
کیا خلق نے آکے انہوہ تب
کہ پیران اُدھر آگیا ناگسان
ہلاک ہر جان کو ابھی مت کرو
گماشتہ نے آ بیٹھا اسے پہلوان
اگر تاج چاہے تو بخشون تجھے
ذرا دل میں کر خون یزدان
وے پھر میں کتا ہوں ایشاہ
تو پھر کیا اٹھایا بعد از نامہ
کہ رکھے گرفتار بن گوان
ہر کس طرح سے ہو بچا گوند
نہ زنیار ہیات میں کرد رنگ
سنا جتی اس کینہ جو نے شتاب
کیا عرض یون بیشہ فرسیاب
گماشتہ نے دھڑ کو گھر سے بدر
جو کچھ باقہ آتا تھا اسکو طعام
ہوا آخستہ کار سندریا درس
لگا بوچھے گویو گرگین سے تب
کہ نزدیک اربان ہم نے مچو
ہوئے اسے ہم گرم بیکار کین
طرب ساز و شادان صید لگان
شتابان ہوا مہین نام جو

بڑے مجھے گر گینے نصیب لافون
 نیزہ نئی جسے خاطر کمال
 قلم ہون میں در کچھ قربان ہوں
 اگر شاہ توران سے ہو بچے ضرور
 یہ کمر لگے پینے باہم شہاب
 نہ تھا دخل ناخسوس کو ملان
 پھر ہی گردش جبرج انجام کار
 گیا وہ ہین در بان خانہ خراب
 ہوا شاہ مستکبر بہت خشکین
 شہیدہ کا ہرگز نہیں اعتبار
 وہ ہوا لاق قید و بند گران
 کہ لجا سواران بیکار جو
 یہ سنکر جو کر شہید ہو گئے خواہ
 در کاخ سدودا یا لظہر
 جو دکھا ہو بچکر در خانہ
 نہ جنگ و دن و در و نہاں
 شہنشاہ توران کا یہ کاخ ہی
 کہ بلان ہی تو سن نہ گزرتا
 نہیں کوئی اس دم مرا بار ہی
 ویرانہ آیا در خمیر پر
 متابل ہو میرے جو کوئی جان
 تو نیکی کرے مجھے گرا بیکار
 جو دکھا کہ بیزن دلا در جان
 کیا ساتھ بیزن کے عہد آوار
 اسے گیا سوسے افرا سیاب
 کیا وہ گرفتار جب پیش تخت
 لگا کئے بیزن کہ اسے تاجور
 مرا یا رگم ہو گیا ناگمان
 بیکایک ہوا اک پری کا گذر

سورہا بدودہ ہوا رہنمون
 کیا یون کہ دل کو نہ کھو پٹل
 رضا جو تری بادل و جان ہون
 تو جان ہو میری تیرے آگے سپر
 ہوے دولت و صلح کا میاں
 کسی پر نہ یہ راہ تھا کچھ عیان
 کہ کیا ان نہیں دانا در گزار
 کیا عرض یون مثل فرا سیاب
 فراخان سالار کو بس دین
 کوئی جاکے دان دیکھے بیکار
 عقوبت ہی اس پر روا بیگان
 تو عہد رکھا کے اب کلخ کو
 گیا تا در کاخ لیکر سپاہ
 شکستہ کیا در کو پھر زود تر
 تو اک مرد بیگانہ آیا لظہر
 سہ صد جو چہرہ پر سنگان
 بیان ہر حسے تو گستاخ ہے
 کردن کس طرح ساتھ دشمن کے جنگ
 جان آفرین بس مددگار ہو
 خردشان ہوا آگے جان شیراز
 تو کھڑے سر نہا دین را بیکان
 جلون ساتھ تیرے سو شہنشاہ
 کرے کشتہ لشکر کو اب بیکان
 لیا ہوں سے وہ خمیر آبدار
 کشتان سر بر نہہ بجال خراب
 کہا شاہ توران نے اسے نیجیت
 بجنگ گرا زان میں آیا ادھر
 سو دشت آیا لقص کشتان
 اڑاے گئی مجھ کو دان آکن کر

اسیر بلائیں بھلو کیا
 جوانوں کو در پیش ہو زنگاہ
 مرے گھر کو اپنا ہی تو خانہ جان
 تو اب شوق سے نوش کر جام سے
 شب در در رہنے لگے ہلکا
 کئی سال گذرے بعیش ہر سر
 خبر وار در بان ہونا ناگمان
 کہ شاہا گیا جنگ دنا موسفت
 بلا کر کہا مصلحت اب ہی کیا
 اگر کلخ میں غیر کو بار ہے
 سخن شاہ نے شکے سالار کا
 ثبتان میں دیکھے کیلک اگر
 سنی بانگ قانون جنگ با
 گیا اندرون محل کینہ خواہ
 نیزہ ہوا در وہ جوان ہلکا
 یہ دکھا تو کر شہید ز کینہ جو
 ہوا شکے بیزن کو تب منطرب
 ہوا بخت برگشتہ انجام دار
 یہ کمر و ہین لیکے نام خدا
 کہ بیزن ہون میں پور گیا دیر
 میں اس خیر تر سے اب کردن
 ردا شاہ مجھ پر نہ رکھے ستم
 گرفتار کرنا ہے دشوار تر
 ہوا ہاتھ سے جبکہ خیر جدا
 نہر طلع نیک یا در اگر
 چرا کینے توران میں آنا ہوا
 لگا کر نے عید افغانی بعد جنگ
 ہوا خفتہ پھر میں زیر و زور
 نمودار پھر فوج تو راں ہوئی

عوض اس سے نے یار سب کا
 کبھی شادی و عشرت و بزنگاہ
 مزاجان بھلو نہ بیگا نہ جان
 کہ ہرگز نہیں جائے اندیشہ ہی
 نہ تھا کار جز عیش و ان زینار
 قرین عیش عشرت غم در رخ دور
 ہوا اسکو اندیشہ خوف جان
 نیزہ کا اک گرا دیران ہر حبت
 فراخان نے یہ عرض شہ سے کیا
 تو پھر اس میں کیا جلے کر و راج
 یہ کر شہید ز کینہ جو سے کہا
 تو لے آکشتان یان اسے باز دھکر
 لیا گھر ہر اک طرف سے شتاب
 گیا پھر ادھر تھی جدھر رشک ناہ
 ہم تجا بانہ ہین بادہ غوار
 ہوا غور زان یون کہ ہو کون تو
 لگا کئے کھا کر دین بیج قتال
 نہ ہرگز موافق رہا زینار
 لیا کھینچ خیر جو موزے میں تھا
 شجاعت کے بیشے کا ایک نہ شیر
 بہت نامدار دن کو بس غرق ہو
 شفاعت کرے توری کا قسم
 کہ مرنے پہ اب اُسے بانڈی کر
 گرفتار بیزن کو اُس دم کیا
 تو ہرگز نہ کچھ کام آدے نظر
 شہستان میں کس طرح جانا ہوا
 خوشی سے تہ جیخ فروزہ رنگ
 ہوے خفتہ گرا میرے ہا بخت
 عمارت اک اسین نمایان ہوئی

سوسے کشور گر گسار ان بنگا
اور اک دخت ایگی ہو قندگزار
گر چاہ میں قید اور خستہ ہے
وہ بولا کہ اسے خسر و ناجو
تتمن ہی پل فگن و شیر جنگ
ہو اگیو لے نامہ شہر یار
ترا پیر سخن اور آنکھوں میں نم
کہ آرام سے وطن میں رہوں
مے بیزن نامور کا یہ حال
مرا بیزن پہلوان پور ہے
یہ مکر و بھنگ دے دل فروز
جو نزدیک پہونچا جیل نامور
وہ رخت و جواہر مہیا کیا
ہو رستم گر دکا مدح خوان
بچے بیزن پور گیو دیسر
زمین بوس ہو کر وہ جنگ آنا
اگر سامنے آوے تیر و سان
لگا کئے خسر و کہ اسے پہلوان
تتمن یہ پوچھ اسے تاجور
نشا بان ہوں اب مثل زاراگون
یہ سنگر ہوا شاہ شاہ جان
گرا نامیہ دشت ادہم باد پا
شتر پراز پر نیان و حریر
یلان نبرد آزمایک ہزار
تتمن نے جب قصد تولد کیا
تو گرگین کو رستم نے پاسخ دیا
کیا یہ سخن گردے جب میان
کہ گرگین کو اب شہر رہا نتیجہ
کہ بیزن رہا ہو کے آوے اور

پڑی جب تو کیا دیکھتا پور شا
کہ نسل کیا نسے ہو وہ گلزار
سلاسل سے بس دست پابستہ ہو
نشا بان سے پروا کی محکمو ہو
بنے گا یہ کام اس سے بید رنگ
نشا بان سورستم نامدار
فغان کھیچتا تھا بعد دروغم
یہاں سے نہ زہار جنبش کردن
ہوا آئے اسے گیو غلگین کمال
مرے دیدہ زار کا نور ہے
رہے محفل آرا بہم تاس روز
تو دو دہن بجکم شہر کا مگار
دلہن تخت زر ایک برپا کیا
کہا تو ہو پشت و پناہ کیان
گوارہ تو کر رنج اسے نہ شیر
و عادت نا کر کے کئے لگا
ترے حکم سے من موڑ دن علان
یلان قوی جنگ جتنے ہیں ان
سپاہ گران لیکے جاؤں اگر
کردن جلے تدبیر ملیبی دہان
مہیا کیا رخت سودا گران
وہ آشتی پراز گوہر بے بہا
تخالیق ہر اقلیم کے بے نظیر
گئے ہمہ رستم نامدار
یہ گرگین نے ہوت ہیں گما
کہ صادر ہوئی تجھے ایسی خطا
ہوے پور گرگین کے گریہ کنوں
مرے ساتھ رخصت آئے دیکھ
تو جان بخشی ہیں کی جی ہوزد تر

کہ بیزن کنوین میں گونسا رہ
کیا شہ نے پھر گیسے یون بیان
نہ اندیشہ رکھ کر خدا پر نظر
کہ جاؤں چھڑاؤں بیزن کو
مرا نامہ لیجا سہستان
اسے جا کے نامہ دیا شاہ کا
یہ سکر تتمن نے پاسخ دیا
بہت میں نے کھینچے ہیں رنج و عن
تھے درد سے میں جگر خستہ ہوں
تو رکھ جمع خاطر نہ کر خطاب
بروز چارم بسا مان و ساز
گئے آگے لانے کو سب پہلوان
بٹھا یا تتمن کو اس تخت پر
مددگار گردان ایران دیار
کہ شہرے سوا اسے یل نامدار
کہ اسے شاہ شاہان نے زمین
میں ہں کام پر جیت باز ہو کر
انہیں ساتھ لیجا جنہیں چاہو
تو ایسا نہ کھائے دیو و تاب
کہ آسان ہو یہ کار مشکل نشاب
جو تیار یک دست سامان ہوا
پراز جا ماسے یہ صد شتر
ہزار شتر القصہ ہمراہ تھے
وہ پہنچے ہوئے جامہ کاروان
رہا کر کے اسے گرد فرخندہ خو
کہ لینا خطا ہو اب اسے شوکت
کیا عرض رستم نے بھر لاجرم
یہ رستم کو خسر و نے پاسخ دیا
کردن و رستم گرگین کو بیشک ملک

بصد رنج و غماری گرفتار ہو
ترا پور زندہ ہے اسے پہلوان
کہ آوے رہا ہو کے تیرا پسر
لگا کئے خسر و کہ اسے پہلوان
کہ آوے یاں رستم پہلوان
سب حوال بیزن منقص کیا
کہ اسے گیو میرا ارادہ یہ تھا
نہیں چاہتا دل کہ چھوڑ دین
بچے کا بیزن کمر بستہ ہوں
کہ لاؤں رہا کر کے شکوہ نشاب
روانہ ہو رستم سر فراز
وہ آیا تو خسر و ہوا شاہان
وہ بیٹھا تو خسر و نامور
بجسم افگنی تو ہے پس و نہا
نہیں چاہہ گریان کی زہار
ترا ہوں میں اک بندہ کچھین
چھڑاؤں بیزن کو اب زندہ
روان لیکے ہوش کر جنگجو
کرے قتل بیزن کو افراسیاب
لے دست فوسل افراسیاب
تو رستم روان کئے تو راں ہوا
متلع گرا غامیہ پاکیزہ تر
پراز تخت و خیر و خوار تھے
بنے سر بسر صورت ساربان
مجھے لیچن اب اپنے ہمراہ تو
ترا نام پیش خداوند بخشش
دھوڑ نہشت شاہ کیولان غم
کہ یہ عہد میں نہ ہو مل میں کیا
ملاؤں ہی اسکا خون و خاک

سویزن آیا وہ اسند پیل
 و لیکن ہوا گوردانے روان
 فز نہار بیزن کا پایا نشان
 ہوا دل مرا سخت اندوگین
 یہ سکر خنما ہے بے اعتبار
 یہ چاہا کہ گر گین بد کیش کا
 اسے پیش کج خسرو نامدار
 کہ تو لیکیا تھا مرے پور کو
 کب ہو تو اب مکر کی گفتگو
 شتابی سے پھر تیغ کین کھینچ کر
 دو صد تازیانے لگائے دین
 گیا گیو بسکر اسے پیش شاہ
 مراہے تھا ایک نور بصر
 کرے ہی یہ گفتار مکر و فریب
 پہنچ داد کو میری لے شہر
 کہ گر گین نے مجھے بیان کیا کیا
 شہنشاہ نے گر گین کو دین گایا
 نظر کر کے وہ طالع دو وقت پر
 یہ سکر کما شہ نے پھر گیو کو
 چہرہ الاؤن بیزن کو اب بد سے
 کہ اختر شناسون کی گفتار کا
 نشان پاوین اسکا تو فوالمرد
 تو نور دز کا کیجو انتظار
 ہو گیو شاہان یہ سکر سخن
 یہ مکر گیا پہلوان اپنے گھر
 ہوے بہر طر وہ نفیس کنان
 گیا گیو با خاطر سر برالم
 طلب کر کے پھر جام گیتی نما
 بہت غور سے تھا نظارہ کنان

خروشان و جوشند چون رود نیل
 عقب کے تھا بیزن پہلوان
 نہ کبھی کہیں صورت پہلوان
 گئی دن ہوا دان قامت گرین
 ہوا گیو بے اختیار آشکار
 کرے خنجر تیز سے سر جدا
 تو جا لیکے اسے پور فرخ شعار
 گمان کم کیا تو نے اسے کیتہ جو
 ملاؤن حریری خاک میں آبرو
 کروں میں جدا جسم سے پھر کر
 کیا خستہ گر گین کو از روئے کین
 بجشم پر آب و دل کین غماہ
 کہ دشاؤ تھا جس کشام و دھر
 کہ سکر اٹھائیں قرار و شکب
 کہ گر گین نے مجھ کو کیا سو گوار
 سنا تھا جو اسنے وہ شہ سے کہا
 کیا پھر گرفتار بند گران
 لگے کتنے کتنے پیش شہ نامور
 کہ رکھ جمع خاطر تو اسے ناجو
 ملاؤن تجھے تیرے فرزند سے
 اسے کچھ بھی زہار یا ورنہ تھا
 خبر دین ہمیں ان کر شاد شاد
 کہ جب آوے نور دز فصل ہار
 و عادی کراے سرور انجمن
 و بہن پھر سواران پر غاش پر
 و لیکن کین کچھ نہ پایا نشان
 دل زار بتاب او چشم خم
 لگا دیکھنے شاہ کشور کشا
 سو بہت کشور شہ خسروان

شتابی سے بیزن نے ڈالی کند
 نظر سے ہوا گوردان بیزن نہان
 دے تو سن بیزن نامدار
 غرض بادل و درد آیا بیان
 یہ سمجھا کہ بیشک ہوا وہ جوان
 کہا لیک گورد زرنے پھر دین
 دین گویا بادل درد مند
 کیا تو نے مجھ کو تباہ و غراب
 تجھے لیچون پیش خسرو بھی
 کپڑا بال کر گین کے پھر بعد از
 ہوا نیلگون سر بر جسم زار
 کیا عرض اسے شاہ گیتی پناہ
 اسے کر کے کم آپ آیا بیان
 بجز تو سن بیزن پہلوان
 یہ سکر ہوا شاہ اندوگین
 پھر احوال گر گین سے پوچھا تا
 کیا شہ نے پھر موبد انکو طلب
 کہ تو ران میں بکزند وہ پہلوان
 سو ملک توران میں کھینچو پاہ
 یہ کتا تو تھا خسرو پا کدین
 کہا شاہ نے پھر کہ لے نامدار
 مبادا نہ دے اگر آگئی
 نظارہ کروں جام گیتی نما
 جہان میں قودہ جنگ ہو جا
 ر وادہ کیے گیو نے چار سو
 جو نور دز فرخ ہوا جلوہ گر
 جو خسرو نے دیکھا اسے بقرار
 ستارے جو ہیں سات فلک کا
 نشان بیزن نامور کا کین

کرے گور کے سر کو تا دوہن بند
 شتابان ہوا میں نفیس کنان
 جو دیکھون تو صحر میں ہو بے سوار
 یہ تو سن جو پایا سولا یا بیان
 گرفتار رنج و بلا ناگمان
 کہ مت کھینچ سپر تو اب تیغ کین
 یہ گر گین سے بولا ناگمان بلند
 گیا چشم دے مرے صبر خواب
 اسے اس حقیقت کو دین آگئی
 اسے بچلے دانے گردن کشان
 ہوا بس وہ بیہوش انجام کار
 مرے سر پہ آئی یکا یک بلا
 یہ گر گین بد کیش نکبت نشان
 نہیں اور بیزن کا ہر گز نشان
 لگا گیو سے کتنے خسرو دین
 وہ بیہودہ کرنے لگا وہن کلام
 کہا دیکھو احوال بیزن کا اب
 دے ہے گرفتار بند گران
 وہاں جا کے ترکو نے ہون کین غماہ
 دے گیو کو کتا شاہ ہر گز یقین
 بچے جستجو پہنچ ہر سو سوار
 تو مت کج صبر سے دل تھی
 کہ دریافت احوال ہو گورد کا
 بعد شہادت دولت و فرود شان
 کرین جا کے بیزن کی وہ جستجو
 تو پھر پیش کج خسرو نامور
 بر شان دل مضطرب و شکبار
 تکتے تھے وہ جام میں مرے
 پدیدار ہوتا تھا ہر گز نہیں

طعام اُسے تیرے لیے یہ دیا
یہ پونچھ اس سے لے مرزور آ کر
شتابان ہوئی دانے وہ دریا
کئی نصف شب بغض جب گذر
دہن پر کوئین کے رکھا تھا جو لگ
کنوین میں جو وہ تھا گرفتار بند
وہ زنجیر توڑی دہن سرسبز
کردن ایک شجون میں سہم شش
اسیری سے بزن کو کر کے رہا
جو ماند و زردان یہاں آن کر
جلوں ساتھ تیرے چلے شیر مرد
غرض رستم و بزن پہلوان
کیا پاسا بن کو کسیر ہلاک
ہوا پھر روان رستم نامدار
کنوین میں جو بزن گرفتار تھا
تلافی کو بزن کی آیا میں یان
پہونچکر تہمتن نے از روے کین
ہراک گرداک اک زن مہ جمال
یلان نے کیا جاکے آرام و خواہ
ہزار اُسکے ہمراہ تھے پہلوان
مقابل نہ آیا کوئی ز نہار
وے ساتھ مجھے نہیں تاب جنگ
دلیری و مردی و جرات کی
ہوا شکے خرمندہ افراسیاب
دیرانہ تم گرم پیکار ہو
سنی جب سواروں نے گفتار شاہ
تہمتن نے لیکر وہن گزرو تھے
ہوا جب نہ میدان میں کچھ کامیاب
کیے کشتہ دختہ صد ہا ہزار

شاہ جب یہ بزن نے تربیوں کج
تو بزن کو کیونکر کرے کار
تہمتن سے پیغام بزن کہا
تہمتن نے ہوت وقت باز ہی کر
دیا پھینک اٹھو اٹھا بید رنگ
نکالا اُسے ڈال کر پھر کند
لگا کتنے بزن سے پھر نامور
بسوے شتابان افراسیاب
دیرانہ ساتھ اپنے اب لیکر
شاہب ہوا خوف سے سہم
کردن چلے تورانیان سے بنو
سوقلعبا ہفت جنگ آوران
کئے قلعہ میں پھر وہ بخون پاک
سوخا شاہ توران دیار
ہوا بند سے آج بارے رہا
مرنام ہر رستم پہلوان
سرخشت اک گزرا را دہن
شبتان سے لیکر گیا خوش حال
ولیکن دم صبح افراسیاب
نبرد آرایان جنگ آوران
تہمتن نے کھینچا بہت انتظار
مگر کچھ نہیں ہو تھے عار و تنگ
بہت آزمائی پہ نے تری
سواروں نے بولایہ کر کے عتاب
کہ یہ بزن و رستم جنگ جو
ہوے حملہ آور سوز و مگاہ
کیے قتل ترکان بہت بی بی بی
اگیا سوے جین دانے فرسیاب
بھرا آیا بفتح و ظفر نامدار

یقین ہر کر رستم کردہ کار دان
کے تھے جو کچھ تو وہ کیجو
یہ لکھ لکھ رستم دہان
بے ہفت گردان جنگ آزما
بڑا سنگ جاکر سودشت چین
گرفتار زنجیر پایا سے
کہ کھینچ بہت تو نے رخ و عجب
کہ تا اٹھو معلوم ہو یہ سخن
وگر نہ کھینچے یہ تورانیان
لگا کتنے یون بزن نامدار
کیا منع ہر جہر رستم نے پر
ز روے دلیری شتابان سے
سپہ ساتھ اُنکے ہوئی گرم کین
یہ آواز دی جا کے دہلیز پر
ذرا سچ دل میں کہ جو رستقدار
یہ آواز سنکر بعد خطا اب
پھر ک نازنین پر پھیرہ کو
سوار کے کتنی پر پھیرہ گن
سپہ لیکے آیا بے کار زار
سبازر لگا کرنے رستم طلب
کہا پھر کر اسے شاہ افراسیاب
کئی بار دیکھا ہو تو نے مجھے
زبون سخت ہیں مجھے تیرے سوار
کو اسے نامداران توران میں
نہ جانہ جوں میلنے اپنے نہار
سواران توران ایرانیاں
ہوے کشتہ تورانیان سرسبز
گیا اُسکے دنبال رستم دہن
زرد مال اسباب افراسیاب

رہائی کو میری اب آیا بیان
تفاضل کو تورانہ متاد بجز
رہی وہ پری پیکر وستان
سرچاہ پر وہ دلا ور گیا
ہلی اُسکے صد سے توران بزن
گئے سے شتابی لگا یا سے
منیرہ کو تو لیکے جانیے اب
کہ اگر بیان رستم پلین
کہ نامور تھا رستم پہلوان
نہ جاؤں تھے چھوڑ کر نہار
گیا ساتھ رستم کے وہ نامور
مقابل دہان پاسا بن ہوے
ولیکن ہوئی کشتہ کسیر وہن
کہ سن لے تو اسے شاہ بیدادگر
رو اکون رکھتا ہو دا ماد پر
اگر زبان ہوا شاہ افراسیاب
بھرا دان سے لیکر میل نا مجھ
گشتیں آپ ہمراہ ایرانیاں
ہوا اسکے رستم بھی دوہن سوار
کہ ہو ہم نہر دے کئے کوئی اب
اگرچہ تری فوج ہی بچا اب
کہ دی میں لے تنہا ہریت مجھے
تو آیا عبث یان بے کار زار
یہ ہر زنگہ جاے غشت نہیں
نہ ایران کا زندہ رہے اک سوار
ہوے گرم پیکار با ہم دہان
رہے غالب ایرانیاں ہر سر
دو فرنگ مانند شیر زبان
گیا لیکے پھر سوے ایمان شکا

ہوا امان بہات کا پہلوان
تہمتن غرض شل بازارگان
ولیکن ہوا رستم شاد بہر
چورستم نے دیکھا تو آ یا شتاب
کیے پیشکش اور کیا جودان
انکا بوجھے اسے نخست جوان
فرکون ہون میں سردراہن
وہ بولا کہ تو شہر میں جا کے رہ
ہوے جبکہ آگاہ پیر و جوان
ہوا اگر م بازار سوداگری
سورستم گرد آئی دوان
خبر بزن نامور کی کہیں
دہی نو جوان گویا پور ہے
تہمتن جھکو دربار میں شہ کے بار
انہیں گویا گوردز سے آگئی
انکی کہنے یوں کھینچ کر ایک آہ
کہ بچاری ہوں اور ستم بھون
سر رحم سے پھر تہمتن دین
بیان کر کہ تو کون ہو کیا ہو نام
منیزہ میں ہوں دخت فریاد
پھر دن ہو نہیں در در بحال تباہ
وہ اک چاہ تارک میں قید ہے
کہ نہیں کے دہن پر ہر گنگ گران
نو ہو بچا سیکئی سے کچھ طعام
کہ بچا تو یہ رخ و زبان دنان
وہ خاتم جو رستم کے بھئی نام کی
کہ ہر روز دشب لینچتا تھا تو آہ
منیزہ یہ بولی کہ میں نے کیا
یہ بولا کہ اسے گریخ لالہ فام

ہوا ساتھ رستم کے گرگین روان
جہانکا ارادہ تھا ہو بچا دہان
اقامت گزین جا کے بیرون شہر
حضور اس کے کچھ تھک لایا شتاب
نہایت ہی پیران ہوا شاذان
تو ہے کون آیا کمان سے بیان
متاع گرانایہ دل پسند
مرے پاس ب شوق سے گزرا
کہ ایران سے آیا جو اک کاروان
ہر اک جنس کے تھے وہاں شہری
دودیدہ گربار نامہ کنان
نہ ہو بچا مگر سوسے ایران زمین
پڑا قید میں سخت مجبور ہے
کسی سے بھی وقعت نہیں نہما
مگر مغرور اتونا حق تھی
کہ بچا رگی پر مری کرنگاہ
پریشان و دریش درخیز ہوں
یہ بولا کہ زیر سپہر برین
ہوا زرو کیوں عارض لالہ فام
کیا گردش آسان نے خراب
لکھا تھا قضا نے ہی سر یہ آہ
ستد یہ چرخ پر کس دستہ
کیا سنگ کا جراسب بیان
وہ ہو بچا تی تھی جس سے نام
رکھی اس میں اپنی انگوٹھی نہان
یکایک جو ہاتھ اس جوان کی
سبب کیا جو ہدم کیا قاہ تباہ
ترے عشق میں مال جا کو فضا
کہا نے تو یہ کج لائی طعام

ولیکن ہوسے قید اس کے پسر
کوئی شہر پیران وسیہ کا تھا
ہوا دل کو جب میل بچہ کا
وہ سب گرانایہ اک جام زہر
ولیکن نہ جانا یہ کچھ زہنہار
یہ پیران کو رستم نے پاشخو
ہوا آ کے دار در سے شہ متون
نہیں مال کا تجھ پر تیا کچھ
تب آئے حضور شہ نامور
منیزہ نے یہ جبکہ پائی خبر
انکایوں کہ اسے مرد عالی گھر
کہا تب تک نہ کوئی ہوا چارہ گر
ہوا پر غضب رستم تاجو
کہ ہو نہیں توانا مرد بازارگان
منیزہ لگی رونے پھر زار زار
انہیں چاہیے سرد مہری تھے
یہ آئین ایران سے ہر دور تر
پڑا تجھ پر کبارگی کیا غضب
منیزہ لگی کہنے کہ کے فغان
محبت سے بزن کی اسے نامور
کہوں کیا میں حوال بزن کا اب
نبوئے اس کے زنجیر میں ہست پا
ولاسا بہت دیکے وہ پلٹیں
وہ طور اسے رستم سے ظاہر کیا
منیزہ نے جا کر دیا جب طعام
کیا تہمتن دیکھ انکے شہری
وہ بولا کہ راز کو گر نہان
دے اتنا کبھی تو جو بگمان
کیا یہ منیزہ نے اس سے بیان

بجگ شہنشاہ بجا سے پسر
مقام اس جگہ پلٹیں نے کیا
سودشت اک روز پیران گیا
کہ اس جام میں بے ہاتھ گھر
کہ یہ شخص ہے رستم نامدار
کہ بازارگان ہو نہیں ایران کا
کہ تو صاحب داد ہو دہر میں
کسی کو نہیں تجھے پکار کچھ
خریدار دیا واسط دیگر
ہوئی تب شاپان وہ رشک فر
تھے کچھ ہو گوردز زل کی خبر
کیسے نہ بیچارے کی بی خبر
کہا روبرو سے مرے دور ہو
نہ سردار ہو نہیں نہ کچھ پہلوان
ہوئی دیدہ زار سے آنگہار
نکرد در ملک روبرو سے مجھے
کہ بچا رگان کی نہ بوجھیں خبر
ہوئی جو گرفتار رنج و تعب
کردن حال اپنا میں کیا بیان
پڑی فسر و سخت سے دور تر
پڑا ناگمان اس کے سر پر غضب
فغان سے کھینچے ہر صبح و سنا
لگا کہنے اس سے کہ اسے گلبدن
یہ سکر تہمتن نے اس سے کہا
ہوا بزن پہلوان شاد کام
انکی کہنے وہ ہیں وہ رشک کی
تو آگے ترے میں کون میں بچان
پڑا جیت ہر تجھے اے پہلوان
کہ آیا ہو ایران سے اک کاروان

تو ہر کوئی دل محض اور بے ہنر
نہ لیکن ذرا لائق کار تھے
بلکہ کہ سپہ گرجہ تھے باہنر
اٹھارہ جوانان زوردار ما
بہ نیردے سرخچہ وہ نام جو
جواستادین میرے ہنر وہ بیان
کہ ہر رہتی کالجہ اس میں فرغ
درخت و تنومند چست و دلیر
ہوا شاد یہ سن کے افراسیاب
کہ ہونین شتابی بیان سے کیا
ہوا شادمان شاہ توران دیار
کہا تا ماران سے پھر یوں کلاب
ہوا شہ سے رخصت مل شیر مرد
عقب تیرے میں بھی بھرتی نشان
گئے ہمرہ ہرزوے نامدار
گئی سو سے ایران یہ جسم خمر
تعجب کلاب و وحی تورانیان
کیا شہ نہ رخصت بصد زونان
عقب انکے شہ بھی لہجہ کوفہ
ہوئی اک شب روز جنگ گلاب
فرہیز زادرطوس میدان میں
ہوا شادمان شاہ توران دیار
ہوا پر غضب رستم ہیلوان
فرہیز زادرطوس کو کر رہا
گئی نصبت شب تھی کہ ہونچا ہوان
سرخت زارین ہوا افراسیاب
فرہیز زادرطوس بھی پیش تخت
ہیران کو پھر لے گئے مردمان
اٹھا ایک کو انجی پھر لپٹ پر

شکوہ مفت جان عزیز ہے پسر
موافق نہ ہرزو کے زہنا تھے
یہ بولا کہ ہرزو کو اب زود تر
لگے کرنے تعلیم صبح و صبا
زبون روز کرتا تھا امستاد کو
کسے تو انھیں باندھ لاؤں بیان
یہ گفتار ہی با سراپا دروغ
حضور اسکے اک پشہ ہر پیل و پھر
دیا گنج ہرزو کو پھر حسیاب
سو خسر و ورستم ہیلوان
طلبہ کہ کچھ وقت گوہر نگار
کردن اسکی فرمانبری و زود
بہت لیکے سامان جنگ و ہنر
ہونچتا ہوں بیکر سپاہ گران
سواران جنگی لیے وہ ہزار
تو بولا یہ خسر و نامور
برائے دغا سو سے ایران و ان
رفا نہ ہوئے ہر وہ نام آوران
جہاندار کچھ خسر و نامور
کہ جھکا نہیں ہو سکے کچھ میان
جوائے مقابل تو اک آن میں
ہوا غم نہ وہ خسر و نامدار
لگا کئے اسے خسر و خسر دان
ترے پاس لاؤں بہ فضل خدا
ایران بند بلا تھے جہان
خوشی سے پیے ہی پیالے شکر
کھٹے ہیں پیچھے دست باز و تخت
کہ منظور تھا آنکو رکھنا جہان
شتابان ہوا رستم نامور

یہ سن کر گیا پیش افراسیاب
نئے اور تیار انجام کار
ہنر ہیلوانی کے سکھلاؤ سب
بہ علم و ہنر وہ یگانہ ہوا
غرض ہرزو سے ہیلوان ایک روز
سنی شاہ توران نے یہاں جب
وہ بولے شہا ہرزو سے یلین
شب دروز ہرزو کو ہر میل نرم
لگا کئے ہرزو کو اسے بادشاہ
نہ خسر و رہے اور نہ رستم بجا
یہ بولا کہ اسے ہرزو سے بخت
وہ بیٹھا جو بالائے زرین ہنر
یہ بولا سپہدار توران دیار
دوسرا جنگ آوروں و لکرام
شتابان ہوا آپ بھی بولڈان
کہ گردان ایران جو کرتے تھے عزم
فرہیز زادرطوس کو پھر شتاب
سواران جنگی و مردان کار
فرہیز زادرطوس کی فوج جب
ہوئی فوج ایران کو چھٹکت
اٹھا زین سے ہرزو انھیں لیکھا
طلب رستم نامور کو کیا
تو کہ جمع خاطر کہ جاؤں شتاب
یہ کہہ کر گیا رستم جنگ جو
وہ سمجھا کہ ہرزو کی چراگاہ ہے
جب درہست با خاطر شادمان
یہ کہتا ہوا آنکو وہ بخت شاہ
نگہبان جو غافل ہوا تب ہیں
اٹھا دوسرے کو وہ گستم مل

سلاح و مسلحان کے لایا شتاب
مہیا کیے بعد از ان شہر پار
کر کو ششش و جد ہرزو شتاب
سرگردان زمانہ ہوا
لگا کئے اسے شاہ گیتی فروز
لگا پوچھنے ہیلوانوں سے تب
نہیں آدمی ایک ہوا ہر سن
غرض ہرزو کو وہ سمجھتا ہرزو نرم
مرے ساتھ کیجے تعین سپاہ
کردن جنگو ایران کا فرمان روا
تو با صطرب بیٹھ بالا سے تخت
تو کبھی ہوئے گرد فرمان پذیر
کہ رہنا شتاب دروز تو ہوشیار
کہ ہوان تھا اور بارمان جنگا نامور
سپہدار با لشکر سیکران
نہ ہوتی تھی ترکوں کو پھر تان نرم
لے جنگ گردان افراسیاب
لگے ساتھ اگے وہ بارہ ہزار
گئی سلسلے فوج ہرزو کے تب
سواران توران ہوں جو ہوت
بہ بند گران آنکو بستہ کیا
یہ احوال خسر نے اسے کہا
سو ہیلوانان افراسیاب
وہ لے گیا ساتھ گستم کو
جو دیکھا تو بیٹھا وہاں شاہ ہنر
نشستہ ہیں ہیران ہرزو وہاں
کرون قتل مغل سیاوش جنگا
تہمتن نے کچھ چاہتے جمع کین
سرحد سے دوہیں گئے کل

ہوے دیکھ کر ہنگو سب شاہ کلہ	گئے پیشوا مداران تمام	ہو اشد کینسر و سرفراز	شاہ جگہ یہ مزد دل نواز
شاہ خوان ہوا رستم گرد کا	تہن کو با صد خوشی لے گیا	تو اگر جانا در گیتی پناہ	گیا جبکہ نزدیک درگاہ شاہ
گئے جب حضور شہ خسروان	نیزہ بھی اور بزن ہیلوان	شہنشاہ کی لایا بجا بندگی	دعا و ثنا کی تہن نے بھی
لگے رہنے سرور و خرم ہم	ہوادور خاطر سے اندرہ و غم	ہوے گیو گو در ز بھی خوش بین	ہو اشد کینسر و پاک دین
منو قصہ برزد سے ہیلوان			ہوئی ختم بزن کی اپنے ہتلان

جنگ کردن برز و بارستم و رسیدن افراسیاب
در ایران و رفتن کینسر و مقابلہ و با فوج گران و شکست خوردن افراسیاب و رفتن بطون

تو مندا مستند پیل دمان	تو آیا نظر راہ میں اک جوان	سے چین گیا شاہ افراسیاب	جونا کام ہو کر بعد اضطراب
یہ سکرہ ہر طرح گویا ہوا	مجھے نام کا اپنے تو دے پتا	لگا اُس سے پھر پوچھنے ایچوان	ہو اشد سے دیکھ کر شاہ دمان
کسین اک سوار آگیا ناگمان	سنا ہویے مانے کہ اک روز بیاں	ہمین جاتا لیک نام پر ر	کر اے بادشاہ ہونین دہتھان
جوان نے کیا شکو بھجوا بس	ہوئی اُس کے دلین جمنائے بس	پلا یا اُسے اُسے پانی شتاب	ہو اُن کے وہ طلبگار آب
ہمین اُسکا معلوم نام و نشان	خدا جانے تھا کون وہ ہیلوان	جگم خدا یہ ہوئی باردار	رمان ہدایان سے پھرہ سوار
ردان ساتھ اُس کے کیا یہ سخن	جو دیکھا اُسے شاہ نے پلین	مرزا نام اور نے برزور کھا	جو پیدا ہوا میں تو شاہنشاہ
پراگندہ خاطر ہون صبح و سہا	مجھے سخت اُسے ہر عاجز کیا	دلیری و مردی میں شہو عام	ملا لیک دشمن ہے رستم بنام
تہن تمے ہاتھ سے ہوئے ننگ	گمان ہو بھگو کہ ہنگام جنگ	کہ ہو گرم کین فوج ایران میں	اگر یہ نہوے تو جرات ہنین
ترے ہاتھ سے دلین ہر خون خطر	تو اک گرد سے ہر زبون اسقدر	کہ فوس صد جیت شاہنشاہ	سنا جب یہ نہوے تب یوں کہا
بجای اگر کوہ آہن کون	تو اتائی اُس کی بیان کیا کروان	وہ مکین ہر مانند کیند ہزار	لگا کینے سالار عالی و تار
کیا شاہ سے اُسے پھر یوں بیان	یہ سکر ہوا خندہ زن دہ جوان	نہ ہرگز کرے تیغ و ناکل شر	نہ پھر ہو گر زوستان کارگر
کد یوں تہن سے پروردگار	سہ تیری اور تو بھی نام دہی	تو صد کوہ آہن کو ریزہ کروں	کہ میدان میں جدم ستیزہ کروں
نہین تجھ کو زبیا کلاہ می	نہین تجھ کو شایان ہر نام شمی	رکھا نام کیوں تو نے افراسیاب	نہین ہر اگر رزم کی تجھ کو تاب
ترے ہاتھ سے رستم ہیلوان	کمالیوں کہ گر کشتہ ہوا یچوان	ہو اُس سے خواہان امرا شاہ	یہ سکر ہوا منتقل بادشاہ
کمالیوں کہ لے شاہ خورشید جاہ	قسم کھا کے برزد نے پھر پیش شاہ	کودن تجھ کو سالار اقلیم چین	تو ددن تجھ کو میں دختر چین
کودن خون ردن زابستا ہنین	لگا ددن میں اب گایران میں	کودن بندین ہو کے پیکار جو	شہ چین کو اور شاہ ایران کو
دو صد نازنینان با چین چین	سراپردہ خیل داسپان زین	سو خانہ برز و کو لایا شتاب	ہو اشد وہ سکے افراسیاب
جہان میں ہوا الغرض بے نیاز	ہو اشد و برزد سے گرد و فراز	سرفراز برزد نہ کو شہ نے کہا	زور و خسر و گنج و لشکر دیا
اٹھا جاہ و دولت کاھی غلیل	کہ ہے دولت و جاہ جی کا وبال	کیا اُس کے برزد سے اُسے بیان	وے اُس کی مان ددڑ کی کی تھان
نکو قصد تو اُس سے پیکار کا	وہ قاتل ہو دیوان خونخوار کا	تجھے تاب جنگ زمانی نہین	تہن سے عہدہ برائی نہین
دلیری میں اُسے فز وں ترین	تو اُن نامداریوں کے ہر نہین	کیا نامداران تو را نکو بست	کئی بار دی شکو اُسے شکست
ہنر ہیلوانی کے رکھا ہوا د	دیا پاسخ اُسے کہ وہ شیر زاد	مرے آگے ہے پست پیل بلند	وہ بولا کہ رستم سے ہون زور نہ

بہت دیر تک صوبہ بہ صوبہ تھی
کیا زور اتنا بکڑ کر کمر
تہمتن نے جانا پڑا ایک کوہ
وے اندر محل و قہم و ذکا
تہمتن سے بزر و یہ کہنے لگا
تیرے دست و سر کو نہ بچ گیا
یہ بزر و نے اندیشہ دل میں کیا
پرانتے میں آخر ہوا روزِ حجب
بہم جب پڑیرا ہوا یہ سخن
جو بزر و گیا بیش افرمایا
مقابل ہوا مجھ سے آج آن کر
نہیں اُنکو بیکار سے غمتِ نیم
یہ گفتار کرتا تھا بزر و دھر
موسے ہاتھ کو آج بوجھِ شکست
نہیں اور کتنا نظر کوئی مرد
تو بزر و سے لڑتا یہ تیغ و تان
روانہ کروں سوے ہندوستان
یہ سن کر نہ کچھ شہ نے بارخ دیا
ہو رہا بان ہو خورشیدِ وقتِ بگاہ
نہیں بھگو رہا کچھ خوفِ جان
ہمارے ہر قالب میں جبکہ جان
مقابل ہوں باتِ رخ و گرد و خاک
سوار کے جتنے ہیں گردنِ فراز
وگر گون ہو رنگ زمانہ اگر
وے رستم گر و جنگ آ ز ما
عماری تو اس وقت تیار کر
بلاؤں میں دان جا بے سخن کو
دلیل ایران یہ سن کر جبر
نہ ٹھہرے میلان گر تو لے پیلان

ابھی قیامت تھی باحر باقی
کہ ٹوٹا د وال کمر سر بسر
ہوا ضرب سے گزری سب تہو
تہمتن نے کچھ طور ابا کیا
تعب جوئے گرد جنگ آ ز ما
یہ سن کر تہمتن نے اس سے کہا
مبادا کہ یہ گرد زور آ ز ما
لگا کہنے بزر و سے رستم کلاب
تو پھر بزر و سے رستم پلین
تو بلا کر اسے شاہِ حالی جواب
کہ تھانگ و فلاح سے سخت تر
مراد ل ہو اس پیلانِ دو نیم
کہ جس کا بیان اب ہوا سر بسر
نہ ہر گز رہا زور بازو سے محبت
کہ ہو بزر و سے گرد کا ہم نبرد
ولیکن وہ ہر سوے ہندوستان
بلاؤں فرامرز کو اب بیان
تہمتن کو بس دینِ رخصت کیا
تو بزر و سے میں جا کے ہوں زخم
نمیدار سموڑوں میں ہر گز غم
سو جنگ کیوں شاہِ لاہ سے حنا
کروں غرقِ خون میں ایسے بیدنگ
دلیرانہ ساتھ اسکے ہوں زخم ساز
تو جو دل میں آوے کہے نامور
سراپردہ میں جبکہ اپنے گیا
کہ ہوں صبح دم میں تانِ پھر
شانی ہوں سیرخ سے چارہ جو
دوان بیش رستم گئے سر بسر
تو قائم رہے پھر نہ کوئی جوان

ہوے گرد پر غمِ شال کمان
طرحِ شیرِ غنڈہ کے کر کے شور
ہوا دست بیکار ٹوٹی سپر
نہ بزر و پہ ہر گز ہوا آشکار
کہ لگتا ہر گز گر کوہ پر
مجھے رنج کیا ہوتا ہے گرد سے
رہا اب کسے زخمِ گردِ گران
ہوے سب عاجز ہوا وقتِ جنگ
لگے رزمگہ سے سو خیمہ گاہ
تکبر مجھے زور پر اپنے تھا
ترنِ سخت پر اس کے ہنگامِ جنگ
نہیں بھگو معلوم یہ زنیار
اوہر بیش خسرو جو رستم گیا
مجھے سخت بزر و نے عاجز کیا
فرامرز میرا اولاد پر سر
وہ چپال ہندی ہے کچھ جنگ
نہ ہوئے فرامرز یاں جب تک
گیا جبکہ رستم تو آشفستہ ہو
ستان سے کروں سفندِ ہما بگر
کہ اس من کے گود زرنے یہ سخن
مبارک ہو شہ کو شہ و روزِ بزم
کرے جنگ بزر و سے گھوڑ پر
یقین ہو کر گردانِ خواہانِ لین
کہا شہ سے گود زرنے اس طرح
زوارہ سے لڑا لے بجائی جا
ہو بھگروان زال زرنے ملین
زوارہ نے سب کیا یونین
لگا کہنے ہر ایک لے پلین
وزرایان سے جنبش نہ کر زنیار

ہوا میل کشتیِ خمینِ بلقان
بھراک گرد بزر و نے مارا بزدل
ہوا پرالم رستم نامور
کہ خستہ ہوا دستِ جنگی ملور
تو بس ریزہ کرتا اسے سر بسر
کہ ہوں سخت تر کوہِ البرز
خطا ہو کر ہے غافلِ بیان
رکھو رذرفروا پہ موقوفِ جنگ
ہوئی جا کے آسودہ کیسِ سیاہ
وے طرف اک گرد زور آ ز ما
ہوا کارگر کچھ نہ گرد و خاک
لے خاک میں کون انجام کار
تو با چشمِ ترشہ سے کہنے لگا
نہیں بھگو مقدور پیکار کا
بیان لے جا نہ اڑ ہوتا گر
یہ دل میں ہوا گرد کو بیدنگ
بہم جنگ موقوف ہوئے تباہ
لگا کہنے یون خسرو نام جو
ملاؤں تہ خاک و خون سر بسر
کہ لے خسرو خروانِ زمین
کہ حاضر ہیں شہ سے بے جنگِ زمین
سینہ زندہ ہیں ہوتا شہ
کہ میں جاے بزر و بزر زمین
کہ میں لے کیا اب بیانِ طرح
ارادہ ہو میرا سوستان
سو دست کا لے و ملان کو
کہ ہو غمِ رستم سوستان
تھے ہی سبب سے ہی نہ ہوں
بیان رکھ تو بے ثبات و قرار



وہ بند گران زد رے سر بر
سہا بر وہ مین خاہ توران کے
کہ وہ گنگ ہوگا تہن مگر
کہ لے کر سبہ جاسور زنگاہ
سنا جیکہ خسوئے شور و فغان
نظر کر کے برزو کی ترکیب کو
تہرے سر کو توڑ دن ابھی گزرتے
دیکھا ہی کہ سلجوق مین تجھ نے
یہ کہہ کر وہ مین ہاتھ مین لی کلان
پہلے ہوئی بارش تیرے سر پر

شکستہ کیے یک طرف بیٹھ کر
یہ چرچا ہوا کوئی گرد آن کے
ایرون کو جو لے گیا آن کر
دہن آن کر برزے کی نہ خواہ
کہا تہ کہ اے رستم پہلوان
قرین خسبر ہوا جنگ جو
سبھیو دکم مجھ کو البرز سے
مرے ساتھ مت تہد ہو ہتھدر
خندنگ ایک ڈالا سوے پہلوان
ناک تیر ہرگز ہوا کارگر

غرض با دل خرم و شادمان
دہ بندی جو تھے یان نہیں لکھا
دم صبح کھا کر بہت پیچ و تاب
خروشان ہو میدان مین گئے
تو برز سے اب جا کے ہو گرم جنگ
کہا لعوزن ہو کے مانند شیر
لگا کٹنے برزو کہ اے پہلوان
اگر تو ہو آتش تو مین بھی ہوں
تہن نے اک تیر مارا دہن
بہم بھر ہوے لیکے گز گران

کے پیش خسو و ہ نام آوران
سہدار سن کر یہ کٹے لگا
لگا کٹنے برزو سے افراسیاب
کہ لے رستم اب سلٹے میرے آ
یہ مین کر گیا پلٹن بے درنگ
کہ جاتے تہن مین آیا دیسہ
تو ہر پیر دیر نہ مین ہوں چلن
نہن اب کے آگے آتش کو اب
ہوے اطلح دیر تک گرم مین
نہر آدما ہر دو جنگ آواران

فرما جاوے سینے اک روز کا
دلیران ایران زمین تھے تمام
بہم طوس و گودرز زمین تھا غلام
لیا طوس نے خجوازر کے کین
رہا م دلاور پہنچے ہوا
کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو
لگا کینے گیو یل نام جو
مناسب یہ ہو میں بھی جاؤں وہاں
تہمت سے پھر کسٹم ناجو
خطر پھر ہوا رستم گردو
تو ہونے نہ دیکھو ہم کارزار
بندیدہ ہو یک ایک جاؤں میں
پھر آتا ہوں اب سوئے غار کار
یہ دیکھا کہ خیمے افراختہ
کہ خیمہ یہ کس کا ہے تے دمان
گدز تا ہے جو کوئی اس راہ سے
آتراسپ سے بادل شادمان
لگا کینے اس سے کاسے دستان
کہ تھامر دسوا اگر خوش سیر
جہان سے جو ان لیگیا رخت جب
خطر سے اس کے گریبان ہوئی
جو ان دلاور نے دل میں کہا
غرض بشکر طوس علی غباب
یکو طوس کو قلعہ میں لے گیا
جو آیا وہاں بعد ازاں کسٹم
جو ہو نچا وہاں دوسرے روز
تو چالیب زر سے نشاط دسر
پیرانہ میں نے کیا یہ سخن
پھرتے میں پیش یں نامور

کہ رستم کے گھر جشن خواہ تھا
ہیا سرد و دے ورد و جام
لگے کرنے دان گفتگو سے فساد
رہا م دلاور نے اٹھ کر وہیں
یہ پھر برز دے پہلوان سے کہا
کہ طوس دلاور کو اسے نام جو
کہ گودرز و طوس ہیں تندو
کہ تو نو کو سمجھا کے لاؤں بیان
برادر تھا طوس دلاور کا جو
مباداکہ ہوں پہلوان کینہ جو
یہ سن کر گیا وہ یل نامدار
ملکر اڑے کو ساتھ لے آؤں میں
لکھوں حال طوس یں نامدار
اور اک قلعہ حکم ہی نو خاستہ
لگے کینے اس سے کاسے پہلوان
تو یہ اسکو آئین دلخواہ سے
گیا دوہن خرگاہ میں پہلوان
حقیقت تو اپنی ذرا کر بیان
رہن تھی میں آرام سے کینے
یہ چاہا سپہدار توران نے تب
سو ملک ایران شتابان ہوئی
کہ خسرو کے لائق ہو یہ دلربا
لگا ہاتھ سے اس کے پینے شراب
پھرتے میں گودرز جنگ آزما
رکھا اسے پھر قید کہ میں قدم
ہوا مردمان سے وہ پرسان حال
خداوند ہما نرا کے حضور
نہ ساتھ اس کے ہرگز گیا بلیتن
کسی نے کہا کان میں آن کر

وہاں گیو گودرز جنگی سوار
تھی آراستہ نخل و ستان
زبان پر جو ہوت گفتار تھی
گفت طوس سے کھینچ خنجر لیا
نہیں جانتا کیا تور سم ملان
تو اب جا کے لے آتانی بیان
مباداکہ وہاں کھینچ کر تیغ تیز
یہ کہہ کر گیا گودرز آرم
روانہ ہوا لے اجازت اُدھر
فرامز سے رستم پہلوان
لگا کینے بون زال زر بجڑان
سوار اس پر ہو کے مانند باد
روان ہوئے کے پھر طوس پہنچا وہاں
پکارتے ہیں باور جیلان قلعہ
زن تاجرانی ہے توران سے لیک
کھلائی ہے نقل و شراب طعام
جو دیکھے تو بیٹھی ہے اک ناز میں
وہ بولی کہ ہوں میں زن نچو
بہت مال و زر اس جوان کے دیا
کہ اپنی پرستار مجھ کو کرے
پے خسر نام جو آئی یان
اسے لچلوی پیش شاہ جہان
ہوا بخود دست و بیوشن جب
گیا پیش سوسن تو وہ بھی نہان
ہوے جا کے پھر گودرز میں
گئے لوگ سوسن کے پیش زان
مے دمیوہ و نعمہ و جنگ و نغے
یہ سمجھا کہ نیرنگ سازی ہو یان
کہ یہ زن ہے مکارا سے پہلوان

ملک بزن و طوس عالی وقار
قرین مسرت تھے پیر و جوان
سو نالائق و سخت و دشوار تھی
وہاں سے خواہو کے طوس لکھیا
کہ لازم ہے دلجوئی میمان
جواسن کے گودرز و دہان
بہم ہو دین کینہ سے گرم ستیز
وہ لے ہمراہ گیو بزن گیا
کہ وہاں طوس تنہا رہے نامور
یہ بولا کہ اب تو بھی جالے جہان
کہ شہزادہ اپنا ہے طوس جہان
روانہ ہوا زال فرخ نسا د
سر تھی زن ساحرہ کی جہان
لگا پوچھنے وہ یل نیک نام
کہ رکھے ہے وہ خصلت خوبیک
مہیا ہو یان بادہ و ورد و جام
صنوبر قد گل رخ و مہجین
مرا یک عاشق تھا مر و دیکو
بہت مجھو مسرور و شادان کیا
مرا مال لے خوار مجھ کو کرے
رہوں اسکی خدمت میں تاجہاں
کہ تاحسن بھرا ہو میرا وہاں
کینہ گاہ سے سلیم کے تب
ہوا قید مانند طوس جو ان
نہ مہا نسا تھا وہاں دام کید
یہ بولے کہ لے مرفخ خصال
جو کچھ ہو دے مطلوب جو دیکو
کچھ ہوں سے غالی نہیں مکان
کیے چار گرد اسے غائب بیان

تہن یہ بولا کہ میں کیا کروں
تو شہر وے مسکو نہ کھانے دیا
ہوا خشکین برز وے نامدار
سفید لب محاسن ہوئے تیرے
نہ ہرگز دیا کچھ جواب سخن
ولیسر نہ دونوں یل سرفراز
بہت جہد گرچہ کیا وقت کار
دوال لجام سمندان وین
مجھے پھر وہ اسپان بہم رز ساز
تو برز و کا بھاگا وین باد پا
کروں تاکہ رام سپ کو زود تر
چڑھائے سکے سینے پتا بیدریغ
کہ سہراب کا یہ جوان بھیسر
وہ بولا کہ باطل ہے تیرا سخن
یہ کہہ کر نکالی وہ انگشتری
گرا لیا توں پر باز سر نکسار
کیا ایک برپا تہن نے تخت
بصیر شادمانی ہوا ہم کنار

نہیں مجھ سے ہوتا ہر روز بدن
نہ زہنا را پنی زبان پر رکھا
لگا کتے اسے رستم با وقار
نہیں شرم لیکن تجھے ہر غضب
لگا کتے برز و کہ اسے پلین
ہوے لیکے گزر گران ز رسا
نہ لیکن گرا زین سے کوئی سوار
کمرے کیا بستہ از روے کین
شال و لیسر ان گروں فرار
وہ برز و کو بھی کھینچ کر لے چلا
ولیکن نہ رستم نے چھوڑی کمر
کمرے اسکے سر کو جھینچ تیغ
نبیرو یہ تیرا ہواے نامور
یہ بولی کہ اسے رستم پلین
نگین فرو زندہ چون شتری
بغیر خوشی برز وے نامدار
کہ بیٹھا وہ ان برز وے تخت
کیا اس پر اسے بہت ز رثار

ملاکر وین ز ہر کھچا طعام
زن مطرب خو بر و بد سیر
ہوا تجھ سے جو کام سرزد بہان
ہوا شرمگین رستم نامور
اگر مرد تو ہے تو اٹھ کر انبر و
پیایے ہوے گرز باہم روان
ہوا میل کشتی انھیں پھر وہاں
لگے زور کرنے بجوش و غروش
تہن کے توں نے وقت تیز
یہ حتی خواہش برز وے ز رسا
زمین پر گرا برز و انجام کار
وین ماور برز وے پہلوں
تو برز و کو مت قتل کر زہار
گرا تا یہ خاتم ز رنا ب کی
ہوا دیکھ کر شاد وہ نام جو
پھر آئے ہم بادل شادمان
ملا با اسے زال سے بعد از ان
میا کیا جتن عیش و طرب

لے پیش برز و جو بیچا طعام
ہوئی کھانے کے سوے دم و پیر
نہیں یہ سرفراز نام آوران
خجالت سے ہرگز اٹھایا دسر
یہ سن کر اٹھا رستم شیر مرد
ہوے سست پلٹے جنگل وین
فرد آئے کھڑے سے وہ پہلوں
بجگام کشتی ہوئے سخت کوش
روان جب کیا زخم دھان تر
کہ چھوڑے ز رار رستم سرفراز
نشانی سے پھر رستم نامدار
لگی کتے رستم سے کر کے فغان
ذرا دل میں کر خوف بردار
نشانی میں رکھتی ہوں تیرا کی
نبیل میں دیا برز وے گرد کو
روان ہو کے دانے سوستان
ہوا دیکھ کر زال ز ر شادمان
نشاہ و غشی بھی ہاں و زوٹ

رسیدن سوسن خنیا گرو را بران کہ بجاد و گری طاق بود و بہر ملک مدن فراسیاب و گستیا قطن

گیا شاہ توران جو کھا کر شکست
شب دروز چون غنیمت دلیگر تھا
یہ بولی کہ میں اسے مہ نام جو
تہن کے آگے کہ ہر شیر مست
ملاؤں فرامرز کو خاک میں
فوسن سازی اپنی دکھائی ہے
وہ ہر غصے سخت شتابان ہوئی
وہ جب ملک میں پہنچا ایران کے
مسافر جو آتا تھا ہر صبح و شام
میاے دیوہ و جنگ و رود

دلیران ایران ہوے جبر و دست
تجر میں تمثال تصویر تھا
نہیں صرف راسگر و غصہ گو
غین پیش جاتا اگر زور دست
دلیر دن کالاؤں میں نہ نکلتے
طرف ہل روے کے لائی تھے
روانہ سوے ملک ایران ہوئی
تو رستے میں پھر بلستان کے
تو سوسن کھلائی اس کو طعام
شراب و کباب و رباب مسرور

ہوا تھا جو میدان میں برز و آید
زن گلبدن ملک سوسن بنام
مجھے علم جادو گری بھی ہو یاد
تو دیکھ اب تا شام سے سجکا
پنیرا نہ کرتا تھا فراسیاب
زر و مال حساب جو کچھ کہا
یل جنگی ملک اسکے ہمرہ گیا
بنائی سراک اور قلعہ ایک
مراتب مسافروازی کے سب
مسافر نوازی نہ ہرگز تھی ان

تو سوسن سے فراسیاب دلیر
کہ راسگر کی میں تھی شہو عام
زبان میں اس فن کی ہوائی شا
کروں تن سے رستم کے سر کو جلا
ولیکن زن ساحرہ نے شتاب
بہدار تو مان نے اسکو دیا
کہ تھا سلیم نام اس کا
پنیرا نہ خوب و چپے نیک
اد کرتی تھی وہ ز راء طرب
کہ تیرنگ سازی تھی دن بیک

پلو کر عتقان یون گذارش کیا
پھراتے میں پہونچا تھن مہان
کہ ہر وہ تو مند و جالاک و جیت
بہت جہد و کوشش سے روز و
بیماری آخر وہ زور آزمایا
سوا کے مورین نہ منھ نہ مایا
کہ باندھے مکر سے پکار و کین
نہ جانیر ہون ترکان جنگل
یہ امکر کیا شاہ نے دوہین عزم
کہ پہلے تجھے قتل یان کیجیے
نہ پناہ کھا شاہ کے پانوں پر
دلیران جنگ یان جس قدر
ہمے تن میں ہر جنگل جان
کیا عجز برز و نے جب ہند
نہایت ہر شیرین زبان یہ چون
لگا کہنے برز و سے پھر باد شاہ
شتابان ہوا سونے آذیاب
لگا کہنے برز و سے اے بد باد
دکھائے ہنر پہلوانی کے سب
کمان اب گیا حسد و نامدار
تجھے ہر تری جنگ سے عار و ننگ
یہ برز و نے ہو وقت پاس دیا
سیاوش وہان لے گیا تھا پناہ
تک خوار تیرا جب تلک
اے سا تھ کیونکہ ہون زخما
سید راقت اسباب دلیر
کاک زخم سے میرے ایت نہا
کمان کے پھر شاہ نے بید تلک
لے دوہین پہونچا وہ جنگی جان

اگے شاہ شاہان کشور کشا
تھن سے شہ نے کیا یون بیان
فون ہنر میں نہایت درست
رہا غالب اسیر بہ فضل خدا
ہا میر سے بچے سے ہو کر گیا
فرامرز برز و سے جنگی سوار
ہوا اسکے خسر بہت خشکین
نہوش بچے سے میرے رہا
کہ تو سن کو کیجے روان سے زخم
وہاں سپ کو بعد از ان کیجیے
لگا کہنے خنجر و ہین چھنچکر
دکھانا ہر جاگ یہا پناہ ہنر
مکر عزم پیکار تو زخم مار
ہوا زخم تلک خسرو نامور
سنگھوے خوش رہ و خوش تان
کہ سالار تو ان سے ہنر زخم مار
نہوشندہ ماتھو دریاب اب
نہین ہر مکر تھکویہ بات یاد
نہین شرم آتی تجھے ہر غضب
کہ آیا تھم ہنر کا زور
تو پھر جہان سے نہ ہر جنگ
کہ یون گریہ پرورہ تیرا تھا
اے قتل تو نے کیا بے گناہ
ادحق تلک کا کیا تلک
تو جو دشمن خسروین پناہ
خرد خندہ ہو مثل غنہ کشیر
رہیگا نہ میدان میں تو یا مار
روان سچے برز و کیا اک خدا
کے تارہ ضرب گزند گران

نہین مصلحت یہ جو میدان میں تو
کہ لیتا ہوں اب جا کے خون پدر
کئی بار کی مین نے ساتھ کئے جنگ
وے کر مکا مین نہ اے بادشاہ
اگر اب وہ رکھتا تو پھر عزت جنگ
یہ جنگی سواران مین یان جنگل
یہ بولا سیاوش کا ہون مین پر
اگر کوہ آہن ہوا فراساب
تھن نے مضبوط کیا دی عتقان
ہوا تندرستم یہ شاہ جہان
کہ سر تو گردن اپنے تن سے جدا
درا اب تاشا مراد کیجے تو
جو میدان میں ہو کا میرا تھام
لگا کہنے تب خسرو پاکد اسن
دی آتش خشمی اے سرور
افران شایہ نشہ نامدار
جو بہرہ کو دیکھا کہ ہر کینہ خواہ
کیا پرورش مین نے کیونکر تجھے
کہ اب یون دلیر میدان میں تو
مگر شہر و دین سے وہ ڈر گیا
کتا خسرو اب آکے ہو گرم زرم
ولیکن ہر تو شاہ یہ یہ دگر
رواقل ہر تجھے بد عہد کا
اور اب ہون ٹکھو ارس شاہ کا
یہ کیا بیواہ دلاور دوان
لگا کہنے چون پیل مستی مکر
مرا را مین تھم سے اے بیوان
گذر کر گیا اے جستن سے تیر
سیدار توران ہنر مند تھا

سیدار توران سے ہو جنگجو
یہ شکر لگا کہنے وہ نامور
مقابل ہوا ایک گزند و خدنگ
اے واسے پابند میدان جنگ
تو میدان میں جاتا ہو نہ جنگ
مناسب نہیں شاہ کو تلک
دلیر و جہاد صاحب ہنر
کروں تیغ بران سے دریا آب
کیا عرض پھر ہو کے گریہ کنان
یہ اتنے مین برز و بھی آیا وہان
مرا خون ہو گردن پہ تیری شہا
کہ ہون شاہ توران سے جنگجو
تو مختار ہوا اے شہر واکرام
کہ اے نامداران ایران زمین
نہ ہر ہر شہر کا بیشک یہ مرد
وہین ہو کے تو مین یہ ہر ہر ہوار
تو سالار توران نے پھنچی اک
کیا نامداران سے برتر تجھے
ہوا اے مکر مجھ سے پیکار جو
ہوا غالب ہو خطہ جان کا
انہون خسروان سے جولیہ ہنر
تھکار پیمان شکن بد ہنر
کہ پیمان شکن ہر عد و خدا
کہ ہر ہفت کشور کا فرما نرو
اٹھا گزند زما نہ پیل و ان
مے آگے تو پیش ستی کا
کہ ان مین کدم مین بکوبان
ہوا خسرو پہلو سے و دلیر
ہر تہہ وہ ہنر مین بچانے لگا

رکے قلعے میں آئے پانچون ہند
لگا کئے ہیں قلعہ میں جلد جا
بیچہ زال زرنے ارادہ کیا
گیا اگر زرنے کرے بل کیسہ جو
بوقت دعا سوسے زابلستان
سیلے فرامرز سے بعد از ان
گما زال سے تو تارے جو ہو
سرخ نام تک دان رہی کارزار
تہمتن نے بھیجا فرامرز کو
در قلعہ پر آن کر بعد از ان
ہوئی بارش تیر دان ہمدگر
ہوے کھنجر تیغ بھر ز مساز
گیا جب سو کوہ ہر شہر
ہوئی دور سے ایک گرد و خاک
کہ میں سلیم سے کردن کارزار
ہوے گرم کین رستم و سلیم
ہوے رستم و زال پھر بعد از ان
وے بے برزو در رستم و زال زرن
یہ ہنگام فرصت جو ہوا نظر
پھراتے میں نیخسرو نامور
سواران ایران نے دان آن کر
ہوا بیدل ہو وقت فرامریاب
گئی بار کھائی ہو تو نے شکست
سلیم زرن نے تجھے جو کہا
سیدار نے سن کے پاس دیا
گیا کھنجر ایران سے یون فہر
یہ کہہ کر وہاں کر کے گھوڑا نشاب
مناسبت میردان میں آئے اگر
یہ سن کر وہ شاہنشاہ نامدار

یہ سن کر وہاں وہ بل ارجمند
خبر انکی دریافت کر کے تو لا
کہ دیجے زن ساحرہ کو سزا
وہاں جا کے توڑا اور قلعہ کو
کسی کو کیا زال زرن نے وہاں
کہ دروازہ پر قلعہ کے آئے چلن
تو میں سلیم سے ہوں پناہ جو
ہوئی جنگ موقوف انجام کار
نشابی سو حسنہ نام جو
ہوا نعرہ زن رستم ہیلوان
نہاں تیر ہرگز ہوا کارگر
غرض شام تک ہر دو گزنی از
ہوے تب یلان جا کے آرام گیر
ہوا یہ پدیدار انجام کار
تو جا سوسے سالار توران دیار
لسان ہنر بران جنگی بہم
سو شکر شاہ توران روان
جدھر حملہ کرتے تھے جون شیر
تو پھر قلعہ سے وہ زن حیلہ گر
سے لیکے ہو نچا بصد کرد فر
لیے گھر کوکان وہاں سرسہر
کہ ترکوں کو بیکار کی تھی تاب
نہیں پیش جاتا ہر کچھ زور و ست
وہ فوس تو نے پذیر کیا
کہ ہونا تھا جو کچھ ہوا جاو کیا
کہ اسے مرد و انشور و ہوشیار
ہوا نعرہ زن شاہ افراسیاب
سیدار نیخسرو نام و در
مترقیل سے سپہیر ہو سوار

ہوا بر غضب اور اک شخص کو
گیا اور گھوڑوں کو بچان کر
گر زان ہوئی دانے وہ حیلہ گر
مقابل ہوا زال کے سلیم
کہ ہو نچا دے رستم کو جلدیج
دلیرانہ دگر وہاں ہم سہر
لگے کرنے پھر وہاں باہم نہر
سحر برزو در رستم ہیلوان
نشابان ہوا وہ بل نامور
کہ اسے سلیم کے ہو گرم جنگ
ہوئی نیزہ بازی ہم بعد از ان
سے گرم پیکار مانند شیر
سحر سلیم سے ہوا ہم نیر
کہ آبا سے لے کے افراسیاب
بے جنگ برزو گیا پھر نشاب
تہمتن کے بس ہاتھ سے بڑنگ
تو اگر دانے سواران ترک
تولتے تھے صد ہاتھ خون و خاک
گر زان ہو شکر میں داخل ہوئی
جب آیا جہاندار فرخ نہاد
برسنے لگے ہر طرف سے خدنگ
درشتی سے پیران دیوہن
ترالک بر باد یکسر ہوا
کیا جان کو اپنی برباد پاسے
وہ بولا نہیں ہم کو تاب ستیز
کہ نامک میں جنگ اگر زان کروں
کہ ضائع ہو کس واسطے اب سپاہ
مرے ساتھ ہوا ان کے زرم خواہ
نشابان ہوا سوسے افراسیاب

کہ تھا جا کر زال فرخندہ غو
حقیقت کی آسنے جب ان کہ
گئی قلعہ میں بادل پر خط
لگے چلے گز گران دم بدم
وہاں پھر فرامرز ہو نچا دے
یہ سن کر گیا وہاں وہ شہر
فرامرز اور سلیم ہر دو مرد
نشابان ہوا بل سے ہو نچا دے
کہ ہو نچا دے جا کر یہ سیکو خبر
وہ ہو نچا دے لیکے گز و خدنگ
لگی چلنے پھر ضرب گز گران
نہ آیا دے سپہ سے کوئی زیر
دلیر و جوان برزو کسے شیر مرد
تہمتن یہ برزو سے بولا نشاب
سو شکر شاہ افراسیاب
ہوا سلیم کشتہ ہنگام جنگ
لگے ڈالنے تیر گز دان ترک
بہت ترک ہوتے تھے ہم ہلاک
رہائی اسے غم سے حاصل ہوئی
ہوے برزو در رستم و زال شاہ
سواران کوکان ہوئے سخت جنگ
یہ بولا کہ اسے شاہ توران میں
نہ میرا سخن کچھ مؤخر ہوا
ہوئی عقل بر گشتہ یکدست شاہ
گر کیجیے ان سے جنگ گز گز
یہ بہتر ہو میدان میں خان و بی
کرین خلق کو کس لیے ہم خواہ
خدا فتح دے حکو ہو بادشاہ
دے نامداران نے اگر نشاب

کہ مجھے کرویا کہ شیدائے رزم
 جو میں ہنگو رخصت نہ کرتا دین
 دلیران یہ بولے اذاسیاب
 لکھنا نامہ مکر تابد رنک
 کہ اک نامور نامداروں سے گر
 تہ ہو دین بکدست ایرانیاں
 کہا پھر یہ رستم نے لے تا جو
 کہا شہ نے شید کو روز و گر
 وہ بولا کہ ہر دل میں یہ آرزو
 یہ گفتار سکر ہوا شاد کام
 لکھا یوں کہ اب اسے شہ کینہ جو
 جان آفرین گرم ابار ہو
 تو ہو مثل شہیر ثریان گوید
 تھے شیدائے جسے چاہی تہ
 ہوا پاسخ نامہ طیار جب
 ولکین یہ شیدائے کناہد ہوا
 وہین قارن گرد آیا وہان
 کہا شہ شیدائے اے ہوشیار
 مرے ساتھ آ کر تو کیجو سرد
 سو گاہ شہید اولاد و رسوا
 لگا کتنے یوں شیدہ نامدار
 کیا زور ہر چند شیدائے پر
 کیا جاگ خنجر سے اُسکا بنگر
 کرو پاک ہم لیکے مشک کلاب
 جہاندار کا نامہ اُسکو دیا
 سہدار نے جب سخی یہ خبر
 نہ ہرگز لکھنا نامے کا کچھ جواب
 سو شاہ ایران پھر فرمایا
 بہت حدت انہوں نے کیا

نہ لکین ہر گاہ سے کوئی عزم
 تو کرتا وہان مجھے نعرہ یہ کہیں
 مژوری ہے شاہ گردون خیاب
 تو غیرت سے شیدائے ہوا جنگ
 ہوا کہ تو یہ گز نہیں کچھ خطہ
 قیامت ہو چراک یہ یاد ان
 سو گاہ شید اب رخصت تو کر
 کہ رخصت کیا اچھکاس نامور
 کہ لے شہ تو مجھ سے ہوا زور
 گیا شید بچہ وہان جہان تھا
 رہا کچھ نہیں درجہ گفتگو
 اور اقبال و دوست مددگار
 تو میں ہوں ہر ہر انگو شہ کے
 نہیں میں ہوں امر دگر ہو
 کہا شہ نے گرد قارن سے تب
 کہ اب باپ نے ترے لے شہ
 کہا تھا جوشہ نے کیا یہ بیان
 تو کل جانیو دیکھ کر کارزار
 مدد کو نہ ہو پٹے کوئی اور مرد
 جو میدان میں آیا پہلے کارزار
 مجھے سیل کشتی ہوا سے شہ
 نہ ہرگز بلما خسر و نامور
 ہوا غرق نوان شیدہ نامور
 مرتب کرو مقبرہ بھی شتاب
 زبانی یہ احوال ظاہر کیا
 کہ کشتہ ہوا شیدہ نامور
 کیا گرد قارن کو رخصت تھا
 روانہ ہوا لیکے لشکر شتاب
 کہ او ہر گاہ کشتہ کا تھا

عرض سرخ شیدائی تھیں خبر وہ
 یہ خروٹے کہا ارادہ کیا
 نہیں مکر سے خالی اُسکا سخن
 اگر شیدامید انہیں ہوسے ہلاک
 مبادا جو خسر و کو ہو بچے گزند
 نہ زہار تو شل آتش ہو تیز
 عقب اُسکے لے کا لکھکر جواب
 لہا تو نے جو کچھ سوا سکا جواب
 کہا شہ نے اچھا تو رہ آج یاں
 سہدار تو رہاں کے پیغام کا
 تو دیتا ہی جو کچھ تو رہاں دیا
 تو اور رنگ دیہم واقلم زہر
 خدا کی قسم میں تجھے بید رنگ
 تھو ہر اور میں ہوں اور تیغ
 کہ شیدائے نیکر کسی شخص کو
 نہ بھیجا تجھے یاں براسے پیام
 سحر دیکھنا تو عا شاورا
 یہ ہو نچا تو خسر و کو میرا پیام
 لگا کتنے قارن کہ ہنگام جنگ
 تو کچھ و اور بھی وہان
 اُسراپ سے پھر وہ دونوں
 جہاندار نے ہنگو از رو کے میں
 کیا حکم خسر و نے یہ بعد از ان
 رہاں ہو کے پھر قارن نامدار
 گئے دوہین شہ کے عمر بیان
 جہان سے ہوا ایک قلم نامید
 کیا دل میں ہرگز نہ صبر و قرار
 ستیز نہ شکر سے لشکر ہوا
 دوسے تک خنجر و اچھو

نمایان تھا جس سے آثار خرم
 کہ ہوا ساتھ شید کے جنگ آفرین
 جہاں شہ ہر مثل جس طرح کہیں
 تو اُسکی بلا سے نہیں ہنگو پاک
 خرابی ہو پھر زہر جس طرح بلند
 مکر ساتھ شید کے ہر گز ستیزہ
 وہاں کچھ بولے افراسیاب
 عقب ترے لہا ہی قارن خنجر
 گردن تجھ سے بیکار کل سجان
 شہ نے پاسخ مہیا کیا
 نہیں چاہتے کچھ مجھے زہنما
 جو رکھتا تو تو میرا ہر سر بسر
 گردن کشتہ میدان میں ہنگام جنگ
 گردن ساتھ اُسکے میں نہایت تیز
 سو شاہ توران شتابان تو ہو
 یہ چاہا کہ ہو کام تیرا تمام
 گردن ہو کہ میں ہر کسین سر ترا
 کہ وقت سحر اے شہ واکرام
 لکے سے شہنشاہ کو ہر عار و رنگ
 گیا سامنے مثل شیر ثریان
 ہو گم کشتی جو سے مثل شیر
 کہ شہ گریہ دیکھ کر ہوا
 کہ شہا شہباز قلم ہر دیا
 گیا پیش سالار توران دیا
 کیا ماجرا جنگ کا سب بیان
 سعادت نظر سے ہوئی نا پید
 کہ حبت باندھی پے کار زرا
 نمایان وہاں روز بخش ہو
 نہ ہر گاہ کا اچھو کچھ خط

کیا شاہ توران نے پھر عزم جم
 ہوا غم و مشید کہ تھا پور شاہ
 شتابان ہوا کے کیلے ہزار
 خروند شہزادہ لہر اسب تھا
 تہمتن بھی زائل سے ہو چکا بہن
 آتایق ہو جا کے اُسکا تواب
 اگر مٹی تو میری طرف سے خطا
 کیا پرورش اسے تھکوا تھا بے
 دلیران مرے شیر غرہ ہن
 یہ بہتر جواب آشتی ہو ہم
 تو اقلیم توران سے جو سرزمین
 دلیران و گردان توران و بار
 ہے میرے قالب میں جان جنگ
 کر کے کشتہ میدان میں تو گرے
 جو روز و غامین نے مارا ہے
 مری جنگ سے گرے ہو نظر
 اگر شیر اکتہ ہو ہنگام جناب
 یہ جو جس قدر تھکویک رست و بن
 کہ لیجا تواب پیش خسرو شباب
 جو قابو ملا کچھ یہ نہ دے جنت
 یہ سنگر ہوا شاہ و افراسیاب
 ہوا خندہ زان خسرو نامدار
 ہوا صلح جو ہو کے عاجز کمال
 کروں جب تک میں نہ تھکوں تاک
 تو لایا بجا داب رسم و نیاز
 سنی جبکہ گفتار شیدا تمام
 مکان اک بتایا برابرے فرد
 ہوا مہربان مجھ پہ دشمن مرا
 وہ ہر جم مطلق تہ کار ہر

کہ خسرو سے کیجیے دلیرانہ رزم
 اسے شاہ توران نے دیکر سیاہ
 سواران شائستہ کارزار
 اسے شہ نے سالار شکر کیا
 ہوا شاہ مان خسرو پاک دین
 خبردار رہ اس سے ہر روز شب
 ملے قتل پیران کو ناحق کیا
 نہ آیا تھے رحم ز ہمار داسے
 لیکنان و شیران کے درندہ ہن
 کہ تا خلق آسودہ ہو یک قدم
 جو چاہے تھے دن میں یہ کج گوئی
 کرین چاکری تیری لیل و دنار
 نہیں عہد سے میں بھیج دوں ملک
 تو اقلیم توران مبارک تھے
 تو جان افرین کی قسم جو تھے
 کہ رکھتا ہوں میں تخت و تہ
 تو گوشہ نشین ہو نہیں بھیجید
 نہ پھر میں سر دگار ہرگز رکھوں
 دلیرانہ کچھ سوال و جواب
 تو خسرو بھٹل سین بالائے تخت
 دیا نامہ شیدا کو اسے شباب
 بجالا کے پھر شکر پروردگار
 ولین ہی مکار وہ بد خصال
 نہ کہیں سیاوش بہمینے پاک
 بٹھایا اسے شہ سے با اقیانار
 رگا کہنے تب خسرو و اولگرا م
 گیا شیدا پھر سو سے جاے فرد
 زرد پاک و گوہر کرے ہی عطا
 تنگ رہی مردم ہزار ہے

بہت گنج رکھتا تھا افراسیاب
 روانہ کیا اسے خسرو شباب
 شہنشاہ نے جب سنی یہ خبر
 شتابان ہوا آپ بھی بد زبان
 لگا کہنے لے گرد فرخ خصال
 دو لشکر میں جب فاصلہ کم رہا
 نہ یہ جو رہا تھاپہ ہرگز روا
 خبردار بھگوا نہیں کچھ ہر اس
 ولین نہیں چاہتا میں بیان
 جو باہم ہو قول و قسم ستوار
 زرد و گنج دوہم داد رنگ ذر
 سو اس کے دام مرا کیا پور
 اگر صلح تھکوا نہ منظور ہو
 مرے پر و ہوں تیرے حکم تو
 کہ ہم سپ کو شاہ ایران گردان
 تو میرے پس سے کہ شیدا کا نام
 درد تو ہر وقت و راج و کلاہ
 ہوا نامہ شاہ تیار حسب
 یہ کی عرض شیدا اسے نامدار
 گردن قتل میں کھجکے تیغ کین
 وہ لیکر روانہ ہوا بس آدھر
 یہ بولا ہمہ را افراسیاب
 دغا اسکے سینے میں لب چین
 معرض پور سالار توران دیا
 دلیرانہ خیدانے کھولی زبان
 کہ میں آخر روز ونگا جواب
 کیا نامداران کو شہ نے طلب
 وے گئی اس جہاں پی خاک
 اسے جو ہمیش صلح تنہا نہیں

فراہم کیا شکر بجا ب
 عقب اس کے پھر آب افراسیاب
 سپاہ گران تب روان کی دھڑ
 لیے جنگ سالار تورانیان
 سپہدار لہر اسب ہی خرم سال
 تو یہ شاہ توران نے نامہ لکھا
 کہ پیران تھا دایہ ترا خسرو دا
 کہ ہو شکر بیکران مجھے پاس
 کہ ناحق ہو غور نری مردان
 کہ بیان شکستہ ہنوز نیما ر
 ترے واسطے بھیجوں اسے نامور
 سے تیری خدمت میں قصد
 تو ہو مجھ سے تنہا تو بیکار جو
 غلامی کرین تیری ہو ورت
 نہ مارا کچھ دخل میں مایا کوئی
 ستیزہ نہ ہوا سے فرد و اللام
 رو و جنت گنج و ملک و سیاہ
 کہا شاہ توران نے شیدا تب
 دلیرانے ہو نہیں کھجکے رشا
 کرین کشتہ کو بھگوا مردم و ہن
 شہ نامور کو یہ ہو کجی خسرو
 نہ لایا ستیزی کی ز ہمار تاب
 مرے دل میں ہر درد ہائے کن
 جب آیا حضور شہ نامدار
 پیام پر روان کیا سب بیان
 یہ کہہ کیا انکو رخصت شباب
 لگا کہنے اسے یہ خسرو کہ اب
 کہ ہرگز نہیں سینے کینے سے پاک
 یہ بھیجا پیام اسے زرد و کین

کہ بر باد ہو غیرا جاہ و حشہ تجھے اب گرفتار میرا کیس لشان خسرو نامور کا و نہ لجا حضور شہ نامور کیا لطف سے ہوم کو سر پہ کہ تعاقب میں اُسکو بھی زد و یا بد سگاونے اب اتقا کہ توران میں تو اے یل نام ہو اور وئی افزا اے توران برنگ گل تازہ خرم ہوا ہوئی جمع خاطر بفضل حسد	دعائیں میں کرتا تھا ہر مجدم جو پایا تھا بھکو خدا نے دیا بیان ماجرا اُسے یکسر کیا دہ لولا کہ تو بھکو یان قتل ہوا شاہ کج خسرو در جہند شکار کر کشید ز کینہ در کہ تیرے رعایت سے اے فوکل ہوا حکم یون رسم گر و کو بغوی و ظفر پھر شاہ پاک دین خوشی سے بنگلہ رہا ہم ہوے مخالف سے خون سیاہ لیا	کہ تا بھکو ہو بچہ نہ تجھے گزند کہ تا جلد کے آباد ہوں خرمین کہ کیونکر تہ ہو کے آیا بیان سو تا جو رے کے بد خواہ کو کشان لگیا پیش شاہ زمین کیا تیغ بران سے شب نہ جدا ادا پھر کیا شکر پر در و کار تو خود و نہ پھر قصد ایران کیا یہ اندیش ہوئے در توران ز رو سے مرگ گیا پھر تو میر ہوئی ہمسک فوج عظیم	رہا آگے بالائے کوہ بلند رہے پھر تیرا نشان دہر میں ذرا کہ حقیقت تو اپنی بیان شتابان ہوا ہوم فرخندہ خو پذیرا نہ اُس نے کیا یہ سخن سرا فرا سیاب جنا پیشہ کا کیا کشتہ خنجر آبدار جو تیغ سب بنگا توران کیا حل اپنا کر شوکت و شان سے جہاندرا کاؤس کشور کشا کہا یون بادا و لطف کریم
---	---	--	--

رحلت نمودن کیاؤس از جهان فانی بملک جادوانی و بر تخت شستن کج خسرو

جہان میں بجز فات پر در و کار جہاندرا کاؤس انجسم ششم مر تخت شاہنشہ بعد از ان ہوا ہفت اقلیم پر حکم ان ندی ہاتھ سے شاہ نے زینہار پس از مرگ کاؤس تن ہفت سال امور خلافت سے رکھنا کام بزرگان ایران گئے پیش شاہ کہ و حق پرستی میں شب کو بسر یہ ہوا زرد میسر ہی شام و صبح دلیران و گردان و ایران زمین یہ سکر و ہیران میں آئے خدا ان خدا جالے خسرو کو اب کیا ہوا ہمین اُس مکان میں نہیں ہو کر شتابان تھے تھے شاہ جان یہ بچا کہ کس طرح آئے یہاں	نہیں ہو کسی تو بقا ز نیکار شتابان ہوا سو سے ملک عدم ہوا مثل غور شید جلہ کنان ہوا سکی بخشش سے خرم جان رکھا عدل سے کام یل و نہار رہا حکمران شاہ منہج جمال کیا اہل کار و ن کو مالک تمام یہ بولے کہ اے خسرو دین تباہ کہ در کار دینا بوقت حسر کہ در فنا سے کروں میں سفر ہوے شکے دلگیر و اندوہین گئے پیشوا جملہ نام آوران کہ اور رنگ شاہی سے تنہا ہوا نہیں اُس کو جسے سروکار ہو کیا آگے بیرون پردہ فغان وہ بولے کہ اے بادشاہ جہان	آدا ہووے یا بادشاہ دوزیر جیل روز کج خسرو نامدار کیا تازہ اور رنگ پر جب جلوس رعیت نوازی جہان پروری میر ہوئی خلق کو امانی عبادت پہ مصروف پھول ہوا ہوا جبکہ تنہا شہ نامدار نیکار ہو تخت شاہی سے دور انگا کئے خسرو ہوا اب میں پیر کروں سلطنت کا میں کیا کار و بار طلب رسم ذوال و ز کو کسا بیان نامدار دن نے پھریں کیا مقرر کیا ہو جہاں مکان ہوے اس حقیقت سے آگاہ جب شمنہ نے آواز سکر شاہ تری شکے غفلت ہوا ہیکو غم	کسی کو نہیں ہو تفسا سے گتہ رہا غم سے کاؤس کے سوگوار تو حاصل کیا ملک بے پایمور حقائق شناسی کرم گسری ہوے شہ کی دولت کا مردم غنی سو سے حق پرستی وہ مالک ہو عبادت میں مشغول لیل و نہا کیا چاہیے سلطنت کے نور نہیں کچھ تھکے تاج و سرور کہ مالک نہیں دل برنگ ہوا مفضل یہ احوال اُس کو لکھا کہ اسے پہلو اتان کشور کشا شب و روز رہا تہا ہر مردوان ہوا رسم ذوال کہہ دے تاج کیا اُس مکان میں نہیں ہو کر وہاں آگے ہوا دل پرالہ
--	--	--	--

ہوا بھر خونِ حوضِ رزمگاہ
یہ جاہا کہ دیکھ دلیرا نہ جان
منقطع ہو احسنہ نام جو

ہوا لشکر ترکِ آخر تباہ
بزدل اسکی مردم نے ٹھوکی

نہ میدان میں اک گرد توران بجا
کیا آخر کار افراسیاب

جبریدہ سپہدار توران رہا
سوریک آمو بحال خراب
لکھا مزدہ نسخ کا کوس کو

گرفتار آوردن شہزادہ ہوم افراسیاب
را پیشِ کخیر و کشتہ شدن افراسیاب و مراجعتِ کخیر و از توران با ایران +

گیا ریک آمو سے افراسیاب
بصدعِ خاقان نے بھیجا دین
کہا تب یہ خسرو نے خاقان اگر
فرستادہ پھر پیشِ خاقان گیا
گی چین سے پھر چین کی راہ میں
جہان جاے تھا شاہِ افراسیاب
تلخ فوجِ ترکان ہوئی سر بسر
لگا پھرنے تنہا بصدِ مضطرب
راہا جاکے دانِ شاہِ برگشتہ بخت
قریبِ وطن کی تھا نسل سے اک گزند
سنی شکوہ آوازِ افراسیاب
نشانہ کہ کوئی خبر کی زبان
کہاں وہ دلیری وہ جاہ و چشم
تھیں اسنے جانا کہ افراسیاب
پے پیغام اسنے باندھی کمر
پکارا کہ اسے شاہِ افراسیاب
تو آغا تارک یک سے باہر اب
ہوا وہ سر اسیمہ ویرالم
دھر گز گیا پیشِ کچھ زور و دست
زمانے کا ہرگز نہیں اعتبار
تضرعِ کنان ہو کے بولا وہ یون
جہا نذرانہ تو قدیم شہنشاہ
مرے سب بزرگانِ فرخِ نہاد
تھے جبر سے میں گریزان ہوا

گریزان سو کشور میں تباہ
نزد گوہر و گنج و تاج و تین
مرے شاہِ توران کو چین سے بد
پیامِ شہنشاہِ مفصل کہا
عقب اسکے پہونچا پانچین
پہونچتا تھا دانِ خسرو کا میا
گرفتار آئے بہت نامور
پریشان و تنہا و بجزِ خواب
نہ لشکر نہ کثرت نہ افسر نہ تخت
ملکِ زادہ ہوم صاحبِ تیر
اُڑ کوہ سے ہوم آیا تباہ
یہ کتا ہو با چشمِ تر ہر زمان
فلک نے کیا تجھ پر جو دستم
کرے ہر فغانِ باد و چشمِ پرکاب
کیا صبر تا صبح ہو جلہ گر
دعا تیری کیسے ہوئی متجاہ
یہ سنکر وہ نکلا بغیرِ طرب
لگی ہوئے کشتی وہاں پھر ہم
کیا چرخِ پر زور نے ہائے پست
کسی کا نہیں چرخِ گردنہ یار
مرے پست و بازو کیسے بستہ کیوں
سیاوش سپہدار عالی وقار
کہ تھے نامدار و فرید و نہاد
سو کوہ و صواشتا بان ہوا

وہاں پر بھی خسرو تھا کبان
فرستادو یہ پیشکش لے کے جب
تو بہتر ہو در نہ وہ ہوگا تباہ
یہ گرفتار سنکر ہوا پر خط
وہاں سے بھی لی راہ دستِ فرار
چنائی کہیں اسنے جاے قرار
دیکھیں رہا شاہِ توران کے پاس
سو شہرِ مدفع کوئی غارتھا
ستم سے بنانے کے ناشاد تھا
سروا میں کوہِ نزدیک غار
جبریدہ سے کراچی تھی ہر دم صدا
کراے شاہِ توران مایہِ چین
کہ تباہ کیا بان میں آیا تو آہ
یہ تھا اسکی بیداد سے دروند
ہوئی صبحِ تانیدہ جب آشکار
خدا نے ترے پاس بھیجا مجھے
اسے ہوم نے خوب بھان کر
کیا شاہِ توران نے گزندِ شہنشاہ
اٹھا ہوم نے اسکو پیکا دین
کرے نامدار و نکو دم میں تباہ
بھلا مجھے کیا جھکھو پہونچا خبر
جوانمردِ اخیرِ ثر پہلو ان
اُخنین قتل تو نے کیا گناہ
وگرنہ مجھے بھی تو کرنا ہلاک

نشانہ سے پہونچا بغیرِ گزان
گیا پیشِ خسرو بغیرِ طرب
رہ گیا نہ ملک و سریر و کلاہ
کیا شاہِ توران کو وہ چین بد
کہ تابِ اقامت نہ تھی نہ ہمار
کہ تھا سبکو خوفِ شہِ نامدار
نہ ہدم تھا کوئی بجزِ بیمِ دیاس
کہ تارک یک مثلِ شبِ نار تھا
شبِ در و ز سرگرم فریاد تھا
اقامت گزین تھا وہ لیون نار
اُدھر کو دیے کان اسنے لگا
کہاں ہو تراخت و تاج و تین
سو غارتارک یک لایا پناہ
کہ پہونچا تھا کچھ اسکو اسنے گناہ
تو آیا وہیں ہوم نزدیک غار
کہ بر لاؤن مقصدِ گردنِ شمشیر
لگایا بزدل ایک شہنشاہِ آشکار
وہ تھا گردنِ زور و دست
کیا پھر گرفتار از وے کیر
کرے سر بلند و نکو یون پست
کہا ہوم نے تو ہی بیداد
سوا اسنے تھے اور شہزاد کا
دہا پاتھے رحمر نہا ر آ
کہ ہر گز خدا کا نہ تھا جھکوا

<p>شیر روم سمجھے تھا پشت پناہ جو منظر و خاطر ہو کر بید رنگ کیا قصد پیکار از روم سے کین بفرمان قیصر ہو اکینہ خواہ نثار نمود و نشان و خدنگ دوان کر کے گھوڑیکو مانند شیر نہر گزرتے جنگ میں کچھ رنگ کر میں کیا بند ایاس کے آسے لگیا پیش قیصر کشان شیر روم یا شوکت و فروشان سے روم آیا بعد کرد و فر جو انمرو کو با نشاط و سرور نبرد آراشاہ ایران سے ہو دو رکھتا ہو گنچ و سپاہ عظیم شیر روم سے پھر یہ بولا دین کہان ہر کی طاقت جو ہو گرم تین تو ارشاد ہو مجھ کو اس شہر بار تو شادان ہو اس دریا نجن نہیں جگجگونی میں ہرگز رنگ تو ہوئے گرفتار رنج و غدا ہنسٹاڑھلے ہر سپہ کشور کن ہو دھم و دانش سے پیکار و د آسے قید قیصر نے کیونکر کیا بنابا تھ سے اسکے پہلے یہ کام کیا اُس دلاور نے جا کر ہلاک یہ بیٹھے ہیں جتنے یلان ابوان کہا اسکے ہنشل ہر وہ دنیہ کھالیوں کے شاہ و ملشا اس نبرد آزمایان لشکر شکن</p>	<p>مذکورہ تہا تھی اُسکی سپاہ مہیا تو کرد نہ سامان جنگ حقیقت یہ سکے ہو خشکین ادھر سے بھی گشتا سپہیکر سپاہ سرو پہلو دینہ تھا وقت جنگ سپہدار گشتا سپہ مرد دلیر تو ہو ساتھ میرے بیان گرم جنگ جو گشتا سپہ نیز کو زور سے گر رفتار کر کے وہ جنگی جوان کیا خرز تک پھر تعاقب کنان پھر خرز سے پھر بفتح و ظفر کیا بلکہ مختار کیسر اُسور تک سازاں سو ایران کرد کہ اس سپہ بادشاہ غظیم جوان دلاور ہو خشکین مے جنگ کی تاب اُسکی نہیں ہر اسان ہن گرم کے نامدار کہا جبکہ گشتا سپہ نے یہ سخن کہ ہر ساتھ تیرے مجھے عزم جنگ کردن در نہ ایران کو کیسر خراب بجلا کے آداب نامہ دیا ہو ا قیصر روم مست و غرور کہ ایاس کا ملک کیونکر کیا دلیر و خون مند گشتا سپہ نام دلیرانہ دونوں کو بخت و باک یہ پوچھا جاندار نے پھر کہ ہان نظر کر کے اُسے بسے زریہ شیر روم کوناسے کا پھر جواب ہزاروں ہن یان گرد شمشیر</p>	<p>ہوے تابع حکم سردار فوج کہ اب خرز سے دست بردار ہو کہ رکھتا تھا ساتھ اپنے جنگی سپاہ سپہ وہ کہ فلواد ہو جس سے سو ہوے گرم پیکار جنگ آوران کہ صحرا ہو ابجر خرن سر بسر کہ ایاس رکھتا ہی ہمت اگر ہو ساتھ گشتا سپہ گرم کین زمین پر گرا زین سے ہو کر جدا گر زین ہو لشکر خرز تب بہت گنچ قیصر نے دانے لیا زیادہ یار تہ گشتا سپہ کا کہا شاہ سے اسے شہ نیک روز لگے کہنے یون نامداران روم مناسب نہیں ملکہ یلان عزم عیان اُسکا احوال ہو سر بسر کہ ہون ساتھ میرے تیرے کنان تجھے صاحب تخت و فر کردن یہ مضمون رقم اُسمین شہ نے کیا تجھے دے تو ہو صلح اسے بادشاہ کیا جبکہ وہ پیش شاہ جان کہ تسخیر کر کے فقط خرز کو حقیقت ذرا جنگ کی کر بیان کہ قیصر کا داد ہو اُن جوان اور اک کوہ پر تھا و بان اُڑدہ اُٹھازین سے لایا جوان بید رنگ کہ جسے یہ کار نایان کیسا کریر پا کیا فتنہ گشتا سپہ نے کہ یہ بات ہو عقل و دانش سے</p>	<p>ہو اب جبکہ گشتا سپہ سالار فوج لکھا پھر یہ نامہ شیر خرز کو شیر کشور خرز ایاس شاہ سپہ یکے آیا سوے ملک روم سو لشکر خرز آیا دوان ہو اُگشت خون دشمن بقدر پیکار یہ میدان میں آنکر دلیرانہ ایاس آیا دین تو ایاس ہرگز نہ قائم رہا ہو ا قید میدان میں ایاس جب غرض ملک تسخیر کیسر کیا و ہان آکے از روم لطف و سپہدار گشتا سپہ ایک روز یہ لشکر دین پیش سلطان روم نہیں خوب اس سپہ کے ساتھ زور کہ ہر شاہ لہر سپہ میرا پدر دلیران ایران کو یار اکسان کہ تسخیر ایران میں جا کر کردن سو شاہ لہر سپہ نامہ لکھا اگر نصعت ایران و تاج و کلاہ ہو ایکے قابوس نامہ روان یہ کہنے لگا پھر شیر نامہ کہا یوں فرستادہ سے بعد از ان یہ لشکر کیا نامہ برنے بیان کہ بیشے میں اک لگن خونخوار تھا پھر ایاس خرز کو ہنگام جنگ شاہ ہر کے وہ جنگ آزمایا یہ جانا جاندار لہر سپہ نے کہ کرتا تاک پہلوان پر غرور</p>
--	--	---	--



کہ تھی شہزادہ کی ہوئی وہ ادا
غرض ہر وہاں ناسمجھ
کہ چو قاتل گرگ و مار سیاہ
کہ گشتا سپ داما تیرا کھان
غرض میں لا در نے بخون پاک
یہ سن کر شہزادہ کھنے لگا
نہوں جیسے جھگ سے گاہے ہا
سپہدار سالار لشکر کیسا

شہزادہ کی توجہ سے دعوہ وفا
کیا تختہ ادھرت خسر و کو
ملکہ زادہ گشتا سپ با عز و جاہ
نجات دلا در بہادر جوان
کیا گرگ اور اژدہ کو ہلاک
مجھے روز اول یہ معلوم تھا
بلنگان شیران و گرگ اژدہ

بیان کی یہ گفتار اہرن نے جب
کتابوں کی اُستاد تھی ایک زن
گئی وہ کتابوں کی مان کے حضور
جو مومن و اہرن کا یا در ہوا
کتابوں کی مان نے یہ قصہ تمام
کہ زیر سپہر برین جز کیان
کیا شہ نے گشتا سپ کو پھر طلب

ہوا قیصر روم ناچار رتب
یہ اس سے لگی کھنے وہ ستین
لگی کھنے یون با فردان سردر
تو بھر مدعا نکا کیسر ہوا
کیا عرض پیش شہ واکرام
نہیں کوئی ہرگز دلا در جوان
بصد جاہ و شوکت زر و کرب
فردن مرتبہ پایہ برتر کیا

جنگ کردن گشتا سپ با الیاس

والی خرز و گرفتار کردہ آوردن الیاس را از میدان پیش قیصر روم

بٹھایا پھر اسفندیار سینہ بہت زور مند و جوانمرد تھا ہوا ختم رستم کا احوال رزم	کہ جس سے وہ دین بن گیا جہان میں بہ مردانگی فرد تھا بس بادل کو ہر زرم دیکھ کر	وہی گرد دین تن ہفتا یہ لکھتا ہے فردوسی نامدار لکھون جنگ اسفندیار جوان	میں پور شاہنشاہ نامدار کے میں نے شہنشاہی ہزار کردن کارنامہ جوان کا بیان
--	--	---	---



رسیدن زردشت آتش پرست در حضور گشتا سپہا و خود را بہ پیغمبری آشکارا کرد
و آمدن گشتا سپہا و شاه در دین او و لشکر کشیدن ارجاسپ شاه ماچین و چین ایران و
محاربہ عظیم و دادادن و از دست اسفندیار کار نمایان بظہور رسیدن و فتح یافتن
گشتا سپہا و رواج دادن اسفندیار دین زردشت را در عالم + +

خبردار علم فلک سے تمام

کوئی گرتھا ایک زردشت نام

رہے ورنہ تیرا نہ اوزنگ و تاج
تو قابوس کو شہ نے رخصت کیا

و نفیض نمودن خست و تاج به گشای و خود بیا و خدا مصر و فت بو دن ۴

یہ کہہ جا کے اُس سے کہائے شہزاد
بجوبھی یہ پیغام پہنچا یو
بہت دلیں اپنے پشیمان ہوئے
کہ جو شوق دیدار لیل و نہار
کردن یا دیزوان میں ہر روز
سوروم ایران سے آیا زریہ
تو بھر صلح البتہ ہو ہمد گم
وہ رخصت ہو اپنے مکانات
ملکہ ادہ گشتا سپ فرخ تھا
گئے پشوانا مداران شہر
ہوئے مثل بہار اٹکبار
تو اس تخت زمین پہ ہو جلو گر
دلیران دگردان امیر دوزیر
کیا میں نے اب ترک کار چلن
لباس فقیری کیا زیب
رستگہ خلق تھا کعبہ سان

کہ اگر جاسپ تھا نام اس کا
بہت اپنے نزدیک وہ دور تھا
نہا کام جز داد شام و بحر
تو مند پر زور رشک قبر
سکھائے ہر شاہ نے ان کو
اسے دگ مہر داد رکھنے کو

سواران جنگی تھے ششہ ہزار
خردمند جاماسب شہ کا وزیر
کہ ہر فتح کس کی برود و وفا
دلیران ایران بہت ہوں ہلا
صفت آراستہ بجا داناں ہوئی
پسر شاہ لہر اسب کا رو شیر
کیے قتل اس نے کئی نامدار
ہوا جبکہ وہ کشتہ تیغ تیز
گیا پھر دہن جگجو سے دلیر
ہوا جبکہ پشتوہ جنگی ہلاک
کئی ہیلوان اور کئی دیوزاد
ششبان ہوا پھر سوار دلیر
ہوا تب خروشدہ سلطان چین
اُسے صاحب کشتہ شان کرون
کیا دینے زہر دہن رہا
دلیران ایران سے کہنے لگا
دہن سن کے بولا یہ اسفندیار
اگر دیو خوشوار کو کرے پست
پھر اٹھن میں لشکر من غوغا اٹھا
یہ سن کر ملک زادہ اسفندیار
کہا جو نہیں رو دین تن اسفندیار
روان کی فہم دیو سرکش نے تیغ
کیا زخمیں نیرہ رہا دیو پر
جد اگر کے سر حیم ناپاک سے
مدد کو گئے سوئے اسفندیار
یہ کہہ کر سپہ دار اسفندیار
ہوا حملہ آور یہ فوج گران
اگر یزان ہوا داناں سلطان چین
کہ جان بخشی اوشہ کرے تو اگر

نبرد آزمایان خنجر گذار
صطرلاب دانی من تھا بنیاد
وہن دیکھ کر اُسے ظاہر کیا
پھر آخر بالطف یزدان پاک
بہم زخم جنگی نمایان ہوئی
کہ تھا دشت کا دوس سے دلیر
ہوا کشتہ پھر آپ انجام کار
گیا پور جاماسب بہر تیز
جو انمرد پشتوہ پور وزیر
زور یر دلاور ہوا خشت خاک
مقابل ہوئے آکے مانند باد
سوئے شاہ جاماسب تندر شیر
کہ امیر نامہ اراک و ترکان چین
بہت گنج زردی کے شادان کرون
ہوا قتل وہ مرد جنگ آریا
کہ جو مرد کوئی سب دازما
کرون جاکے میں دیو سے کارزار
تھے لشکر چین کو کثیر شکست
اگر اُس دیو نے حشر برپا کیا
وہن اس پر ہوار پر ہو سوار
انہن تاب دیو و کو یہ زنیار
سوئے نامدار جہان بید تیغ
ستان نے کیا بس جگ سے گذر
جوان نے کیا بستہ فترک سے
یہ کہنے لگا اُسے وہ نامدار
عقب کئے دونوں جنگی سوار
زد و کشت با ہم ہوئی خوبان
ہوئے سب پرانندہ ترکان چین
تو آتش پرستی کریں سرسبز

دلے لشکر چین بہ تیغ و تہ
لگا اُس سے کہنے شہ نامدار
کہ خوش ہرادر ترے روز جنگ
میر بجے ہوئے فوج و ظفر
دلیران ایران و گردان چین
دلیر ادا با سوئے حرب گاہ
برادر جو اسکا وہ خیر اسب تھا
کیے اُسے ترکان خوش و آتش
کیے غرق خون مرد و خنجر گذار
روان کر کے کھوڑا سوز نگاہ
جو انمرد نے کھینچ کر تیغ کمن
صفت فوج کو چیر کر سرسبز
دلیرانہ آب گرم پیکار نہو
وہن بریرنگ لگا ایک مرد دلیر
تو یر دلاور ہوا کشتہ حبیب
جو اس دیو سے جاکے ہو جگجو
جہانگیر گشتا سپنے ہوئے شاد
تو سر پر ترے خسر زرد کھون
ہزاروں ہوئے کشتہ ایرانیان
دلیرانہ آبادوان سوئے دیو
جو ہوں ساتھ میرے ہر دازما
دلیری سے وہ تیغ و سنگ جنگ
ہوا کار گر نیزہ آب گون
ششبان ہولتے میں پور وزیر
کہ آؤ چلو سوئے ار جاسپ شاہ
ششبان ہوں سمت سالار چین
کیا قابضہ لشکر چین کا تنگ
اگر فترانے بہت ہر کشتان
کیا ہم گشتا سب شہ نے دہن

سواران ایران سے تھا بیشتر
صطرلاب ہن دیکھ ارموشیا
بہت کشتہ ہوں یہ تیغ و فترک
پریندہ ہو فوج ہن سرسبز
ہوئے گرم پیکار از سوئے کمن
سواران چین سے ہوا زرم خواہ
سوئے زرم بعد اُس کے گیا
ہوا آپ بھی آتش کا قتل
نہ جانر ہوا آپ بھی زنیار
ہوا اگر کمن مثل مار سیاہ
کیے قتل دیوان و ترکان چین
گیا جبکہ نزدیک وہ نامور
اگرے جو کوئی قتل اس گرو کو
ہوا آن کر ہم ہر دازما
ہوا پڑالم شاہ کشتا سب تب
ملا شہ تہ خاک و خون دیو کو
لہا یوں کر لے پور فرخ نہاد
بکھے تخت شاہی حولے کرون
نہن اسے تاب قامت ہیان
لسان ہز ہز بان کر غریو
اٹھندہ ہوں دیوان خوشوار کا
اگر طلی دلاور نے اور بیدنگ
اگر خاک پر دیو سرکش زبون
اور اک گرد فرخہ مرد دلیر
گرو اُس کے لشکر کو کمر شاہ
جہانگیر گشتا سب ہما ہن
رہی ہر دار جاسپ کو تاب جنگ
یہ کہنے لگے ہوئے زاری کن
پھر آبادان شاہ روئے زمین

وہ آیا حضور شر دین پتا ہ
کیا ایک دن یہ عمل آن کے
خواص اس غم کا بیان کیجئے کیا
ہو اشا و گشتا سب فرخ نہاد
یہ زردشت بولا کہ اندیشہ کیا
ہو اغوا ہش دل سے اُس کا
دکھاؤں تجھے معجزے لکھان
اگر میں کسی پر ہوں نامہ زبان
مے پاس آئے ہیں ارش ملک
تو گر آئے آئین کرے اختیار
کیا تھا جرز دشت نے آشکار
گیا یان سے بلا سے نہ آسان
کہا ایک روز اُسے تاجدار
لکھا شاہ نے نامہ ار جاسپ کو
پڑھا شاہ گشتا سب کا نامہ جب
سنایا یہ شاہا تو بیدار ہوا
تجھے اُسے گمراہ اگر کیا
ترا باپ دیدار دیزدان سپا
کہ بیدینی اب تو نے کی اختیار
سہ ورنہ کینچن پس بکد ماہ
ذرا پندارے کو پڑھ غور سے
پڑھا جبکہ مضمون نامہ تمام
سمجھتا ہی کیا تجھے عزم جنگ
نریر دلا در نے جب یون کہا
ہو اشا دان شاہ کشور کشا
کروں میں تجھے کشتہ تیغ کین
یہ نامہ جو پہونچا تو سار لار میں
جہان لشکر چین پہونچتا تھا دن
سُغی جب خبر شاہ گشتا سب نے

بیان شہ سے کی اپنی آئین راہ
گشتا سب کے آگے ایوان کے
کہ برگ دھڑا سکا جو کھائے تھا
زیادہ ہوا اور بھی عفتا د
کروں جا کے میں چارہ لہر سپکا
عقیدت ہر روز دشت تھامتا
عیان مجھ پہ ہر روز ہفت آہان
تو دوزخ نصیب اُسکے ہو گیا
عیان مجھ پر کرتے ہیں راز فلک
تو مقبول ہو پیش پروردگار
دہی اُسکا مذہب کیا اختیار
خدا کو بھی میں دیکھ آیا دان
ترا جو دگر پروردگار
کہ چین سے توبہ دست بردار ہو
سہدار ار جاسپ سمجھایا تب
پذیر نہ تازہ آئین ہوا
تہ کا رتھ کو سرا سر کیا
اور فوس تو ہوئے شیطان پر
فکر ہو ہر خدا زنیہار
کروں ملک ایران کو کسرتیاہ
تو آواز بد رسم و بد طور سے
تو دستور گشتا سب کا نام
نین جا ہے سین ہرگز درنگ
کہ جنگ آزمودہ نہیں یہ شہا
لکھا پارخ ار جاسپ کا نامہ
د تو ہونہ لشکر نہ ما چین چین
ہوا ہر جگہ مضمون بہت خشکین
نر ہتا تھا برگ و شجر کا نشان
کہ کینچی ادھر فوج ار جاسپ کے

کیا راز آتش پرستی عیان
ہوا ایک پید اور خست بلند
نصیب کے ہوئے تھا علم فلک
پھر آئی خبر پیش گشتا سب شاہ
عرض تیغ سے آیا جب پیش شاہ
کہا شہ سے زردشت ایک روز
جے چاہو نہیں اُسکو بھین وین
جہان بادشاہا بالاطاف رب
مے واسطے زند و اشنا کتاب
غرض شہ نے سن تول زردشت کا
کئی دن کے بعد اُسے پھر یہ کہا
کبھی شاہ گشتا سب عالی گھر
کراہ شوق سے عزم سیحین
وگر نہ ملاؤں تہ خون و خاک
کہ زردشت نے شہ کو گمراہ کیا
تے پاس پہونچا ہر دور سخت
کیا کیش دین تو نے اپنا تباہ
بے پاس میں تجھ سے ہوں کدین
نرا ہو جو پیغمبر بد سیر
لکھا دوستانہ یہ نامہ تجھے
روانہ مے لیکے وہ نامہ دیو
یہ بولا کہ لکھے سمجھ کر جواب
لگا شام سے کہنے اسفند یار
تینا ت ہو ساتھ میرے پیاہ
اٹھائے تو کوسا طے رنج راہ
غرض نامہ طیار حجب ہو چکا
سہ لیکے دوہین بے کارزار
نکرتا تھا عارت فقط کینہ جو
تب آیا سپاہ گران لیکے شاہ

ہوا معتقد اس کا شاہ جہان
خردار مطبوع و خاطر پسند
فزون چھل ہوتی تھی بنیہ و شک
کہ ہو سخت بیمار لہر اسپ شاہ
تو پھر وہ شہنشاہ کیوان کلاہ
رسول خدا ہوئیں ای میکا ہوز
سو گلستان بہشت برین
نظر میں مری عرش کو کسچی
ہوئی نازل ایشاہ گردن چلب
تو بس ترک میں اپنا کیسر کیا
ہوئی جھکو معراج حاصل شہا
نہ پھر سے تھا فران کے کسے
تو ہوسا تھا رجا سب کے گرم کین
کروں تیغ کین سے تجھے میں ہلا
دین باسخ نامہ پھر یہ لکھا
کہ سخت بد کیش و بد رو سخت
پس دیش زہار دیکھنا آہ
مناسب ہو تجھ کو کہ اسے بادشاہ
اُسے اپنی تعلیم سے کہ بدر
کہ حاصل ہوتا دین ہونا تجھے
نشانی گئے پیش گہان خدیو
کہا اُنکے زردشت نے یون شاہ
تجھے کچھ نصحت سے کارزار
کہ یون ساتھ ار جاسپ کینہ خواہ
نشانی سے پہونچ نہیں لیکر سپاہ
تو پھر شہ نے دیو کو نصحت کیا
روانہ ہوا سو سے ایمان دیار
جلاتا تھا ہر قصر دہر کلخ کو
ولیان جنگ آور دیکھ نہ خواہ

چہارم تھا نوشادر نام جو روانہ ہوا سوسے گشتا سپشاہ اسے قید کر کے کیا بھر روان سنا جبکہ بہمن نے یہ ماجرا کیا الغرض پیش اسفندیار ہوا بلخ سے عازم سیستان کیا اختیار اسے آئین شاہ	ہنرمند و دانا و فرخندہ خو سہ فرزند کو ساتھ لے اور سپاہ شہنشاہ نے سوسے و گنبدان بصد بلخ و غم بلخ میں تب گیا ہوا باپ کا مونس و غمگسار کہ آئین تازہ کرے دان و دان مروج کیا ملک میں دین شاہ کیا بعد از ان شہادہ کو مہمان	بجاء و حشم کر کے مختار کار ہوا تب گرفتار اسفندیار ستونوں سے باندھا اسے تھوار ہوا بھائیوں کو وہ لیکر روان تو گشتا سپشاہ ہنشاہ ہر فرار تو آیا تھمن و دین پیشوا کیا اس کو راج و بان زد و تر
--	---	--

رسیدن کرم پسر جاسپ با فوج سنگین در بلخ و لہر سپا کشتن و بلخ را فتح کردن و آمدن گشتا سپا سیستان آمدن جاسپ برای امداد و شکست خوردن گشتا سپا

سفی شاہ ار جاسپ نے یہ خبر کیا ہر سو سیستان بادشاہ سپہدار کرم تھا اس کا پسر کہ کرم سے ہوا آنکر کینہ خواہ مناسب ہوا بچیے سروری سرور کا کچھ سروری سے نہیں مکان عبادت سے لہر سپا شاہ مقابل وہیں فوج کرم ہوئی سواران ملٹی نے وقت دغا بہم کینہ آدرہیں جنگی سوار یہ سن کر ہوئی حملہ آور سپاہ ہوا زخمی و خستہ لہر سپا شاہ ہوا بلخ میں چینیوں کا جو دخل زبان شہستان گشتا سپا شاہ گئی پیش گشتا سپا با چشم تر یہ ہو وقت یادی و امداد کا ہوا شام گشتا سپا و دین ان ہوا الحق کسر م نامور	کہ اسفندیار بل نامور نہیں بلخ کے شہر میں کچھ پہلہ اُسے با سپاہ گران آن کر گئے مردان پیش لہر سپا کہ زیندہ ہو تم کو سر شکاری مجھے کام سر شکاری سے نہیں گیا لاجرم جانب رزم گاہ دلیرانہ بھر جنگ با ہم ہوئی کیا قافیہ تنگ بد خواہ کا آدرہ کینہ آدرہ و امداد مرصہ ہزار بوسے سواران لہر سپا شاہ زمین پر گلا خسر و دین پناہ کیا چینیوں کو اسیر اور قتل ہوئیں قید یکسر یہ حال تباہ کہا ماجرا بلخ کا سر بسر شہنشاہ کو دستم نے پارسے دیا سج بلخ ہو چکا وہاں سے و ان ہوا یعنی آکر معسین بسر	سیان و گنبدان ہوا سیر کیا کچھ دین عزم پر غاش کین یہاں بقدر کوئی ہرگز نہ تھا نہیں کوئی سردار لشکر سیان کہ محکو ہو نزدان پرستی حکام جسے عذر ہرگز گنا کچھ نہ پیش فردن اس سے ہرگز نہ تخلیک کیے کشتہ ترکان چین بنیاد کہا کینے اسے نامداران چین کہ بڑتے ہیں غالب نظر ثبات ہوا گرم بانار پر غاش و کین تو بھر چینیوں نے دو بار کیا کہ زیندہ و اشد آتش زدہ شہان ہوئی جانب سیستان یہ رستم سے بولا کہ اسے پہلوان عقب سے ہو چو گنا میں سبک لدا نہ ہوا دین سے ملندہ موت ہلریان ہوئی فوج ایرانیان
--	--	--

پڑا تھا جان کشتہ جنگی زریہ
 بوئی تلخ آب زندگانی مجھے
 لگا کتنے دستور سے شہر بار
 ہوئے کشتہ ایرانیاں سی ہزار
 ہوتے قتل میدان میں یکھند
 دیدین زردشت کو بھر رواج
 اُسے شاہ نے تخت و انصر دیا
 جان میں بہ آئین و طرز نکو
 شہر دم محکوم و دہن ہوا
 گیا پھر سو ہند اسفندیار
 گیا جس ولایت کو اسفندیار
 مہی ہر طرٹ زند و دشت کتاب
 سپہدار نے پھر یہ نامہ لکھا
 ہر اک ملک میں مردم خاص طام

آتراسپ سے شاہ آفاق گیر
 دریا کا یون کشتہ دیکھوں تجھے
 کہ میدان میں کر کشتگان کا خمار
 از انجملہ تھے ہشت صد نامدار
 ہزار و صد و شصت و سہ نامدار
 جاندار نے از سر راہ تلج
 خوشی سے ولیمہ اپنا کیا
 مریج تو کر دین زردشت کو
 پذیر نہ دین و آئین ہوا
 وہاں بھی یہ آئین ہوا آشکار
 وہاں بھی یہ آئین ہوا آشکار
 نہ آئی کسی کو بھی زہنا کتاب
 سو شاہ گشتا سپ گشتا
 ہوئے گرم آتش پرستی تمام

ہوا نقش پر اُسکی نو حکم کان
 اُسے رکھ کے تابوت میں بھران
 شمار سے جب کشتگان کا کیا
 جب آیا سو غش ترکان چین
 میسر ہوئی جبکہ فتح و ظفر
 دلیری و مردی اسفندیار
 کہا پھر کیا ہے پور عالی اسر
 ہوا شاہ سے شخصت اسفندیار
 رکھا زند و دشت کو بالائے سر
 پھر آیا بسوے یمن ہسلون
 ہوتے سب دل جان سے فانی
 کرے حکم سے اسکے جو اخراج
 کہ خرد و کلان نے زرف سے طرب
 یہ سن کر ہوا شاہ گشتا سپ شاد

کہا یون کر اے سرفراز کیاں
 شہنشاہ ہوا سوے نیم روان
 ہوا آشکارا کہ وقت و غما
 تو ظاہر ہوا یہ کہ گردان چین
 ہوا شادشاہ بنشہر نامور
 ہوا دیکھ کر شادمان شہر بار
 بے ملک گیری تو باندہ اب کر
 شور دم سپکے گیا نامدار
 اطاعت میں بہود آئی نظر
 ہوئے لوگ ان کے پریش کنان
 رعایا و شاہ و امیر و دربار
 کسی نے نہ ہرگز کیا یہ خلاف
 پذیر کیا دین زردشت اب
 کہ حاصل تھی جان و دل کی مراد

قید کر دین گشتا سپ اسفندیار را بغوای گوزم پہلوان و تشریف آوردن در سیستان

جاندار نے ایک کی انجمن
 دے تھا وہ بد خواہ اسفندیار
 غور و اسکو چو زور سرخس پر
 کہ تجمہ کو کرے آن کر یاں اسیر
 ہوا سن کے آرزوہ گشتا سپ شاد
 طلب کر کے پھر اپنے دستور کو
 وہ جانا سپ دستور شاہ جان
 مجھے کل کی شب خواب آیا نظر
 کہ کیا واسطہ میری نصیر کا
 ہوئے میری شمشیر سے مکرشان
 سمجھتا ہوں اپنا تجھے دوستدار
 لگا کتنے یہ سن کے اسفندیار
 ملکر آدہ رکھا تھا خرزند چار

ہوئے آکے حاضر سران زمین
 لگا کتنے شہ سے کر اے شہر بار
 کہ ہم نچو اُس کا نین شیر ز
 ترا چین لے ملک و تاج و سر
 نہ مائل ہوا پھر سو بزم گاہ
 لگا کتنے شاہنشاہ نام جو
 گیا پیش اسفندیار جو ان
 کہ جو خلیفین مجھ سے میرا پر
 ہوا پر غضب شاہ کشور کشا
 پرستندہ بادشاہ و جان
 جو کچھ مصلحت ہو سو کر آشکار
 کہ آزار دینا مجھے شہر بار
 ہر گز اُن میں تھا ہم نامدار

کوئی ایک تھا گوزم پہلوان
 سنا کہ اسفندیار جو ان
 لکھے جو وہ دل میں خیال تباہ
 سنا تھا جو میں نے وہ ظاہر کیا
 گیا اک قلم شہ کا اکرام و خواب
 کہ طبری کو جا پیش اسفندیار
 دیا پھر بیام شہ نامدار
 وہ بولا کہ ہو راست یل خراب
 کیا میں نے ہر اک کو آتش سوت
 نہ کی میری خدمت پہ ہرگز نظر
 وہ بولا یہ بہتر جو اے نام دار
 وہ بولا کہ بہتر ہی جو میر
 دوم پور ہر پوشش نامور

ندیم شہنشاہ گیتی سیستان
 رکھے ساتھ اپنے جو فوج گران
 ارادہ یہ اسکا ہو شام و چکاہ
 جو بہتر سمجھے وہ کچے شہا
 رہا تاسہ روز و شب نہ خطاب
 بہان لا کتاب ہنگو اے نامدار
 لگا کتنے پھر دو دین اسفندیار
 جو انہو نے تب کہا یون کتاب
 کیا سر بلند ان عالم کو بہت
 ہوا خوشگین آہ یون تاجور
 کہ حاضر ہو محل کر حضور بدر
 نہ پھر آکے فرمان سے زہنا کر
 سوم آذر گر و فسخ سیر

<p>کیا گردن خصم کو اسین بند پھر آیا ہے جنگ با تیغ و تبر بند ویکل رجا سپک کے گرد جدا سردار دین کے بدر و درج گر زبان ہونچھوڑ کر دنگاہ شہر میں ہوا دانق فوراً فرار ہوئی لالہ گون خون سے واکئی پھر آیا حضور شبہ نامدار کہ اچھر دروین تن سفندیا تاخیر کر ہوشانی روان عبادت کروں ہو کے گوشہ نشین سبارک تجھے تخت و فرشتا شانی ہوں رہا ہے کینہ خوا باقابل شاہ ثریا جناب کہ یوت عرض کرتا ہوا اب گرسا بجالات و نمین شرط خدمت سدا ادا کیجوا تو بھی رسم و فا اور آتا ہوں ایک سر فرخوان</p>	<p>شباب اسنے آراستہ کر منہ کیا اپنے لشکر میں لاکرا بر ایسا دان سے کسرم بوقت تیز ایکے تیغ سے کھنڈ شصت تیغ ہوئی فوج ارجا سپک کی تباہ رہی جسے تاب نشا قرار سہت ترک کیے تھے تیغ کین ہوا مہربان انہ اسفندیار لگا کھنڈ پھر شاہ فرخ تیار چھڑا کر انھیں قید سے لایا جان نرون ترک دنیا و دلش میں یہ شکر دلا در نے پاسخ دیا بقربان شاہنشاہ دین پناہ چھڑا لائے نمین خواہم و کھنڈ لگا لے شہر سے پھر سفندیا جہان قصد کیے میں یون پناہ کیا فیدت تجھ کو ہم نے رہا پھر آتا ہوں سب تلک کی شان</p>	<p>کہ روئین بدنہ جو اندھا اُسے کھنچ کر حلد اسفندیار ہوئے کشتہ از بار و صف شکن انکا کاشے سر بہمت دیار وہ میدان میں ہو گیا بحر خون گریزان سواران ترکان ہوئے ہوئے گرد ایران تعاقب کسان سفر جو ان مرد لاکے پناہ ہوا داخل بلخ کشتا سب شاہ تو پھر اُسے ہو جائے اب گرم کین کہ آئے تو جسم بہ فتح و ظفر زر مرغ و دیمیم و فرماند ہی نہ خواہندہ افسر زرنکار کہوں جائے ارجا سپک کو تخت شعبہ رو ریا در ہو تیرا خدا تو خدمت کروں خوب شام و سحر کہا یوں زروے نشاط و طب تو نہ پوشے روز خدمت گذار</p>	<p>وے جسم اسکا سلامت رہا اگر ایش کے سب کی گرتھار سوسے یمن یکصد و سب تن پھر چن سے کر عزم اسفندیار ہوئے جنگ گرد ترکان بون ظفر یاب گردان ایران ہوئے بقربان اسفندیار جوان کیا مٹھ میں ترکوں نے پھر رگہ بصد شوکت حشمت و عز و جاہ تری بہنوں کو لیکھا شاہ چین قسم از دیاک کی لے سپر حوالے کروں تجھ کو تخت نشی ترا ہوں میں اک بندہ جان شاہ نہ تو ان میں چھوڑوں نہ اپنی تباہ کہا شاہ نے آفرین مر جبا کہ ہو مخلصی قید سے تجھ کو کر جہا نذر نے اسکو کر کے طلب حضور جوان مرد اسفندیار</p>
--	--	--	---

زمن سفندیار جانب دژ روئین براہ مفتوحان مکے رہائی ہمیشہ ہائے خود

<p>رہا کہ سپر صرف و طعق عطا تو مردم فروں مئے عز و وقا نہیں کچھ تجھے کام لیں نہا کہ سنے دژ روئین لے کر گسا کہ جو کسے آباد لے نامور مئے سیوہ و آب ہے بیشتر وے سخت وہ راہ جویر گزند جہاں طرادان ہو بلاے عظیم بابا جی کیمرغ و لے سخت کہ مجھ کو سنیں پھر نظر زنیہار</p>	<p>لے لیکے اپنے مکان میں گیا کرے راست کوئی بیاق قبا وہ ہوا کہ جز راستی زنیہار لگا کھنڈ اس سے یہ اسفندیار وہ بلا لاک راہ جویر خوب ترا کہ آباد جو اُس کی راہ دگر سوم غنت روزہ جواہر احمد پس نزل اسکی جو پرفوق کیم دن سا جو مدبر و شوخ بخت یہ بولا جواغرو اسفندیار</p>	<p>تو پھر مرد دین تن سفندیار ہے قومے پاس نام و سحر ترے تن سے ورنہ جلا کر ان بجالات و نمین و رہ بندگی کہ ہو پنجوچہرین رام سے جلاز نحوئی گزر جائے دان سے سپاہ نہیں کچھ بھی خوف نظر نیہار کے جو یہ قدرت کیلئے وہاں نہ ہو جنگ سے کوئی رہا کہ ہم گام پر تیغ و آزار</p>	<p>رہا جب ہوا قید سے گرسار کہا یوں کہ صدق ارادت کر تجھے مکتے کاں سے اک ملک دن کروں صدق سے پرستدگی بتا کوئی راہ سے ہوں دان سہ ماہ مسافت رکھے جو وہ راہ دو ماہ مسافت ہو لے نامدار اور اس اہک نام جو مفتوحان نہیں شیر و گرگ و کھمیں اردو گذر اس بیابان میں دشوار</p>
--	---	---	---

سوا اس کے رسم نے نامہ لکھا
ہو خوشگین خسرو ارجمند
جہان آفرین اب ہمارا ہویار
نہ چین بھی بیکر سواران چین
خروشان ہو اکوس گردون شکات
ہوا دامن شست دیا سے خون
گریزان ہوئے جبکہ ایرانیان
وہ جا ماسپ تھا شاہ کا جوہر
گزارش کیا آئے اعر شہریار
یہ نظر کیا جبکہ جا ماسپ نے
دشمن گزبان سے یہاں لاشتا

کہ کچھ کام درپیش ہریان شاہ
نہ آیا اسے عذر چا پسند
یہ کہہ کر ہوا شاہ ایران سوار
مقابل ہوا آن کر بس دہین
کہ روزندہ جس سے ہو اکوہ قات
درفش سواران ایران نگون
اتاق کو انکے گئے چینیان
لکھا کہنے اس سے شہ بنے نظیر
جو ہو گرم پیکارا سفندیار
کہا تب اسے شاہ گشتاسپ نے
تو وقت کو شاہ نے جا شتاب

مقصر ہوں خدمت میں لا جرم
سب سے لگا کہنے پھر تاجو ر
سپہ سے کے آیا سور زمگاہ
ہوئی پھر صف آرا ستہ مردو
ہوا گرم صحرا میں بازار جنگ
ہوا لشکر چینیان چیز دست
غرض شاہ گشتاسپ علیوقا
صطرباب میں دیکھا عزا نامور
تو حامل ہو فتح و ظفر ہر دین
کہ اسفندیار رہبان گیر کو
بحکم جہاندار آفاق گیر

تجھے رکھیے معذور با صد کرم
بلا سے ذآیا تہمتن اگر
کہ تالشکر چین سے ہو کیہ غور
دلیزلن جنگی ہوئے جنگ جو
ہزار دن گئے سرحد ابد نگ
دلیزلن ایران کو ہو بختی شکست
ہوا جا کے قائم سر کو ہمار
کہ ہو کس طرح سے میر ظفر
تہ ہو وین کدت ترکان چین
مرانا نامہ لیجا کے ازانام جو
روانہ ہوا سے کے نامہ وزیر

رہائی یافتن اسفندیار از بند گران بحکم گشتاسپ شاہ و آمدن ہمراہ جا ماسپ از در
گنبدان بجنور پدرو بعنائیات شاہی کامران بودن و فرستادن گشتاسپ اسفندیار
را بہ جنگ ارجاسپ و فتحیاب بودن اسفندیار و گریختہ رفتن ارجاسپ داخل

شدن گشتاسپ در بلخ

گیا جب وزیر شہ نامدار
دیا نامہ شاہ شہزادے کو
گرفتار زنجیر کر لے گیا
تو اب اسے بس دور کر بغض و کین
وہ یا تنگ گرفتار آہن میں تھا
تو جا ماسپ اسکو باکرو فر
پھر اپنے جلائے کا ہو عذر خواہ
تجھے سوئے بن تخت ایران میں
پھر اسفندیار جوان کو روان
پے جنگ ججاء اسفندیار
ہوا سامنے اس کے مرد دیر

لکھا کہنے شہزادہ جنگ جو
رکھی مجھ پہ بیداد ناقہ واد
یہ نہ ہار دقت شکایت نہیں
دم غلصی اسکو غش آگیا
مع چار فرزند و الا گھر
لکھا کہنے سے پورا باغ و جاہ
کروں پھر مین غات جان فرین
کیا سے اعدا بہ فوج گران
ادراک پہلوان نام تھا گر گسار
دہ روہین بدن مثل غزنہ گیر

کہ ہو گزرم پہلوان پور شاہ
دیا شکے جا ماسپ یہ جواب
غرض دیکے جا ماسپ نے شکوہ
جب آیا وہ پھر ہوش میں لکھا
دیا لاکے گشتاسپ شہ سے لا
مے ملک سے خصم کو دور کر
یہ فرما کے گزرم کو کر کے طلب
تو ارجاسپ نے جب سنی یہ خبر
مقابل ہوئیں دصف کاوزا
کئی گر گسار دلاور کے تیر

حضور ملکہ زادہ اسفندیار
کر کہنے سے جسکے بیگناہ
اکرا نامدار تر یا جناب
کیے دور یکدست آہن کے بند
اور اس کے ہوا دل کو جو دم قرار
بہت مہربان شاہ اُپر ہوا
الم سے چھڑا مجھ کو مسرور کر
کیا قتل اسکو بخشم و غضب
روانہ کیا کرم اپنا سپر
پے جنگ آیا نکل گر گسار
ہوئے بار جو ش کو یک تخت جبر

دم صبح گردون پہ ہو کر سوار
کیا در کو صندوق کے دوہین بہ
وہ گردون و صندوق مسلمان ہم
زبون ہوئے گرد و گلو گادہین
کیا زخم شمشیر بران رہا
بفضل آبی ہوا تند رست
نئے سئل گون نوش کی بعد از ان
زن بحر ساز یک رہتی ہر دان
ہوا پیشتر روز چارم روان
کین راہ میں ایک بھانہ زار
نن خوبو ایک آئی دمان
تو اب غول کے بند سے کر با
یہ بولی گیا ہر برا سے نکار
دہن کر کے اُس کو اسیر کند
کیا کھینچ کر تیغ اُس کو دو نیم
سکھو فوج اسفند یار جوان
کیا غول نے زور ہر چند پر
منظر جوان دلاور ہوا
کیا غول کو میں نے کیوں کھانا
کہ جس سے رہائی ہو دشوار تر
دو بجے بھی میں اُس کے بنو دیند
وہ بولا تباہید یزدان پاک
روانہ ہوا صبح اسفند یار
تب آیا وہ سیرغ گردن فرار
لے آئے میں رکھی تھی تیغ و تل
ہوئی کار گر جبکہ تیغ و شان
نکل و دہن صندوق سے شل
جو دیکھا تو بچے ہر اسان ہوسے
لگا لگتے یون بعد از ان گر گار

روانہ ہوا گرد اسفند یار
کہ تا ارد ہے نہ پہونچے گرد
لیا کھینچ اُس زور سے بدم
رہی بھر طاققت جو ہو گرم کین
دو بارہ ہوا وہ سید اثر دبا
توانا و خرم دل و جاق حبست
لگا لگتے یون راہبر سے کہان
اور اک غول ساتھ اُس کے ہر نو جوان

احوال منزل چارم راہ، سخوان

اقامت گزین دان ہونا مدار
کیا اُس کے یون مہجین نے بیان
حنورا اپنے رکھ مجکو جمع وسا
لے آتا ہے جلد وہ تابکار
کیا بستہ محکم بہ زنجیر و بند
نمایان ہوا پھر غبار غظیم
دہن سپہا و دہن آتش نشان
نہ غالب ہوا اُس تو مند پر
معین بخت و اقبال یاد رہا
زمین کو بخش سے کیا میں پاک
نہ جانبر ہو ہرگز تو اسے نامور
درشت دقوی بازو دسر بلند

غرض کر کے ترتیب بزم خوشی
کہ ہون دختر اک شہ کی لے نامدار
یہ گفتار سن کر دلا در جوان
یہ سمجھا یقین وہ جوان پہلوان
وہ جادو سے پھرین گئی بزمین
جان جس سے تاریک سازا ہوا
نشان ہوا کھینچ کر تیغ مرد
وہ غول یہ کار انجام کار
دلاور نے پھر راہبر سے کہا
وہ بولا کہ ہے آفرین مرجا
غرض ایک سیرغ خوشخو آج
بچے اور تیری ہی بھنی سیاہ

احوال منزل پنجم راہ ہفت خوان

دلیرانہ گردن پہ ہو کر سوار
کیا اسے جنگال دوہین دراز
ہوا اُس کے جنگال سے خون من
ہوے پارہ منقار و حلق و زبان
ہوا لغوہ زن پہلوان دلیر
دہن شیان سے گریزان تھے
ششم منزل سے سرد زنا مار

دہان جبکہ ہو بچا دلاور جوان
کہ گردن کو بچائے از دے کین
ہوا خستہ چنگل جو تلوار سے
ہوا اسکے تن سے رمان بجز خون
کیے زخم شمشیر بیان مکمل رہا
جو انحر و کے بازو دست پر
کون کیا کہ پڑ بچ ہے کس قدر

پڑا اثر دبا ہے ورم جب نظم
تو ابھی سے تیرہ ہوا تباہ ماہ
تو عاجز ہوا اثر دبا ہے دمان
خروشان ہوا شل غزنہ شمشیر
تو کی نوشدار و دہن نوش جان
وہ لایا بجا خرمنی سے وین
بیان کر تو اُس نے کہا پھر دہن
حلاج اسکا اسان ہر لے دوستدار
وہ ہند یار جوان پہلوان
خوشی سے ہو گرم بادہ کشی
بیابان میں لایا بچے دیو سار
یہ بولا کہ وہ غول اب ہے کہا
کہ ہر ساحرہ یہ زن نو جوان
ہوا پر غضب مرد شمشیر زن
یہ غول پھر آشکارا ہوا
ہوا غول بدگیش سے ہم نبرد
ہوا کشتہ تیغ زہر آبدار
کہ دیکھا تا شامری جنگ کا
لے پیش آوے گی کل وہ بنا
مکان اسکا بالا سے کہ ساہو
کر گیا وہ سیرغ سب کو تباہ
کردن تیغ بران سے اُن کو ملک
کہ سیرغ مسکن گزین تھا جان
سر قلعہ کو ہزار برین
تو بکڑا اُسے اُسے منقار سے
زمین پر گرا ہو کے پست زبون
کہ سیرغ کو بس دو بارہ کیا
ہوئی آفرین خوان پہ سیرغ
گذرنا وہان سے ہو دشوار تر

شاہنامہ ہونین کو مفتخوان یکنے لگا یوں کہ اسے ہلووان پگھلا رہ کر خوش آئی بنین کہا میں نے جو کچھ وہ باطل بنین کہ تاراہ سے تو گریزان نہ ہو یہ کہہ کر گیا پیش شاہ زمین غرض کہ شہرت تن کو سالار فوج لے اپنی سرحد سے جس دم گذر	کروں دفع ہر اک بلا کو دیان راہ مفتخوان سے تو مت ہودیان کیے بستہ پھر دست با تو دین مرے قید کرنے سے محال بنین مرے دیکھے ملک قوت زور کو ہوا شہ سے رخصت یل پل تن روانہ ہوا دہن مانند موج تو اک شہت پڑ ہول آیا نظر	یہ کہہ بلائی سے خوشگوار دلیر و قوی زور ہو گو ہزار وہ کہنے لگا ہو کے گریہ کنان وہ بولا نہیں تجھے شرم و غضب کہ کیا کیا دلیری ہو مجھ سے عیان سواران جنگی لیے دس ہزار گفت و گفت بستہ جو تھا گر گسار وہ تھی اولین منزل ہفت خوان	ہوا مست و مخمور جب گر گسار تو جان نہ ہو گا دے زینمار کہ میری خطا کیا ہو اسے ہلووان تجھے ایسے میں نے باندھا ہوا ب بخوبی کروں طے راہ مفتخوان خرابہ بھی شہ نے دیا بشمار رکھا ساتھ اسے سپ پر کر سوار کردن میں حقیقت آب گلی بیان
---	--	---	--

احوال منزل اول راہ ہفت خوان

وہ صحر اجد کیا تو اسفندیار وہ گرگان جنگی ستھگار بہن سوار فوسے رو بن تن اسفندیار یہ کہہ کر زور سے دلیری وہ مرد آگے اسقدر زخم بیکان تیز دلیرانہ آکر مقابل ہوے جو اندرون پھر یہ اس سے کہا انہیں آج کچھ اور خوف و خطر	لگا پوچھنے یوں کہ اسے گر گسار قوی ہو نیکل و سخت خونخوار بہن یہ بولا کہ جب گرگ ہوں آشکار ہوا دشت پر خون میں نہ نور کرختہ ہوے گرگ وقت تیز جو جنگ و پیکار مائل ہوے کہ باقی کوئی اور بھی ہے بلا بعیش و طرب کیجئے شب بسر ہمے بعد از ان مائل خواب	بلا اسے کی آج در پیش کیا کہ ہنگام پیکار ہے خون فباک تو پھر بارش تبرہم کجسبو نمایان ہوے گرگ خونخوار بہن وہ بن کھینچ کر تیغ زہر آبدار کیا قتل کر گون کو انجام کار وہ بولا کہ بس تھے ہی گرگ و غرض ان فردا آئے ہنگام شام بسر کی بخوبی و آرام شب	وہ بولا کہ اسے مرد زور آرم کر بن ہلو میل دانتوں سچاک نہ زہر ز فرصت ذرا نہ بچو کے تیر باران سوار دن تے تب پشتون جوان اور اسفندیار ہوا ویکہ حیرت زدہ گر گسار سو تو نے کیے قتل اسے جنگجو لگے پیٹے صہبائے گلگون کا جام
--	---	---	---

احوال منزل دوم راہ مفتخوان

ہوا ہر رخشان جو وقت سحر دلاور نے یوں راہ ہر سے کہا نہ بن پیل سے بھی سطر و بلند پشتون لگا کہنے ہم تم بھم دولہہ نہ پھر کھینچ کر تیغ کین لے اُس دلاور سے بخون و ہم اقامت کر میں ہو کے باغ و گل وہ بولا کہ ایک فردا ہے دمان ہوا اس کے یہ بات اندیشمند نہ تاخیر کو دخل ہر گز دیا کیے بستہ پان تازی نزاو	کہ ہوا راہ میں آج کیا کیا بلا مبادا تجھے اُسے پہونچے گزند کر بن حملہ تشر کر کے علم دوبارہ کیا شیر خر کو دین کہا تیغ بران سے اسکو دو نیم تھے خوشگوار اُسے دان و شلی مقابل حرسے آئینکا اسے جوان لگا کہنے پھر سردار جہنہ شباب وہ گردن مرتب کیا	وہ بولا وہ بن گر گسار اسے جوان نمایان ہوے جب وہ شیر غریب ولیکن ہوا اسکو مانع جوان ہوا گفتہ جب نہ تو پھر مادہ شیر منظر ہوا جبکہ اسفندیار طلب کر کے پھر راہبر کو کہا دراز و سطر و درشت و درم کہ ایک تیار گردن بیان کیے تعبیر ترو تیغ و دستان	تو دان سے روانہ ہوے ہفت دو شیران خونخوار رہتے ہیں تن شب اسفندیار جوان سے وہ بن گیا آپ سوے ہر بران دان ہوئی ہم نبرد جوان دلیر تولایا بجا شکر پروردگار کہ فردا تجھے پیش کیا اُسے گار دہن سے ہوا تیغ فشان مبد کہ ہودے بسان اراہ ہوان رکھا ایک صندوق بھی با جلاور کہ تھے تیز رفتار مانند باد
--	---	--	--

احوال منزل سوم راہ مفتخوان

لیک زخم شمشیر نہ ہوا بدار بنایا وہ روئین و آہن سے تھا کوئی چارہ دیکھانہ تسخیر کا اٹھا کر بہت رنج آیا یہاں خرمنس ہو کے یابوس دانے پھرا کہ کیفیت ڈر ڈرا کر بیان سدا غلہ پیدا ہو وان جیاب گذر مردم غیر کا وان نہیں یہ سن کر ہوا شاہ سفند یار تو رہنا خبردار شام و بیکلا قوبے وقت لے کر پہلے فخر	قلم کی دھن گردن گرگسار نہیں نام تھا وان گل خشت کا نہ پایا وہاں کام نہ بیر کا دریغادہ محنت کنی را سنگان حرمین خاطر و دل پر اگندہ تھا وہ دردیش بولا کہ اے پہلون روان بین بہت چشمہ جے آہ لے یون ہو حکم سپہا رحین کیا آپشون سے یون آشکار کہ تیرے حوالے ہو کیر سپاہ دلیرانہ آنا در قلعہ پر	گیا شب کوئے کریمی پہلون سہ فرنگ بالادہست چہل یہ بولا کہ کتا تھا چکر گرگسار میسر ہوئی کچھ نہ راحت مجھے ہوا ایک درویش و دین و چار سپاہ گران ہو درون حصار نہیں دن کوئی چیز مطلوب کہ آوے کین سے جو بازار گان کہ جاتا ہوں میں بن کے بازار گان نہ ہوتا تو زہار اندیشہ مند زود کشت وان آن کو کچھو	سکو طعنا سفند یار جوان ہوا دیکھ حیران جو انور دیں کہ یہ وژنہ تسخیر ہوز نیہار ہوئی حاصل آخر خدا متعجب یہ کہنے لگا اس سے سفندیار نہر و آذنا بان خنجر گزار مہیا ہو اس وژن میں ہر ایک توانے دوا سکویاں بگمان درون وژن روئین لے پہلون لے جبکہ ہو وژن میں تیش بلند جدا تن سے ترکون کے سر کچھو
--	---	--	---

رفتن سفند یار بلبا سحر اگر انی در ژن روئین وژن رجا سپہا پسرش لافتن فتن

ہو گیا وہاں کر کے یک صد شتر وہ ہشتاد شتر کہ باقی ہے ترجے ساریاں تبدیل کی نہ جو سنا شاہ ار بانیہ ناہان جو ہو بخا در قلعہ پر کاروان یہ ار جاسپ کو جانے بھیجا پیام یہ ہو خواہش بندہ خاکسار متلع گران پیش کی وچن یہ پوچھا کہ اے مرد بازار گان یل گرگسار نہر و آذنا کہ ایران سے عازم ہو میں ادھر کہ آوے رہ بختوان سے ادھر وہ جزا و خست ہوا بعد از ان غرض لیکے بازار میں اسکان علا در کی دو خواہر مردوش سحر کاروان وہ شتابان ہوئیں	کیا جامہ کاروان زریب بہر سوہراک پہ مندر و قن و دودکھے نہر و آذنا بان پر خاش جو کہ آیا ہو ایران سے اک کاروان نہ ہرگز مزاحم ہوے پاسان کہ اے شاہ فام آدر و ذوالکرم کہ آوے حضور شہر نامدار ہو اخرم و شاہ سالار چین تو ایران کی جم سے خبر کریاں سلامت ہو یا قتل اسکو کیسا نہیں ہو وہاں کی مجھے کچھ خبر ہنسا شاہ ترکان یہ سن کر خبر کیا شہ نے ہنگام خست بیان لگائی دکان پر شاع گران شہ چین کے مطیع میں تھیں بکشت یہ جزا سے آکے پرستان حسین	وہ ہتر و تہ دیبا سے روئتی ہے صد شست گردان جنگ آوان غرض مطیع سے ہیوے حصار کہا جابجا ہرگز و بان کو گیا پھر وہ سوداگر ارجمند رہ دور سے با شاع گران دیا شاہ نے حکم آوے بیان کہ نام کیا اس نے پانچ دیا کہ کس صلحت میں میں میل نہاں دیا اسے پاس کراے بادشاہ ولیکن یہ تھا راہ میں اشتہار کہا یون زلیا تاب آفندیار کہ بان آئیو جا ہے جو وقت تو لگے آنے ہر جنس کے مشتری سنی یہ خبر جبکہ دونوں نے ان کہ احوال گشتا سب دہ سفندیار	وہ ہتر برازلعل یا قوت دود کیے مرد جنگی نے اس میں مان گیا مرد و روئین تن سفندیار کہ زہار اس سے مزاحم نہ ہو خوشی سے درون حصار بلند مسافت کو طے کر کے آیا بیان گیا پیش رجا سب بازار گان کہ جزا ہے نام میرا شہا جہاندار گشتا سب دہ سفندیار ہوئی منقضی مدت بیچ ماہ کہ یہ غزم کی گناہ سفندیار رہ بختوان سے کرس جو ہزار مزاحم نہ ہو دیکاروان کچھو ہوا گیم بازار سو آری کہ آیا ہو ایران سے بازار گان تھے گر جو معلوم آواز کار
---	---	---	--

بہت بارش نہ باران چلن
لگے کہنے مردم کا عوام دار
وہ کہنے لگائیں نہ مرکز بفرن
نہیں فوج درکار کچھ زنیہار
نہ ہو دین جہاں جھڑ سے ہم نہیا
ہر روز ششم سرور نامور

چلے بادشاہ جوان بھلون
خدا سے نہیں کر سکے کاردار
رہے مفتخوان طے بہت کڑوں
مددگار میرا ہر پروردگار
رہیں جان و تن تجھ پر بکشتار

تہہ ہو سپہ سخت پہونچے گوند
مناسب ہی ہر کہ بس پھر چلو
اگر راج پھر جاؤ تم شوق سے
یہ سکر سران سپاہ دلیر
اوہ بولا ہر وں گر بہ فتح و ظفر

یہ سکر ہوئی فوج اندیشہ مند
تو جان سران نہر باد ہو
نشا بان سکا خانہ ہو ذوق سے
لگے کہنے لے شاہ آفاق گیر
تو بخشین تمہیں ملک و گنج دگر
رہان سے ہوا عازم پیشتر

احوال منزل ششم راہ مفتخوان

ہوار در جب رفتہ رفتہ تمام
ہوئی بارش برن بھی بعد از ان
سپاہ سپہ در اسفندیار
شباب اپنے بند و نپہ تو رحم کر
بجالا کے پھر شکر پروردگار
ہیان پیش آئی گی اب کیا بلا
زمین گرم ہو چون تفت آفتاب
غرض یہ تیرا ہی جو تاسی کردہ
نہ منصو و فیروز ہون زنیہار
تو ہرگز نہ رکھ اب قدم پیشتر

کیا متصل گوہ کے قبہ مقام
رہی تین دن ایک تفت باقی
رہے عجز سے ہوئے ان شکاک
کہ ہو یہ بلا دفع آب ہر سر
سہدار بولا کہ اسے گرگزار
وہیں راہ ہر سے یہ پاسخ دیا
نہیں جو کہیں ہا یہ یک قطرہ
سوا اسکے لے شاہ گردون نکلو
دلیران ایران و توران دیار

لگی چلنے جب باد تندرہ مقدر
ہزاران زیر کسار لشکر ہوا
لگے لگائے یہ دہا سب بہن
کیا نصف سکو یزدان بنے شاہ
بفضل خدا سے جہان آفرین
کہ ہر راہ میں ریگ تفتہ تار
نہ ہرگز کرے خاک پر سبز جا
دژ رو زمین اتنا ہو محکم کہ سر
دیر نہ ہو غلہ و علف کاں

کہ عا ہرزہ لشکر ہوا سرسبز
تردو سے ناچار لشکر ہوا
کہا تر خالق آسمان و زمین
ہوئی ایک قلم دور وان برت باد
رہی باقی اب منزل ہفتین
ہو اگر م چون غلہ جو صبح و شام
نہ طائر آئے دان پر سے ہوا
نہیں جہد و کوشش اگر سوس
سپاہ گران ہووے آخر تباہ
سوخا و طلع عنان باقی کر

احوال منزل ہفتم راہ مفتخوان

دلیر و جوان مرد اسفندیار
وہیں راہ ہر سے یہ بولا جوان
"ایجت فرخندہ یا در ہوا
ہوا پر غضب دیکھ کر نامدار
عبدت فتنے پہونچا کے سیم و گزند
کہ باوصف پیمان زرفے جفا
کرے تاکہ طلع عنان یاں تو
توقع قوی ہے کہ سیری خطا
گذر بجز تار سے بعد از ان
سہدار جنگی یہ بولا وہیں
اگر تم صد سال کوشش کرو
کروں سر جہاں شاہ ارجاسپ کا
کاکہ ہو اتندوہ سوز بخت

نظر کے سوے خداوندہ
نہیں یک تفتہ کایان کچھ نشان
اثر برت کا اس زمین پہو
کہا راہ ہر سے کہ لے نامبار
کیا فوج کو میری اندیشہ مند
گر فتار زنجیر مجھ کو کیا
بڑا ہے میرے دل کی پھر آرمو
معاذ آب یہ کی تر فوج طا
کیا نیمہ با شرف و فروزان
کہ تہ سیر تسخیر حصن میتن
نہ ہرگز وہ حصن متین فتح ہو
دلیرانوں کہنے لہا سب کا
کئی سے شوجی سے گفنا بخش

ہوا عازم منزل ہفتین
سراسر تخی باطل تری گشتگو
وہاں سے جو لشکر گیا پیشتر
تو متا خا سر زہین قطرہ آب
انجل ہو کے کہنے لگا گرگزار
سخن آگے تیرے دروغ ایکبار
نہ بائی ہو یعنی مری بند سے
مہنسا پھر سپہدار بانی جناب
وہاں سے وہ دژ ایک فرنگ تھا
تبا و در تہ مجھ کو اگر گرگار
وہ بولا کروں فتح اک ان میں
دن و دختر و خواہر شاہ چین
ہوا پر غضب سن کے سالار دہر

ہر گام پر سرد پانی زمین
یہ سن کر وہ بولا کہ اسے نام جو
کو ایک شجر زخار آ یا نظر
خدا دیگی سب کو تفت آفتاب
کہ ہوں تجھ سے شرمندہ نامدار
کیا میں نے ہوا سطلے آشکار
غرض فضل لطف خداوندہ
اے بند سے دی ائی شتاب
کہ تسخیر کا جسک آہنگ تھا
دیا آئینے پاسخ کہ اعلا مار
میں گھوڑے کو دوڑا کے میدان میں
کرو زمین گرفتار از رے کین
ہوئی شعلہ غیر آتش خشم و قہر

وہاں پھر سراپردہ کر کے بلند
 ہو اور وقت افزا عیش و طرب
 شہ چین دیکر ست زرکان شتاب
 پشتون نے دیکھا تو نیکر سپاہ
 غر و شیدہ پھر ہو کے مانند شیر
 وہ مجلس میں تھا بسکہ مستحاب
 کہ لیکر سواران تو خجہ ہزار
 سواران چین اور ججہ ہزار
 تو لیکر صد و شصت مردان کار
 بہت کشتہ و خستہ زرکان تھے
 یہ کہہ کر گئیں ہر دو لالہ عذر
 غر و شان ہوا جا کے مانند شیر
 لگے خجہ آب گون گاہ تیغ
 زن و دختر و خواہ شاہ چین
 کیے قتل گردان چین ہزار
 وہ کرم پسر شاہ ار جاسپ کا
 گیا جبکہ کرم درون حصار
 دلیران توران و گردان چین
 بزبون آخر کار زرکان بچنے
 لگا کہنے کرم سے ہفتدیار
 وہ مرد تو انا و جنت و دلیر
 کیا تیغ سے پھر سر اسکا جدا
 حضور اس کے حاضر جو زرکان تھے
 سران نواحی توران دیار
 دکھائی رہا چین میں اک نامدار
 زنان پری دارا جاسپ شاہ
 لکھا نامہ فتح گشتا سب کو
 تو بالفعل ہو وہاں اقامت گزین
 سفر کیا ملک توران و چین

خوشی سے وہ سوداگر ہر جنس
 لگے نامداران بھی ساتھ اس کے سب
 بچے مست و مغرور بی کر شراب
 دروڑ پر اگر ہوا کیستہ خواہ
 انہا میں ہون ہفتدیار دلیر
 یہ سن کر گیا سوسے خانہ شتاب
 کرب جا کے برغواد سے کارزار
 آئین کیے دان درون حصار
 جو آخر دروین تن ہفتدیار
 جو باقی تھے سو گریزان بچے
 سو منزل آؤ ہفتدیار
 اٹھا خواب سے تیرے شاہ دلیر
 رہا زخم باہم کیے بید تیغ
 گرفتار ساتھ اس کے دو بین
 یکا یک وہاں یہ ہوا آشکار
 پشتون کے تھا ساتھ جنگ زما
 ہوا اگر جنگ ہیں سے ہفتدیار
 بچے بک دان کشتہ تیغ کین
 سرا سیمہ دان سے گریزان تھے
 کھڑا کیا ہے اسے کرم نامدار
 بچے گرم پیکار مانند شیر
 خوشی سے وہاں حکم بھڑوایا
 تودہ مور و لطف و جان بچے
 ہوئے اس کے محکوم ہفتدیار
 نہ نوران میں کوئی رہا شہسوار
 رہیں لپٹے مشکوین باغ و جادہ
 ہوا شاد وہ شاہ فرخندہ خو
 نصران میں لالک ماچین چین
 یہاں بیم ماندیشہ ہر گز چین

ہوا محفل آراے عیش و نشاط
 طعام لطیف دے درود و جام
 ہوئی روشنی آتش دہان بعد از ان
 وہاں جسکو پایا اسے بید تیغ
 ہوا شاہ ار جاسپ کو ہشکار
 سپہدار کرم کہ سنہ زند تھا
 سپاہ گران لے کے کرم گیا
 سپہ پیش ار جاسپ کتر رہی
 گیا وقت شب سے ایوان شاہ
 گئیں درین پیش جوان خمار
 دیر اندہ مرد جنگ آزمایا
 لگے کرنے باہم وہین کارزار
 ہوا کشتہ ار جاسپ انجام کار
 پھراون سے پھر وہ دلا دروان
 کہ بہ خواہ نے ہو کے پر خاشاں جو
 سنی جب یہ آواز حیران ہوا
 پشتون بھی دنبال کرم گیا
 دروڑ ہوا غرق خون سرسبز
 ولیکن در نہار کرم ہشا
 مرے ساتھ ہوا کے کرم نبرد
 پکڑ کر کرم بسند کرم وہین
 کہ جو کوئی حاضر ہو یاں آن کر
 بہت ان رہا قلعہ میں نامور
 ہوا وہاں جو کوئی نہ فرمان پذیر
 سپہ کو بصد لطف وجود و عطا
 دے و خضر و خواہر شاہ چین
 یہ ہفتدیار جوان کو لکھا
 سپہدار نے پھر لکھا یہ جواب
 بلال آرزو سے قدمیں شاہ

دم صبح شہ از سر انبساط
 مہیا تھا سامان عشرت تمام
 کہ فرنگجا جسکا ہونچا و خان
 کیا کھینچ کر قتل بر نہ تیغ
 اگر آیا در در پر اسفند یار
 اسے شاہ ار جاسپ نے یون کہا
 ہوا جا پشتون سے جنگ زما
 ہوئی جب دلا در کو یہ آگئی
 دلیران چین سے ہوا زرم خواہ
 دویا جسکو مشکوے شہ کا نشان
 سو خوار کیا شہ چین گیا
 سپہدار ار جاسپ و ہفتدیار
 منظر ہوا اگر داسفند یار
 بسے در قطعہ آیا دوان
 کیا کشتہ اب شاہ ار جاسپ کو
 وہین جانب و زشتا بان ہوا
 ہوا اگر مہ بازار پر خاشاں کا
 پڑی نقش پر نقش ایدھر اودھر
 دلیران میدان میں قائم رہا
 یہ سن کر مقابل ہوا شیریں
 دلا در نے پیکار دے زمین
 گردن اسے لطف و کرم بیشتر
 سفر ہوا ملک چین سر اسیر
 تو بس قتل اسکو کیا یا اسیر
 دلا در نے گنج خراوان دیا
 ہر اک پور کے کہیں جو آئے زمین
 کہ اسے انداز نبرد آزمایا
 کہ اسے تاجدار ثریا جناب
 بچے ہر شب و روز خام و چم



وہ بھاریان ردتی پھر کھڑکین
گیس پھر وہ سین برومہ غدار
طلب کر کے غلوت میں اوٹے کما
کھین بھرہ درلج شاہ چین
قبول اس کھڑی کی تھی میں نے نادر
کنارت پہ نشی مقصد لگی
کہ محفل میں آئیے ہسم جگہ
یہ لطف تھی سے ہون ہمدار
نغمہ چین نے پروا لگی ہنگو دمی

یہ کہکس ہوا تند اور حشمکین
بہنگام شب بیض اسفندار
جوان نے بھی بچان اُنکو لیا
وہ بھاریان دو خرم ہوئیں
تباہی میں آیا قنار میر اجاز
عنا بیت کھرا ز دپاک کی
یہ سن کر نگا کئے ارجاس شاہ
نہایت ہے تنگ اے شغلدار
کردن روشن آتش بھڑنوشی

نہیں آفت حال شاہ دیلان
لیا اُسکو بچان آواز سے
کرین کچھ عیان راز غلوت ہو کر
اسی سے نہ پر راز کچھ عیان
نگا کئے اسے شاہ و گنتی پناہ
کردن جشن ترتیب میں و در
غرض مشہ ہو مجلس میں رونق فرا
کہ مسکن گزین میں جان مکان
کردن ایک ترتیب دان انجمن

وہ لہلا کہ ہون مرد بازار کان
وے دو ہیں آفت ہو میں آہستہ
گیس اوس سے کہنے کہ احواسور
تھاری رہائی کو آیا ہسان
ایا ایک دن وہ جوان پیش شاہ
کہ کشتی تباہی سے نکلے اگر
یچی میں ہوا ب نہ رکھے ادا
کہا شہ سے جراد نے بعد اذان
بلندی یہ ہوں قلعہ کی غیمہ میں

تہمتن ہو القصد لیسل و نہار
 مے دل میں کینہ جو اس کی تنکا
 جوان سے کہا شاہ نے بعد از ان
 وہ بولا کہ میں پہلے سے بادشاہ
 عوض اسکے گزرم کے کہنے لگے
 کہوں قصہ ہفتخواران یا ذکر
 زن پر جاویدہ غول سیاہ
 وہ سختی سراوہ باران برتن
 گذر تھا جہان تخت میں دن گیا
 کہ بیان سے پھر تے نہیں زنیہا
 حوائے کیا پھر گئے تخت تلج
 اگر میں کردن فخر خائستہ ہے
 خہنشاہ نے پھر یہ پاسخ دیا
 کہ بہتہ حاضر تھے جون بندگان
 بڑا حیف ہو سختی عار و تنگ
 تصرف میں اب نصف ایلان
 شتابندہ ہوں پھر سوستان
 شتابان ہو تو لیکے گئے دسپاہ
 زدارہ فرامرز کو بھی نہ چھوڑ
 نہیں جاسے اندیشہ کچھ زنیہار
 کیا قتل ار جاسپ کو روز جنگ
 کریگا تو اک دم میں اسکو اسیر
 دلا در جان نے دیا یہ جواب
 بیان کا دے تربیت کردہ ہو
 بہت اُسے کار نمایان کیے
 زبون تر ہو زد و یک بز دانی
 گر تجھ کو اندیشہ کچھ اور ہے
 نہیں خوب شاہوں کی پناہ
 بزرگون کی خدمت میں چلے دو

نینا گوئے کچھ سرد نا مدار
 نہایت تردد ہے صبح و سہا
 کہ جالیگے لشکر سے بیستان
 ہوا شاہ ار جاسپ سے کینہ خواہ
 کیا قید مجھ کو بہ حال تیبہ
 تو پھر راست ہوں جسے تن سہر
 کیے کشتہ میں نے بہ فضل اکہ
 وہ طغیانی وجوش دیرایے زرف
 خہنشاہ کا حکم لایا بجبا
 شہان فلک قدرد عالی تبار
 پدر نے ترے از سر تہماج
 بزرگی مجھے آج بانستہ ہے
 کہ گفتار تیری ہے یکسر بجا
 مل زال اور رستم پہلوان
 کہ ہونا مور تو دوسرے درنگ
 سریر خلافت کا دعویٰ کریں
 کردن جنگ ستم سے بیکان
 تہمتن ہو جائے اب رزم خواہ
 بداندیش کے سر کو جلدی سے توڑ
 کہ تو ہے جان میں یل نامدار
 و زروین آخر لیا بید رنگ
 تجھے پھر میں دونگای تلج و سہر
 کہ رستم کو ہرگز نہیں ہو تیبہ
 ہمارے بزرگون کا پروردہ ہو
 زبون نامداران تو ران کیے
 کہ ایسے دلاور کیجے ہلاک
 بھلا یہ بھی شاہا کوئی طور ہو
 یہ بہتر کہ نہ قول کا ہو درست
 یہ کوئی مرے ساتھ اُسے کیا

براہ اطاعت وہ آستانہا
 مناسب ہو اب یہ کہ ہفتدیہا
 تہمتن کو یا کشتہ کر یا سہر
 شہ میں کو وقت و غادی شکست
 کیا کشتہ اب میں نے ار جاسپ
 وہ گرگان جنگی وہ شیر زریان
 وہ سیرغ آیا جو ہر ستر
 کردن گریبان میں تو ہو نیک
 بہانہ موت کام فرما شتاب
 بھلا روم میں تو نے شاہ ہنشا
 کیے میں نے اب کار ہائے کلان
 مناسب یہ اور لائق تجھے
 دے سخت غم ہو کہ ہر صبح غلام
 اور اب سرکشی ہم سے کی اختیار
 ترے آگے اس طرح شام و سحر
 لگا کہنے یوں گرد آفاق گیر
 وہ بولا کہ تیرا ہو دہیم وخت
 اگر خفا کر رستم و زال کو
 نہ رکھ بد سنگالان کا نام و نشان
 کیا ہفتخواران فتح تو نے تمام
 نہیں تاب رستم جو ہو سیم ہر
 قسم فرزندانشا کی اسے پلین
 جو مجھ سے کہے آگے میلند یخت
 سنا ہے کہ رستم یل نامدار
 نہ ایزدیان دیکھتے روئے بخت
 مخالفت ترا تھا اگر بوز زال
 مجھے بھیجتا ہو سوستان
 یہ گشتا سپ بولا کہ سن جوان
 دلا در میان خدرا سے نامید

مجھے کچھ بھی خاطر میں لائیں
 کہ رستم گرد سے کارزار
 تو پھر آگے مجھے تلج و سہر
 لیا ملک یکسر سے کر کے پست
 کہ شادان ہو شاہنشاہ نام جو
 وہ کافر بلا اثر دباے دمان
 تو تیبہ سے بھی تہ تیغ تیز
 روان قتل فریاد دل خارا سنگ
 رہا دلت سے کر نیچے کا سیاب
 کیا کشتہ ان گرگ واک اثر دبا
 ملائے خاک و خون پہلوان
 کہ اورنگ و دیہما نے مجھے
 کہ کاؤس و خسر دیکھے آگے ام
 نہیں حکم لائے بجار نیہار
 کہ میں سرکشی رستم و زال زار
 کہ دیکھے مجھے آپ تلج و سہر
 نہ بد دل ہوا سے ہر نیکیت
 تصرف میں لاکھا و مال کو
 کہ ہو پھر کوئی کینہ اور بان
 بلند اس جہان میں ہوا یزنا
 تو ہو شیر کش کردہ ہو شیر مرد
 کہ ہوں میں خد زنیہا بمان شکن
 کہوں میں زبون اسکو نہیں بد رنگ
 رہا یان شب در زخمد مشکدار
 تہمتن ذکر تا اگر کار سخت
 تو جہان ہو اکون تو ہکا دال
 مرے حق میں جو بد سنگالی بیان
 بلا سے اگر رستم پہلوان
 تیبہ سے اورنگ و خسر ہو گر

	دگر بارہ جب نامہ پہلوان	بڑا شاہ نے تب لکھا آہیان	
رہ ہفتخوان سے پھر ہفت یار	آمدن اسفندیار در ایران	و ملازمت کردن بایدر	
<p>رہ ہفتخوان سے پھر ہفت یار تو بس دین پاتام و کمال بزرگان ایران گئے پشوا کہا آفرین اور کی یہ دعا اُسے ہاتھ سے اپنے بھر کر دیے کیا کشتہ جس طرح ارجاسپ کو کہ گفتارستان ہے بے اعتبار ملیر تھا کہ سی پھر ہفت یار بظاہر ہوا خوش ستر چند جود کیجی یہ بے مری شہ یار کہ میں نے کیا قتل ارجاسپ کو اٹھائی بہت محنت و رنج سخت کتا یون نے میں کے از رو کینہ مبادا کرے پھر گرفتار بند کہ محکوم میں تیرے سردار فوج کر گیا تو شاہی پس مرگ شاہ کہ ایک دن وقت مستی ہے جو کچھ کام اس جانفشانی کیا بظاہر بہ بلجوی پہلوان طلب کر کے جاسپ کو اپنے پاس کہ ہو کس طرح مرگ ہفت یار زبردست ہو مرد ہفت یار وے پہلوان رستم نامدار بہت کر کے تعریف ہفت یار یکہ کہ لبو سے سران سپاہ کہا میں نے یہ رستم گرد کو اطاعت سے پھر اس سے ہے</p>	<p>روانہ ہوا سو سے ایران دیار تسے برت کے وہ گیا تھا چال دیان سے جو نزدیک یوان گیا کہ عالمستان رہی صبح و سوا کہی آپ بھی بادشہ نے پیے تو کہ بھر سے مادل مرشاد ہو سحر کہ مفصل کردن آنکار جوان نے حضور شبہ نامدار ولیکن ہوا دل میں اندیشہ مند ہوا سخت آزرده اسفندیار بفرمان شاہ ہنشہ نامدار کہ شاہ ہنشہ مجھے تاج و تخت کہا یون کہ اسے سردار جنت روار کھے پھر شاہ تجھ پر گزند تو سے صاحب حکم سالار فوج کہ ہے دارش تخت تاج و کلاہ کہ ساری خدائی کو معلوم ہے نہ ہرگز کسی پہلوان نے کیا ہوا و دین مصروف شاہ جہان کہا یون کہ اسے مرد ہوشیار یہ سن کر خرومند نے ایک بار کسی کو نہیں طاقت کارزار کہ گیا اسے کشتہ انجام کار لگا کٹنے اس سے کہے نامدار نکہ کر کے بولا شہ دین پناہ کباب چل کے میرا مددگار ہو یہ کتا ہوشخت سے ہر روز</p>	<p>دیان جبکہ ہو بخاؤ فرخ شاد گیا جبکہ نزدیک شہر پدار تو آیا جہاندار گشتا سب بھی کیا ایک ترتیب جشن نشاط کہا شاہ نے پھر کہ اے پہلوان وہ بولا کہ ہدم ہوں ستا سب جہاندار گشتا سب روز دگر مفصل کہا قصہ ہفت خوان نہ ہرگز دیا اسکو وہیم و تخت کتا یون جو تھی مادر مہربان گرفتار تھیں انکی دان خواہان پر ایفا سے وعدہ میں لایا قصو تو بیات ہرگز زبان پر نہ لا پدر کے ہوتا کہ پرتاج سی نہ کہ غلطاب سے یں بے نظیر خوش آئی نہ یہ پند اسے زنیار کیا قتل دشمن کو لے بادشاہ وے حیت ایفا سے وعدہ ہنوز وے دل میں ناخوش ہوا شہنشاہ ذرا دیکھ احوال اسفندیار نظر کر سکر گوش ہمدماہ جہان میں ظفر مند و فیر و زہو ہوا شاہ شادان یہ سن کر سخن سبارک تجھے تخت و تاج شہی کہ کشتہ ہوا شاہ نہر سب جب آیا مرے ساتھ ہرگز ادھر کہ ہو کابل و زابل و نیم روز</p>	<p>ہوئی تھی جہان بارش ہوا باد تو دین بہ حکم شہ نامور بغل گیر ہو کر بغیر ط خوشی پے جام سے از رہ انبساط بیان کرد ذرا قصہ ہفت خوان کہوں کیا میں لے شاہ گزشتہ سخت زرین ہوا جلوہ گر کیا ماجرا جنگ کا سب بیان کہ تھا شاہ کو اسے دوسرے سخت حضور اس کے جا کر یہ بولا جہان رہا کر کے لایا میں انکو بیان تو کہ جا کے نصاف سے ہو گیا کہ ہو بگمان شاہ کشور کشا وے فی الحقیقت ہے تجھ کو شہی کہ آخر ہوا شاہ کشتا سب پیر اٹھا ہو کے دلگیر ہفت یار رکھا میں نے ناموس تیرا نگاہ دو تو نے کیا اسے شہ نیک و زہر یہ گفتار آئی بہت ناگوار تو کر مجھ سے راز فلک آشکار کہا یون کہ اے شاہ گیتی پناہ سخن کرے ہفت اقلیم کو وہن ایک ترتیب کی انجمن کہ زیبا ہو تجھ کو کلاہ می ہوین و خزان و زنان بندہ نہ لی اتنی مدت میں میری خبر حلا کردہ خسر و خسرو</p>

کہ اسے وارث تخت و تاج کیا
 وہ ہونیک طلح جو تیرے حضور
 ہمیشہ جان میں تو فرور ہو
 فردا کے گھوڑے سے ہفتین
 سزاوار تحمین و صد آفرین
 وہ بولا کہ مجھ کو سر فرور کر
 وہین رستم گرد کو لے گیا
 بیل ب تو بھی راضی ہو بلکہ
 تاک دم رکھے نہ گرفتار بند
 کہ راضی حسین ہوا اگر بندہ پر
 بستان شہنشاہ فرخندہ خو
 وہ بولا کہ آیا تھا یان شہر بار
 اگر مجھے فرمان سے بھر چلے تو
 تجھے بند کر کے نہ لیجاؤن گر
 سپہدار نے پھر دیا یہ جواب
 تہمتن یہ بولا کہ رخصت ہوں
 جو ان کے کہا یون کہ آنا تباب
 کہا لے سپہدار آفاق گیر
 لگا کئے اس سے یہ ہفتینار
 یہ اب مصطحت ہو کہ اسے نامدار
 ہو اس سخن سے وہ اندیشہ مند
 کہا زال نے یون کہ اسے نامدار
 بسے سپہدار عالی گسر
 وہ بولا کہ جو منتظر زال زر
 میرے ساتھ پیش مشہ ارجمند
 کہ میں کام تیرے بہت آؤنگا
 جان میں سر فرور گردان یون
 مروت سے کرتا ہوں ابابک
 یہ چاہا زروئے غضب میری نین

سر سر فرزانہ کی مستان
 پریش کنان ہو جہاں سرور
 طرح ہر کے عالم افروز ہو
 ہوا رستم گرد سے ہم کنار
 جہان میں توجہ کا ہوا رومین
 تو ذوق فرزا جل کے ہونچے گھر
 وہان جا کے رستم سے کہنے لگا
 کہ دن بچوں تکلو من باندہ کر
 دہو چائے ہرگز تجھے کچھ نہ
 تو بس ہو کہ رخصت توجا نہ کچھ
 مرے گھر تو دھان ذرا چل کے ہو
 بطور دگر اسے ستونہ شعار
 سرجنگ از روے کین آئے تو
 تو کیا خدا پاؤن حضور پر
 کہ بی اور دے بجکو مہلباں
 کہ یون زال سے جا کے حوال سب
 یہاں بھیجا صاف در نہ جواب
 کیا کیون نہ رستم کو تو نے اسیر
 کہ بھراؤ سے گا رستم نامدار
 نہ ساتھ آئے ہو ز مجوز نہار
 گیا سچ میں سر دراز جہند
 لکڑاؤہ اپنا ہے ہفتینار
 شتابان ہوا اگر دروز دگر
 قدم رنجہ فرما تو سے نامور
 روان ہو تو ہو کر اسیر گند
 سدا تیری خدمت بجا آؤنگا
 نگہدار شایان ایران ہون
 نہیں در نہ تجھ سے خطر نہار
 تہمتن یہ کیے باز خیم تیغ

کہ اسے قدیم زربا قباے شہی
 کہ اسے سرکشی تجھ سے جو شونخت
 یہ آئین درسم ادب دیکھ کر
 لگا کرنے رستم کی پھر یون ثنا
 قوی اسکی بوشنت لیل دنار
 پیرا نہ اس نے کیا زینہ سار
 یہ آؤ حکم گنا سب شاہ دلیر
 ہو چکر حضور مشہ نامدار
 رہا س کے خاموش وہ پہلوان
 یہ لا ازان بریل بیل تن
 جو کچھ تجھ سے فرمائے تو بولان
 دیکھو میں آبا بعد مذم و گر
 تو میں کس طرح کھائے نان لنگ
 وہ بولا کہ زہار میں بھی یہاں
 طلب کر کے پھر جام میناؤن
 جو کچھ مصطحت دے تجھے زال
 سوخا نہ رستم جو رخصت ہوا
 نہایت زہون تخت بجا گیا
 لگا کئے نشون کہ اسے شیر گہر
 سبادا کہ بھراؤ دشوار ہو
 گیا رستم گرد جب اپنے گھر
 حرا کی خدمت میں بھرجاؤ
 اسے لگیا آئے ہفتینار
 کیا اسے نکارا دور یون کہا
 کہا اسے اسے گرد منج خیم
 کیے میں نے کار نمایان مرام
 کیا دشمنوں سے جہان میں پاک
 یل پلین سے یہ سن کر سخن
 دلیل نکل کبسا اور ہنسنا

کہ اسے سرچو شایان کلا ہی
 شتابی اگر ختار خوار سی سخت
 ہوا شادان سرور نامور
 کہ اسے نامور گردوز و آزار
 نہ ہو دے اسے کچھ غم روزگار
 دے اپنے شکر میں ہفتینار
 کہ رستم کو لے آؤ کر کے اسیر
 گردن میں رہا بھگواے بادشاہ
 کیا پھر سپہدار نے یون پان
 کہ کیا اسے سرور نامور
 بجا لائون فرمان ترا سے جان
 ہوں ہمان بھاکس طرح تجھے گھر
 گردن تجھ سے بیکار زیر فلک
 نکلا آؤنگا اب اسے سپہداران
 کیے نوش باہم کئی انگبین
 گزارش کروں میں یہاں آن
 تو نشون نے اندیشہ ہم کیا
 کہ دشمن کو یون اسے جانے دیا
 زبردست وہ سوار دیر
 نبوع دگرد در دوار ہو
 یہ قصہ کہا زال سے سرور
 نہ دوس اس دل میں ذرا لکوا
 کیا خوب رستم کا غر و قار
 کہ اسے پہلوان تو بھی یان سے جا
 تو رکھ مجھ پر ہون لطف و کرم
 کیے بہت گردان تو ان تمام
 کیا سرکشان جہان کو ہا کس
 ہوا خشکین سرور نامور
 یہ تہمتن کہ تہمتن سے کہنے لگا

بھیتاں لے بیفوج گران کہ عرت ہوا ورون کو پھر زنیار نیقصد ہو تیر کہ ہوں آئے ہو یہ لکھ جو ان ہو کے چین چین خیر لاکہ انکا ارادہ ہے کیا جو کچھ مصلحت ہو وہ مجھے بتا وہ بولا کہ بہتر بفرمان شاہ کہ راضی ہو روین تن ہفتیار کتا بون سے بولا نہ نام جو رضا مند ہو گرچہ وہ نامور کتا بون ہوئی سن کے اندر نہ جا اس طرف ہر گویا ہوندر وے قدمہ پیکار اس نہ تھا نیز کیا میں نے اس بات کو	اگر رفتار رسم کو کر جا کے وان نہ کوئی کرے سرکشی اختیار رہوں میں نہ زنیار تیرے حضور شتابان ہوا سو سے خانہ دہن یہ سن کر وہ دستور وانا گیا خرو مند نے جب یہ پاسخ دیا سو میدان ہوں روانہ بگاہ بہ جنگیل رسم نام دار کہ ہفتیار جو ان گرد کو ولیکن تسلی ذرا تو بھی کر جو ان سے کہا جا کے آئے ہیں ذرا گوش جان سے توں بچا بند کہ ہے وہ نگو خواہ سرکار کا اگر بعد اقرار انکا رہو	پیادہ است لایان کر کے بند وہ بولا کہ اے بادشاہ جهان مبارک یہ اورنگ و نسر تجھے لگا کئے جا اسپ سے شہنشاہ ہوا جا کے جب آئے پرمان حال بجالاتابی سے حکم پر حنور شہنشاہ کشور شان ہوا شادمان شاہ گردن تاب گردن ہوں میں رخصت سیل کہ رسم کو جب لادے کر کے ابر زبردست ہو رسم نامدار کتا بون سے بولا یہ ہفتیار گردن کیا کلاب یون ہو فرمان تو بچہ مردی سے نہایت ہو	پڑی ہوئے گردن میں اس کے کند بہانہ تو کرتا ہو بس بے گمان جہان میں ہو بن یک گوشہ تجھے کہ جازد تر پیش ہفتیار وہ بولا کہ اے مرد فرخ خصال نہ بچہ یہ زنیار اے نامور کیا جا کے جا اسپ سے یہ بیان گیا پھر وہ پیش کتا بون کتاب پئے جنگ رسم بہ فوج گران تو بخشون میں پھر دین تا و شکر نکر قصد جنگ اس سے تو زنیار کہ رسم سے ڈرتا نہیں زنیار کہ ہوں رسم گرد سے کینہ خواہ بجالاتابی ناچار حکم حضور
---	---	---	--

رفتن ہفتیار طرف سیستان بجز م قید گردن رسم و بیان سوال جواب

سحر گاہ ہفتیار جو ان وہ شتر روان تھا جو پیش قطار لگے کہنے مردم ہوئی فال یہ وہ اولایہ موقع ہوا درج بجا گیا متصل سیستان کے وجہ تو پھر زال نے بافرادان سردور کیا ہر طلب رسم گرد کو وہ بولا کہ پوتہ اے بیلان آئے شل گشتاں پلانے گھر وہ ہو چکے کنارے پوریا کتب بہ کمر گر گیا بہمن نامدار جس سے آنے کی تیری بیان آخر ترخش سے رسم بیلوان	ہوا نہ سے رخصت سیستان گیا بیٹھ وان اور پھر زنیار میا داکہ منی آوے کچھ حال بہ ولیکن جہاندار کشور کشا روانہ کیا آئے بہمن کو تب ادب سے جھکا یا سر کے حضور یہ بہمن سے سن کر یل نام جو رہے ہم کمر بستہ پیش کیاں تکلف سے نہائی اس کی نوکر انکا کہنے بہمن بہمن سے تب کہنا جا کے یون پیش ہفتیار مے ساتھ آیا ہو وہ بیلوان جھکا کر سرخیز چون بندگان	بادشاہ نے لشکر و گنج و زر نہ وان سے اٹھا اس م لاوئے تب مناسب یہی ہو کہ اب ایکبار کہے گا کہ لایا بسا نہ جو ان کہ لے آوے یان رسم گرد کو لگا کہنے یون بہمن نام دار گیا پیش رسم کہا جبر تو جاشوق سے پیش ہفتیار کیا جبکہ یہ زال زرنے بیان تو قوت کنان ہو تو اسے نامور کہ رسم دلیر جو ان مرد ہے گیا پھر سپہدار ہفتیار جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا	ہوا وہ کتابان بصد کرد و فر کیا قتل اسکو زور سے غضب سو خانہ بھر چلیے اے نامدار یہ کہہ کر روانہ ہوا بیلوان گیا جبکہ وان بہمن نام جو کہ آیا ہو روین تن ہفتیار لگا کہنے وہ مصلحت اب ہو کیا بجالاتابی رسم وہ انکسا گیا ساتھ بہمن کے وہ بیلوان گردن باپ سے زنیے جا کر خبر مروت میں او غلطی میں خود ہو جریدہ سحر رسم نامدار پھر آواز کی یہ دعا و ثنا
---	---	--	---

<p>فرہیز ہوا بدشاہ و جان ہوا شاہ لہر اسب تب شہر بار یہی ہر ترے باپ کی آرزو ولیکن سخناے ناد پسند یہ کلاہ گزشتہ تھا جسکا تاوج ماہ اگرچہ وہاں تھے بہت زور مند یہ تندی و تیزی نہ کر مجھ سے تو مے نو در سر نیچہ پر کر نگاہ فشرہ کیا نیچہ پسداں کہ زور آزمائی کروں تجھ سے شہابان ہو پھر شوق سے اپنے گھر نہ ہو نچاؤں جان پر تری کچھ نہ وہ بولا کہ اے مرد پیکار جو نہ ہو نچنی تجھے باؤ کر زور خدنگ سوزال زور و دین لاؤں تجھے بجلاؤں خدمت بفرط سروسر نہ دنیا میں کوئی رہے تاجدار کہ اب روز سے یعنی گذرے پاس تو دیتا تھا رستم یہ ہندم جواب پیلے لگا پینے وہ پیل تن کہ کہ مصلحت زال سے جا کے تو دیا آئے پاس کہ اے نامدار قدم رنجہ فرما دے تو میری گھر نہ لاؤں حری جنگ میں کچھ نہ نہ پابند رستم کو یہ کر سکا کہ ہے بازہ لینا تو اسہل تر تو زہار اُن کے برابر نہیں تو پویش شاہان مرار زور تو عداوت تخت قلع و کلاہ</p>	<p>ہی تھی تناسل خرد و کلان ہوے جبکہ ہم یا وراے نامدار کرے بند مجھ کو یہ چاہے ہی تو ہو اکو کی سے میں دنیا میں پیر ہو اتند میں پیش کاؤس شاہ کہ مجلس میں کوئی کرے مجھ کو بند غرض ساتھ میرے نہو کہینہ جو نہ ہوا بننا خوان کاؤس شاہ یہ کہہ کر دین ہو کے خند و کلان یہ ہنسکر کہا ہی یہ حرک ادب خوشی سے مے لالہ گون نوش کر سو شاہ لجاؤں میں کر کے بند مری مردمی تجھ کو معلوم ہو کمان تو نے دیکھی دیر و کجنگ تو بس پشت زین سے اٹھاؤں تجھے رکھن پیش کش گنج تیرے حضور جو میں گرد ہوں اور تو شہر کچھ اب کھائے تاکہ آوین جو دہا پلاتے تھے جہدم کہ جلم شرب کہ آتی تھی جس میں نہ لیک لگا کہنے یہ سرد رنام جو وگرنہ ہوا مادہ کا ردار پنیرا کہے میسا نی اگر وگرنہ کروں صبحی م آگے جنگ یہ فرمایا کاشہ کہ بس ڈر گیا نہیں جنگ سے تیری جگو خطر جو میں نے کیے کشتہ ہنگام میں کہ ہو کشتہ گرد وقت پیکار تو ہوا سا بخور دا بیکشتا سپشاہ</p>	<p>بزرگان ایران نہ خرمند تھے نہ زہار پر خاش ہونے دیا نہ کر فخر آئین گشتا سب پر کہ میری طرٹ دیکھے از روئے کین قیامت ہو کر ہوں میں جین جین ہوا یہ نہ مقد و راک گرد کا فزون تر کیا شہ نے غر و قار کہ اے رستم اتنا نہ کھایا چ قلاب رکھے تھا کمان شاہ کاؤس کے تو حیران رہا رستم نامدار کہ اے گرد و تواج حمان دیوان کپڑ لاؤں کل ایکدم میں تجھے گردن میں تجھے بند سے بھر رہا دے مجھ سے ہرگز نہو ہم نبرد کہ آؤں جو میدان میں ہو کر سورا رکھوں میں ترے سر پر دہیم دلاؤں تجھے تخت قلع و کلاہ کمان تک یہ گفتا اے بیلون تو رستم نے اکدم میں خالی کیا رکھا لاکے تاس کلان پھر دین مخص ہوا بھر وہ گرد و لیر تو جان پر تری کچھ نہ آئے گزند بہم مل کے اب تو بھی کر مشور دھنور جسا ندر کیوان لوا پنیرا میں کرنا یہ اس نام جو کہ اس دہر میں جس سے نام ہو کہ دیوان خونخوار مردان کار ولیکن یہ اندیشہ ہے ہر زمان کہ اب صلح بہتر ہی یا کارزار</p>	<p>ایران نہ ہرگز رضا مند تھے دین میں نے معقول سب کو کیا ذمت ناز کر تاج لہر اسب پر یہ مقدور ہرگز کسی کا نہیں سچی مٹنے میں نے ہرگز نہیں سخناے دشوار کہہ کر اٹھا مری کر کے دلجوئی انجام کار سپہدار نے سن دیا یہ جواب مجھے جس قدر قوت و زور ہے جو دیکھا یہ نیر و سہمند یار سپہدار نے یہ کہا بعد از ان ہوا زور معلوم تیرا مجھے لہون جا کے شہ سے یہ جی بظلا نہو کر چہ زور آور و شیر مرد تو کل دیکھا کوشش کا زار گردن تخت زہار پر جلوہ گر چلون پھر ترے ساتھ نہ دیکشاہ سخن پھر زبان پر یہ لایا جوان طلب کر کے خوان جبکہ آگے رکھا کہ اس جام سے سیر ہوتا نہیں ہوے دام حیرت میں جہدم ہے جو ہو بند پر راضی اسے ہونند مصاحب جو تیرے ہیں آنخو را چلون میں ترے ساتھ بونیدیا وہ بولا کہ جس طرح کہتا ہے تو بھلا کس لیے کام ابا گردن یہ سن کر لگا کہنے جنگی ہوار تری رزم سے کچھ نہیں جان سمجھ دل میں نے فرخہ ہمند یار</p>
--	---	---	---

شفت بہت تونے کی پشیر
 حور است بیٹھے ہن پوستر ہم
 ستارین نے اسے رستم نامور
 کھاڑاں کہ پھر دایران میں
 جونا پاک ویدر کل دیکھا اُسے
 وہ مردار کھا کر نہ اب کلان
 بزبان کی تیر - بیکری چاکری
 یہ سن کر ہوا تند وہ پیلتن
 نہیں ہو یہ گفتار اسے نامور
 بزبان تھے واقع ترے سر
 لڑیاں جنگی تھا ہونٹنگ سے
 سر ہی مان بھی تھی خست ہر شاہ
 دلیران ایران زمین چند بار
 پیرانہ زہار میں نے کیا
 دلیری پر پانی نہ معنہ در بہ
 کہی شاہ کھینچے تہ تیغ تیز
 وہ دیو پیدا اور کوان دیو
 چھڑا یا شہنشاہ کا دوس کو
 کئی بار دی میں نے ہلکے کشت
 نہ کر جنگوں جو کچھ ہے تیسر
 چاہے تھا ہندم کہ ان بیدریغ
 ستم گردار کھئے جہان پر
 خاک رتبہ ہو گرچہ تو لیک ہے
 تو کرتا ہار و زوش چاکری
 کیا ایک عالم کو آتش پرست
 غضب چربلا تھا مرا ہفتخوان
 مرادان نہ کوئی مددگار تھا
 تیرے ساتھ ہوتے اگر وہ ہزار
 گردن کیا میں اپنی باجے بیان

پس رام سے بٹھے نوش کر
 یہ کہہ کر گیا بیٹھ بے رنج و غم
 کہ چرخل سے دیو کی نزال زر
 وہیں چھوڑ آیا بایان میں
 تو سیرغ نے بھی نہ کھایا اُسے
 تب آیا وہ پھر جانبستان
 تو حاصل ہوا رتبہ سردی
 زبان پر یہ تندی سے لایا
 سزاوار شاہان عالی گسر
 اور آگاہ ہو خوب تیرا پر
 زبون شیر زہکی تھا جنگ سے
 خداوند تکمیل داعی از وجاہ
 کیا جاہتے تھے مجھے شہر
 نہ خواہاں ہوا افسردخت کا
 کیا تو نے بس کشتہ ار جاسپ کو
 کیا قتل دیوون کو وقت تیز
 کہ تھا گرد عالم میں جکا عزم
 یل گویو دستم اور طوس کو
 گیا پیش اسکا نہ کچھ زور دست
 نہ کھورا نگان اپنی جان عزیز
 تہمت کو اب کھینچے زیر تیغ
 تو لطف و دردت سے ہو دور
 پرستندہ بادشاہان کے
 شہی میں نے کی بلکہ پیغمبری
 کیا میں نے گردن فوار و گولیت
 کہاں ہقدر تھا ترا ہفتخوان
 خطا رخس و گرد زگر انبار تھا
 دیون جنگی و مردان کار
 کہ ہو اس حقیقت کا وقت جہان

کہا پھر سو دست چپ بیٹھ تو
 ہوا پھر سپہدار چین چین
 یہ حروہ و چہرہ مجھے سفید
 کہ کھا جابین اسکو کہیں جانور
 وہیں باس بچون کے وہ لیگیا
 پس ایک بھی سام رکھتا نہ تھا
 تو پیدا ہوا زلال سے بعد از ان
 کہ حوت پر آگندہ ونا سزا
 تو ہر طفل سخیل و نادان ابھی
 کہ ہو پشت سے سام کی گرد زلال
 سمجھا اے سپہدار انجم چشم
 کہ صحاک تھا اسکا پنجسم پر
 یہ کہتے تھے کہ سر پہ تاج می
 و گریہ پونجی تھیں کب شہی
 تو نہند میرے دلا در زمین
 شکستہ کیا میں نے وہ ہفتخوان
 بلے وہ دم میں نہ خون خاک
 سپہدار توران تھا افساب
 کیا میں نے خاقان چین کو کہ
 سپہدار جنگ آور و کیت جو
 و تکیں یہ سوچا کہ ہو سہان
 یہ بولا کہ میں نے کسے حوت م
 جو کی بندگی تو نے شاہ و پکاہ
 کہ ایران سے تاروم و توتلانی
 بسان و زردین اسے نامدار
 وہ بولا ستم ہفتخوان وہ ہزار
 وہ دیوان غور خوار جنگ آردان
 نہ ساتھ انکے ہوتی تھے جنگ
 کہ خیر و صل گترنے جب

یہ ہنس کر لگا کہنے اسے نام جو
 خفا ہو کے رستم سے بولا دین
 ہوا ویکہ کر سام اسے نا امید
 ہوا ایک سیرغ کا دان گذر
 کھلاتا تھا مردار صبح و مسا
 اُسے لاجرم پھر پڑیرا کیا
 کہ اب فخر کرتا ہے اتنا بیان
 تو زہار اپنی زبان پر نہ لا
 نہیں تھ کر زہار کچھ آگئی
 زبان سے تھا سام فریختا
 کہ میں یعنی یکدی تم اور ہر ہم
 جہاں گیر و شاہنشاہ نامور
 تو کر ملک ایران میں شاہنشاہی
 میرے آتی یہ فرماند ہی
 دلیری و گردی میں ہمسٹرین
 نہ گذرے جہان فیل و شیر و طان
 کیا شاہ از نذران کو ملاک
 کسی کو نہ تھی جنگ کی جاتیاب
 مری تیغ بران ہو آفاق گیر
 ہوا پر غضب سن کے ہن تکو
 یہ گرد آب ہی یعنی آیا بہان
 تو کیون شل آتش کے تہو کر گم
 تو حاصل ہوا تھ کو یہ حرو و جاہ
 مریج کیا تازہ آئین و دین
 نہ تھا حصن از نذران استوار
 گئے تھے تھے ساتھ جنگی سوار
 کہ میں نے کیے کشتہ تنہا طان
 گو زندہ ہوتا تو بس یہ جنگ
 دکھا سر پہ لہر کچھ تاج تب



<p>نداک زخم ہرگز ہوا کارگر رہے کام سے دست مردان کا و لیکن نہ کوئی ہلا زمین سے ہونے سست گردان جنگ آوران خردشان ہوا مثل غرندہ بر تو ہو فوج زابل سے پیکار طح شیرز کے خردشان ہوا کہ شاگرد تھار ستم گرد کا لگا کئے میدان میں کرتے فعلان ہوا کشتہ نو شا در نامو ر</p>	<p>شکستہ ہوئیں تیغ بھی سر بسر گرے گرز بھی ہاتھ سے ایک بار کیا زور گر چہ رہے کین سے زورہ پارہ اور چاک برگستون زدارہ کو تھا جنگ میں کچھ نہ کہ اسے نامدار و اگر مرد ہو بے کینہ خواہی شتابان ہوا دہن گردیو ام زور آزا ما زدارہ پھرتے میں آیا دوان پھراک گزیر مارا جوابالائے</p>	<p>لگے کرنے باہم رہا زخم تیغ ہوئے زرم جوشل پیل دوان لگے زور کرنے وہ جنگ آوران زبون سخت اسپان گروان تھے نہ کچھ زور دوان پیش ہرگز کیا وہاں جا کے کہنے لگنا سزا جوان مردو شاو ر نامدار وہ مجھ سے کرے آن کر کا زار دے خاک دغون میں ملا بندگ کروں غرق خون اکدم میں تجھے</p>	<p>شکستہ ہوئے نیلے پھر بیدار تیغ لیا پھر دیر دن لے گز زگران پیکار کردال کر بعد از ان پر آگندہ دل شیر مردان ہوئے جدا ہوئے دونوں نے پھر دم لیا بسوئے دلیران ایران گیا یہ سہن کر دہن پورا سفندیار کہ ہو جو کوئی مرد جنگی سوار دلیرانہ اس سے ہوا گرم جنگ نہ ایو ام مسرگڑ سمجھنا بھی</p>
--	--	---	--

ترا دشمن جان ہے تاجو ر
 نہ ہو کار فرما جوائی پہ تو
 وہ بولا کہ دیتا ہو تو کیا فریب
 پس کو برادر کو اور باپ کو
 لگا کتنے رستم کہ اب کیجئے کیا
 یہ کہہ کر سو خانہ رستم گیا
 کہے زوال نے پھر خنساء بند
 نہیں صبر کی تاب اب زنیہار
 کیسے کس لیے تو نے دیئے پُر آب
 جو ہو کشتہ اسفندیار جوان
 تو کراچی خاطر سے اندیشہ دور
 لگا کتنے ہنس کر وہ مرد کمین
 تر بون جکے آگے ہو نغفور مین
 یہ ہو عقل سے دور اے مرد گرد
 گیا مسجد رستم ہیلوان
 زوارہ کو سالار لشکر کیا
 نشان بان ہوا جبکہ وہ پہل تن
 زوارہ سے بولایل نام در
 یہ تسوین نے جانا اسے دیکھ کر
 سو خند بعد گو نہ لطیف و عطا
 کہا آئے تھے کہ ہر عزم ستیز
 ہو اس کے پرورد دل مود کا
 مرے ساتھ گر چلو جو عزم جنگ
 مجھے بھی یہ لازم ہے شیر مرد
 دے دیکھا جبکہ ہر وقت تنگ
 دلیرانہ شہرنگ پر ہو سوار
 بہت مین سواران ایران دیار
 کہ جو ہر ہر ایک کا خشکار
 مود کو نہ آوے کوئی زنیہار

تجھے اسلے آئے بھیجا دھر
 نہ کہ ہیلوانی مرے رو برد
 نظرمین ہی میری فراز نشیب
 تو آلیکے میدان میں اے کینہ جو
 نہیں چارہ گر آئی تیری قضا
 حضور پد رویون گذارش کیا
 لگا کتنے تب رستم ار جند
 کروں جنگ ساتھ اسکے اے نادر
 دیا زوال زرنے اسے یہ جواب
 تو ہونام بد پیش اہل جہان
 کہ جیتا بلولاؤن تیرے حضور
 کہ ہرگز زبان پر نہ لایہ سخن
 جہان مین کوئی جکا ہمسرین

کہ تو کشتہ ہو دے مرے ہات سے
 گزند اپنی جان پر تو مت رکھو
 حضور پد رویے جلون باندھ کر
 کہ آنکھوں سے دیکھیں خراخار
 بوقت دعا آئے گا یہ نظر
 کہ ہی بر سر کینہ اسفندیار
 کہ نالائق دشت کہہ کر مجھے
 یہ سن کر کیا چشم کو اس نے تر
 اگر کشتہ ہو تو ہنگام جنگ
 رکھیں پھر کیاں ہم سے کینہ سدا
 کروں چٹکیش اسکے پھر گنج در
 وہ اسفندیار جوان ہیلوان
 تو کتنا ہی میدان جین جاؤ مین

جنگ رستم و اسفندیار و کشتہ شدن اسفندیار

پے جنگ اسفندیار جوان
 زوارہ سے یون زال رنے کہا
 لگا تب دعا کرنے مرد کمین
 کہ تو ساتھ لشکر کے رد و دتر
 کہ آتا ہے بہر صلح نام ور
 تو نے جاتھن کو بے بند پا
 مرادل ستیزہ سے ہی ریز ریز
 دے کچھ نہ زنیہار یا سخ دیا
 تو ہو کر سوار اب تو ابید رنگ
 کہ جاؤن مین تنہا برائے فرد
 کروں مین نشانہ تو پھر پید رنگ
 گیا جانب رستم اسفندیار
 دے جاتھا ہون مین یون اکیلا
 یہ رستم سے بولا پھر اسفندیار
 ہوا عمد و پیمان ہم استوار

تھن نے جدم کہ مینی زره
 کہ بروقت تو یاوری تجویز
 کہ یارب تو اسکا مددگار ہی
 یہ کہہ کر اکیلا وہ جنگی سوار
 لگا کتنے یون پیش اسفندیار
 وہ بولا کہ لا جوشن اے نیک در
 دو مرد دلا در جو ہون رزجو
 تھن نے پھر اس جواہر کو
 یہ تسوین سے بولا وہ اسفندیار
 تو تادہ ہو دور لیکر سپاہ
 مد میری تم کجیو آن کر
 تھن نے اس سے کیا بیان
 کہ ایرانی اور سیدانی ہسم
 کہ ہون کشتہ کیون لشکر ہر دو
 اے گم کین ہر دو شیر بیان

نہیں آگئی تھکوا اس بات سے
 نہ بدنام کر تجھ کو ہر سر خدا
 کروں یا تجھے قتل وقت سحر
 کہ مین غم سے ماتم وہ لیل و نہار
 کہ ہون نوحہ کر کس کے پور دیا
 نہیں اور چارہ بجز کارزار
 کہا بچا دیو اس نے تجھے
 لگا پوچھنے تب بل نامور
 تو خانہ خرابی ہو پھر بید رنگ
 تھن نے سن کر کہ یہ پاسخ دیا
 اطاعت سے پھیر دین نہ زنیہار
 دلیر و جانگیر و کشورستان
 اُسے پشت زین سے اٹھا لاؤن
 سمجھ دل مین اپنے تو ہی سالار
 تو پھر زال نے شکی باندھی گرو
 تغافل کو دان راہت دیجوی
 سوا تیرے کون اسکا اب رہے
 روانہ ہوا سوے اسفندیار
 کہ رستم سے کہ صلح اے نام دار
 کہ ہی ساتھ رستم کے عزم بند
 خدا جانے پھر غرق خون کون ہو
 یہ بھیجا پیام اے بل نام جو
 کہ تنہا ہی اب رستم نادر
 کہ رستم سے جاکے مین مین زرم خواہ
 یہ لکڑیہ کر کے پھر زیب بر
 کہ کتر ہی میری سپہ لے جوان
 کہ مین جنگ گردانہ بیرنج و غم
 خطہ ہو دین ہم تم ہم زرم جو
 ہوا کار خیر بہ تلخ و سمان

نوی باز د وخت ہوز درمند
مرا تیر سندان سے کرتا گذر
اگر زور کرتا میں کب سار پر
نہ وہ جنگو پشت زین سے ہلا
ہوئی جنگ موقوف ہنگام
بہر ہاتھ آوے نہ میرا نشان
تو پھر آکے ایوان میں اسفندیار
جو ہوتا بیان آج وہ شیر مرد
بلاؤں میں ناچار سیمرغ کو
تو پر کو مرے تو جلا نا ضرور
تو سیمرغ حاضر ہوا آن کر
ستم کا کجوت اسفندیار
ہوئے گرم پیکارا انجام کار
یہ سیمرغ بولا کہ ہے کیا خطر
پسا خون کوادر ملے اپنے پر
لگا کئے سیمرغ سے نام جو
وہ بولا کہ ہے وہ یل ارجمند
سویختوان یہ جوان جب گیا
تو گرہیں جو ان سے رہے درتر
کیمین دور جاوے تو اسفندیار
وہ بولا کہ اسے رستم نامدار
غرض نخل گزرا کشتان میں تھا
بنا اسکا تو اک دوشا خاندانگ
کے جو کوئی کشتہ اس مرد کو
دے کو کر نے سے اس کے ضرر
وہ ان تیرے بیٹھے بہ حکم خدا
وہ سیمرغ زہمت ہوا بعد ان
لگائے دو پیکان زہر آبدار
کہ میدان میں آیا سوار دلیر

تو مند مانند نخل بلند
نہ ہرگز ہوا اس پہ کچھ کارگر
تو رکندہ کرتا اسے اسے پر
کہوں کیا کہ اس قوت زور کا
وگرہ مرا کام کرتا تمام
کے جسے جو گرہ جنگی جوان
کے ہم کو کیسر گرفتار و خوار
تو بدخواہ کے ساتھ کرتا نبرد
تیرے واسطے اس سے ہون جا چو
کہ فی بغور ہو سچے نگاہ تیرے حضور
گزارش کیا یوں کہ اسے زال زور
ہوا آکے پر خاش کا خوشنگار
بہم رستم گرد و اسفندیار
کردن چارہ اسکا میں اپنے در
ہمے زخم اچھے دہن سر بسر
کہ اسے شاہ مرغان مددگار ہو
توانا و گردن کش دزد درمند
مراجعت دان ایک سیمرغ تھا
تو بہتر ہوا اسے رستم نامدار
کہ گیا ہمیں باندھ کر سخت خوا
مرے ساتھ چل خوش پر ہوا پر
تتمن سے سیمرغ نے یوں کہا
سحر جا کے میدان میں تو کر جنگ
وہ بیخ و بلا سے رہا پھر نہ ہو
نہ ہو بچے ذرا شوق سے کور کر
یہ سن کر ہوا خوش وہ زور زما
گیا سیستان سے سو آشیان
ہوا فتح و نصرت کا میدان
یل نامور رستم شیر گیر

مری تیغ بران قتی خانہ گمان
نہ مغلوب آیا بد اندیش با سے
یکو کر کمر بند اسفندیار
کوئی دیوار کوئی جنگی سوار
ہل بستانا پیکار مجھ کو نہیں
کہا ناں زرنے یہ سن کر سخن
کردن کیا کہ جوان دونوں سے خوا
نین اسقدر فرصت آوے اب
کیا اسے وعدہ یہ مجھ سے کیا
بلندی پر کر آتش افروختہ
مجھے کس لیے اب کیا تو نے یاد
نیا ز اس سے ہم نے کیا مبتلا
ہوا رستم درخش مجر ج و دریش
طلب خوش و رستم کو کر کے کمان
ہوا رستم درخش پھر تند رست
یقین ہوا اگر تو مرا ہوتے بار
مجھ اور تجھے ہی یہ قدرت کمان
مقابل جو ساتھ اس کے اگر ہوا
یہ سن کر ہوا زال گریہ کمان
بتا کوئی تدبیر بہر حسد
گذر کر کے دریا سے بیرنج و غم
کہ اک شایخ لجا تو اب توڑ کر
پھر اس تیر کو اسے یل نامدار
نین خوب ہی قتل اسفندیار
بہ خاصیت اس خوب کی پہل
پہرے وہ دونوں پہن پیش مال
جوانم در ستم نے پھر بد رنگ
نہ تابان ہوا تھا ہنوز آفتاب
ہوا الغر زن مثل پیل دمان

ستان توڑتی تھی دل کوہ تان
نہ کچھ زور بازو گیا پیش اسے
کیا زور ہر چند پر زنیہا ر
کیمین میں نے دیکھا نہیں زنیہا
نکل جاؤں ناچار یان سے کہیں
کہ اگر تو مکمل جائے اسے پلین
یل نامور بزور سے پیل زور
کہ اس پہلوان کو گردن یان طلب
جو پیش سے شکل کوئی ناگمان
جو سیمرغ کا پر کیا رختہ
وہ بولا کہ سیمرغ فرخ نثار
نہ آیا سرجم دہشتہ ور
بلا وقت پیری یہ آئی ہو پیش
جو دیکھا تو ہی خون بدست روان
توانا زور آور و جاق حبیب
تو ہو دے زبون گرد اسفندیار
کہ ہوں ساتھ اس کے ستیزہ کمان
تو سیمرغ ہرگز نہ جا نہر ہوا
کہا یوں کہ گرد رستم پہلوان
تو دام غم در سیمرغ سے کہ جدا
گئے اک نیشان میں دونوں ہم
اسے رہت کر رکھ کے تو آگ
رہا کر سو چشم اسفندیار
خرابی ہو قاتل کی انجام کار
تھا ہونا وک نکل کی جان
ہوا زال سرور و شادان کمال
مرتب کیا اک دوشا خاندانگ
حریت جفا کیش تھا گرم خواب
کہ اسے مرد اسفندیار جوان

جوان مرد مرپوش پہلوان
فرامر ز اس کے مقابل ہوا
دین پیش اسفندیار جوان
دو فرزند تھے جسے کشتہ اب
بہ نزدیک نام آوران زمین
کہ سو گند جان دسہ شہسوار
کیا جسے اب جنگ میں ارتکاب
مخین شوق سے قتل کو ہوا
یکہ کہہ کر جسے پھر وہ مشغول جنگ
ہے تیرا سفند یار جوان
لگے زخم کاری جو اس زخم پہ
زواہ ہوا دیکھ کر دردمند
بوسے بندی کیسا نامدار
جہان میں ترے زور کا تھا غلبہ
ترا زور بار دگیا اب کسان
پیادہ ہوا آپ مانند شیر
یہ چاہے تھا اسفندیار جوان
کہ رکھتا ہوں پھر عزم پیکار میں
کہ احوال معلوم ہو سب ترا
وہ بولا کہ جاری ہو کرتن سخن
غرض رزمگہ سے دو جنگ دران
کیا آگے تابوت کو بھر روان
ولیکن یہ تھا ماجرا آج کا
سنت اسکی ہوا امن جنگ سے
ولیکن نہ کوئی ہوا کارگر
یقین ہو کہ جانبر نہ وقت شب
گیا جبکہ جوان زمین زوئی کمال
کہا یہ کہنگام پیری یہ غم
کیا بستہ زخموں کو مر ہم لگا

دگر پورا سفند یار جوان
فرامر نے قتل اس کو کیا
کیا جا کے ہمن نے یکہ بیان
سہدار میں کر ہوا پر غضب
سزادار نفرین ہو بیان شکن
نہیں ہو مجھے آگے زنیہار
کردن شکو قتل اور اسیر خراب
کہ تیرے گنہگار چہن بے گمان
دلیرانہ لیکر کمان دھندنگ
کہ آئے پیادے سوے پہلوان
سوار دلا در تب آیا متر
کیا دو دین پیش میں ارجمند
لگا کہنے تب ہنس کے سفند یار
تری تیخ بران سے کلنے تھا دیو
کمان ہو تراب وہ گرزگران
کیا بہر جنگ آزمائی دلیر
زوارہ سے ہوئے ستیزہ کنان
نہیں تجھ سے کچھ دستہ دازین
سراپا ہو زخمی بدن اب ترا
ولیکن نہیں تن ہوا کچھ زبون
ہے شام کو سوے خانہ دران
سکھشاہ گشتاسب کیوان نشان
خدا جانے کل پیش کیا بیگانہ
مجھے اسکی مانند نہ ہو جنگ سے
کسی سے نہ عاجز ہوا نامور
مبادا رہے زندہ گریہ خندہ
اور اسنے تھمن کا دیکھا چال
ہمارے نصیب میں تھا رستم
تھمن نے پھر زال سے یون کہا

دوان کر کے شہریز کو بڑنگ
نہ کشتہ ہوئے صرف دونا مدار
کہ لشکر نے زابل کے بیخون پاک
تھمن سے بولا کہ اسے بر نشان
ہوا سن کے غلگین و شرمندہ سخت
پے جنگ میں نے نہیں کچھ کہا
برادر کو اور پور کو باندھ کر
دہ بولا بفرمان یزدان پاک
خندنگ میں رستم نامدار
ہوا اس سے مجروح ویشنگار
ہوا رخس پھر سوے خانہ دولن
یہ دیکھا کہ بس خستہ ہو پہلوان
کہ فوس اسے گرد جنگ آزما
کمان ہو تری تیخ زہر آبدار
زوارہ نے گھوڑے پر انجام کار
کہا یون کہ اسے گرد سفندیار
کہ اتنے میں رستم نے اس سے کہا
مجھے کیا تصور کیا تو نے اب
اگر اب بھی راضی ہو تو بند پر
ہوا روز آخرا ب اسے نامور
ہوا غم سے بیٹوں کے سفند یار
لکھا یون کہ اسے خسر پاک میں
پیش تن سے کہنے لگا بعد از ان
بہت زخم شمشیر و گرزگران
کیا تیرے اس کو آخر زبون
ادھر تھا تہ ددین سفندیار
کہ مجروح خستہ ہے مہتابیا
برادر پیرا دد پور وزن
کہ رو میں تن سفندیار دلیر

شتابان ہوا سوے میدان جنگ
ہوئے قتل ایرانیان پیشا ر
کیا آگے ایرانیوں کو ہلاک
نہیں ہو یہ آئین گردنکشان
لگا کہنے پھر رستم نیک بخت
نہیں ہو پر خاش میری رضا
حوالے کردن تیرے اسے نامور
کہ دنگا عین اس کے تجھ کو ہلاک
نہ ہوتا تھا کچھ کارگر زنیہار
تن رخس و جہم ولا در سوار
پیادہ رہا رستم پہلوان
بدن سے تھمن کے خون پر
زبون ہو کے میدان سے فوج گیا
کمان ہو تری تیخ زہر آبدار
کیا رستم نامور کو سوار
تھے ساتھ کرتا ہوں میں کا زلا
زوارہ سے مت ہو نہر آتما
تھمن سے بولا سپہدار تب
تو بہتر ہو اسے رستم نامور
کردن جنگ پھر تجھ سے وقت خیر
نہایت پریشان دل و بیقرار
ترے حکم سے مجھ کو چارہ نہیں
کہ آدم نہیں رستم پہلوان
رہا میں نے اس پر کیلے جوان
ہوا جوش و کالبد غرق خون
ادھر پہلوان رستم نامدار
جراحت پر اس کے تاسف کیا
لگے رونے سب مردم انجمن
مقابل نہیں جسے حضرت شہسوار

لکھا تھا یہی ملک تقدیر کا سکھا پہلوانی کے سارے ہنر رکھوں اسکے مارک پہ تاج و کلاه روانہ ہو تو سورے گشتا سب شاہ ہوئی بارے اب جیری حاصل داد ہری مان سے کہو کہ ہونے صبور کما پھر وہین کھینچ کر سرور لگے رونے توین وہین وہان ادھر آئے بہن کوئے اپنے گھر کیا باب کو اسکے تو نے ملاک مناسب تھی تربیت اسکی ان جو توین حضور شاہ نامدار نہ رسم نہ سیرغ نے زان زار نجات سے تھا بادشاہ سر فرد لکھا نامہ رسم نے پھر شاہ کو سبت مشکو دیتا تھا میں گنج دہ نہین چارہ تقدیر سے نہ ہمار جو کچھ حکم ہوا اس کو لاؤں بجا کہ یہ ماجرا کر مفصل بیان اسے بند کی میں نے بھی چند اجل لئے اسے تخت جاہل کیا بیان آئیو جب کردن میں طلب ہوا دیکھ کر شاہ و فرمان روا	مے کیونکہ لوح جمین کا لکھا بتا رسم دولت اسے سر بسر کرون خدا سے بعد گشتا سب شاہ یہ کہ جا کے اسے خسرو دین شاہ تو کر سلطنت شوق سے شاہ شلو کرے دل سے اپنے غم در بچ دور لو گشتا سب مجکو ہو بچا ستم ہوئے رسم و زال گرم فغان ایل نامور رسم و زال زار دل ہکا نہ ہو دیکھائی دے پا کہ بدخواہ اپنا ہدیہ بے گمان کیا لیکے تابوت اسفندیار گشتہ ہر تو پور کا اسے پور کہ نفرین تھی ہر سمت شاہ کو کہ ہوں بے خطا اسے خدا نام جو یہ کتا تھا ہر دم کہ اسے نامور ہوا وہ جو ہونا تھا انجام کار کہ ہوں بندہ شاہ کشور کشا وہ بولا کہ اسے بادشاہ جہان اثر کچھ نہ ہرگز ہوا زنیار یہ لکھ کر تہمتن کو نامہ لکھا روان کرتی بہن کو بافعال ب دیوید بہن کو شہ نے کیا	مرا پور ہے بہن نوجوان تہمتن نے دوپہن پذیر کیا یہ توین سے بولا پھر سفندیار مجھے تو نے بھجیا پئے قتل یان ولیکن بروز جزا بے گمان نہیں فائدہ گریہ سے زنیار کیا طاہر جان نے پر داز پھر ادھر لیکے تابوت اسفندیار زوارہ یہ بولا کہ اسے نامدار برادر بھی اسکے ہوئے قتل مرد زوارہ کو رسم نے پاخ دیا ہوا شاہ گشتا سب نالہ کنان رواد رکھ کے جان پسر بہن پیشان ہوا شاہ عالی تبار حضور سپہدار اسفندیار چلوں پیش سلطان کشور کشا کیا تربیت پور کو اس کے اب جو نامہ پڑھا شاہ نے سر بسر تہمتن، اسل مرین بے خطا نہ آیا وہ ہرگز جہالت سے باز کہ رکھ جمع خاطر تو اسے نامدار تہمتن نے بہن کو باصدقار یہ قصہ توین کر چکا اب بیان	اسے اب تو اسے رسم پہلوان زور سے نشا و مسرت کما کہ گورو کفن کا ہوں میدوار ہوئی جیری دولت سے بر باد جان کرے داوری داوری داوران قضا پر کسی کا نہیں اختیار ہوا نالہ دگر یہ آغاز پھر وہ توین گیا سوئے ایران یار یہ بہن ہر خیزند اسفندیار عجب کیا جو یہ تجھ سے ہو بہم کہ لاوین وصیت نہ کیونکر بجا لگین کئے درد کے یون اہر عبث تھی یہ پھر کچھ کو اندہ و غم کیا نقش کو دفن انجام کار کیا میں نے چون بند گالی کسار نہ ہرگز جوان نے پذیر کیا ہنر ادرا داب سلکھائے سب تو توین سے کئے لگا تا جو درست و بجا ہو جو اسنے لکھا لگا کئے پھر شاہ گردن فراز نہین تیری قصیدہ کچھ زنیار روانہ کیا سوئے ایران حیار شفا و لعین کی سنود اتان
---	---	--	--

تولد شدن شہنشاہ سپہ سالار بطین کنیز کو کشتہ شدن رسم از دست او خسرو ابی خاٹمان

لکھے ہی یہ فردوسی بے نظیر اسے قصہ خسروان یاد تھا کمی بعد از ان داستان شہاد کہ زان اک کنیزک پہ نکل ہوا	کہ آزاد مرد ایک تھا مدیر کما اسنے مجھ سے یہی ماجرا کہ تھی مرد آزاد کو خوب یاد اور اک اس سے فرزند خان	یہ کتا تھا وہ پیر مرد دسترگ کہ رسم سے اسفندیار جوان پھر اس قصہ کو نظم میں لکھا رکھا زال نے نام شکشا شہاد	کہ سام و نریان تھے میرے نزدیک ہوا اس طرح سے ستیزہ کنان غرض اس طرح سے ہی پلاوا بخوی یہ بولا کہ اسے خوش پہلو
--	---	---	---

ذرا خواب تو عین سے بیدار ہو
 میرے دل میں تھوڑی سی شب گمان
 ذرا دیکھ احوال اسکا ہی کیا
 بسوے تہمتن بشتون گیا
 سوا اسکے اک زخم کاری نہ تھا
 دلیری سے ہلکی مجھے ہی خطر
 تھا ہو بشتون پر اسفند یار
 نہیں زخم کا اب اثر زنیہار
 تجھے کچھ خستہ کر دن اسقدر
 میرے جسم پر اے یل نامور
 کہ مت رزجو ہو سر صلیح آ
 قسم ہے بھر عذر ہرگز کردن
 وہ بولا کہ اب آشتی دور ہے
 میرے قید کرنے سے اب در گذر
 تجھے بیشکش دن زردی نیاز
 خدا کے بھی فرمان سے ہی حکم تھا
 وہ بولا کہ اے گرد آفاق گیسر
 تو ہو گرم پیکار اے پہلوان
 تہمتن نے ہندم یہ مانگی دعا
 پذیرا یہ کرنا عین زنیہار
 حقوت نہ رکھ بھر تو مجھ پر روا
 رکھا مرنے سر کو زین پرنگون
 ولیکن نہ ہرگز اگر اے جہان
 یہ دیکھا تو قسومین وہین وہین
 کیا چارہ چشم ہفند یار
 نہ تھا ہوا زل زرشاد کام
 کہ دنیا میں غوریز ہفند یار
 جہان آفرین ہر زمان یار ہو
 بروزد و گریس ہفند یار

کہ آیا بھراب رستم جنگجو
 کہ جان نہ ہو دیکھا یہ پہلوان
 مگر اُسے زخون کو بستہ کیا
 تو رستم یہ بولا کہ دیکھے ہو کیا
 بشتون نے اگر جوان سے کہا
 مناسب ہو اب یوں کہ انامور
 گیا دوہین میدان میں ہر کرور
 تزا بپ شاید کہ ہے سحر کار
 کہ ہو نوہ گرز ال زرد دیکھ کر
 نہ ہرگز کرے تیر تیسرا فر
 تو بخش از ہر لطف میری خطا
 تھے ساتھ پیش شہنشاہ جلوان
 اگر زندگی تجھ کو منظور ہے
 عوض اسکے لے مجھ سے کو کج ذرا
 تو کر رحم اے سرور سر فرار
 زیادہ تر اے رستم کینہ خواہ
 نہ ہے جان بائید تاج دسریہ
 یہ کہہ دین لیکے تیر دکان
 کہ کرتا ہوں میں عاجزی یا خطا
 کیا چاہتا ہی مجھے سخت خوار
 نہ کر مجھ پر نابت گناہ و خطا
 روان کی آنکھوں نے تھی مجھے خون
 ہوا میں نہ زنیہار نہ کنان
 ہوئے سخت غمناک اندوہین
 ہوا کچھ نہیں فائدہ زنیہار
 ہوئے خرم و شاد مردم تلم
 نہ زندہ رہے دیر تک زنیہار
 شب و روز تیرا مددگار ہو
 گیا زال اور رستم نامدار

اٹھاسن کے آواز اسفند یار
 کہوں کیا میں کاری تھا ہر زخم تیر
 وہی رخش ہی باہر رخش دگر
 رکھوں ہو عین وہ داروے جان نواز
 کہ دیر دز سے چاق ہی پہلوان
 تو پر غاش کو دل سے کرانے دو
 تہمتن سے بولا کہ اے پہلوان
 کیا اُسے جادو سے پھر نہ دست
 وہ بولا کہ جی میں نہ رکھ یہ ہوس
 کروں گا تجھے کشتہ انجام کار
 مرے گھر ذرا چل کے جہان ہو
 کرے لطف یا قتل یا مجھ کو بند
 تو پابند ہو کر مرے پاس آ
 دُر بے بہا تاج گو ہر نگار
 کیا اُسے بیوہ گوئی نہ کر
 تجھے بھلون دست و پابند ہکر
 ہوا پر غضب سرور کینہ جو
 کیا سنے رستم روان ایک تیر
 زرد گوہر و تاج و گنج و کنسیر
 تو یاد رہو میرا کہ ہوں بیدنگ
 یہ کہہ کر کیا تیر گز کو روان
 کیا راتہمتن کہ ہنگام جنگ
 تو آگ جی رکھا کہ ہو اور دمنہ
 کیا اپنی آنکھ کو حکم سے بگرب
 تہمتن گیس پھر حضور پرور
 دے زال بولا کہ اے نامور
 تری جان کا ہی خطر اب مجھے
 وہ بولا کہ میری نہیں کچھ خطا
 ہوئے دونوں جا کر جہان من خواہ

بشتون سے بولا کہ اے نام دار
 تعجب کہ ہی ہو شمشیر و دلا
 شتابی سے اب جلد لاغیر
 کہ ہر زخم کی بل میں ہو چاوسا
 نہیں نام کو بھی کہیں کچھ نشان
 تہمتن کے ساتھ آشتی ہو ضرور
 ہوا تھا تو کل خستہ و ناتوان
 کہ آیا تو میدان میں پھر چاق و دست
 اٹھایہ خیال اپنے دل سے توبس
 گزارش یکر تا ہوں میں بار بار
 کہ ایوان مرا رشک بستان ہو
 جو چاہے کرے خسر دار جہند
 تہمتن نے اسکو یہ پاسخ دیا
 کینہ ان مہ طلع و گلزار
 نہیں چاہیے مجھ کو کینہ و زور
 کہ تجھے مجھے سخت و فسر پید
 کہا یوں نہ کر اور کچھ گفتگو
 بطرز پسندیدہ و دلپسند
 خوشی سے میں بیٹا ہوں، ایک کچھ
 مخالفت کی کہیں نشان جنگ
 سو چشم اسفند یار جو ان
 صد شفقت کھائے تھے میں غلگ
 رکھا زین پر سر تو نے لے ارجمند
 اُسے لگے مسوے خیمہ شتاب
 یہ دی زال ز کو نوید فخر
 یہ اختر شناسوں نے دی خوش
 رکھے رنج سے دورا یزد و بچھے
 کیا جو کچھ اُس کینہ جو نے کیا
 وہ بولا کہ میں کچھ تھا را گناہ



وہ بولا کہ تیری سزا تھی یہی
 تھمن یہ بولا کہ اسے جیل گر
 کہ کاؤس و کیشرو و کیقباد
 جو پوچھو تو میں بیان راہ ویر تیر
 شقاوت نگون بخت سے بھر کہا
 تو بہر خدا دے خدنگ کمان
 پس نخل گر چہ چھپا بد نہاد
 ختن سے پھر جان رخصت ہوئی
 ولیکن سوار ایک باقی رہا
 لگی رونے رستم کی مان زار زار

بہت تو نے جویریہ زنی خلق کی
 خلیک نوشدار کو تو اپنے گم
 گئے بادشاہان فرسخ نہاد
 ہل بیا نے کرتا ہونہیں ہی
 ہوا وہ کہ چاہے تھی جو کچھ تصفا
 ہن میں ہون نادر ندے بان
 ہوا سفتہ لیکن درخت شقاوت
 توقت کی اکدم نہ فرصت ہوئی
 سو وہ سیتان میں شتابی گیا
 یہ بولی کہ دنیا سے انجام کار

سپہدار کا بلے یوں پھرنے
 سدا کون رہتا، تو زیر قلاب
 دیران دگر دیکش و نامجو
 فرامر ز جنگی دلا در جوان
 دے تاب جنبش نہیں اب تجھے
 دباؤ سے ہنس کر کیا ان دنگ
 کیا دوہین رستم نے شکر خدا
 زوارہ بھی اور کمارے ہمارے
 لہاؤ سے یہ ماجرا سر بہ سر
 ہزار و صد و سیر زدہ سالہ مرد

کہ اب نوشتہ ارد تجھے دون پلا
 جانین رہو نہیں بھلا کتبک
 گئے اس جان سے مے در و برد
 مرا کہنے لے تجھے اگر میان
 در ندون نے چھوڑا بھلا کتبک
 دین اُسے مارا سے بید رنگ
 کہ بدخواہ سے اپنا لینہ لیا
 ہوئے چاہ میں کشتہ خرد و کلان
 یہ شکر ہوا زال زر نوہ گر
 گیا اور باقی رہا بوج و درد

چٹھس لگوں جنت جب ہوا
بدی اسکی تلکنت سے ہو دور
وہاں کا بہرہ شاہ نیکو سر
لئے ایک دی ورتہ وستان
سپہدار کا بل سے بولا شفا
قربت پہ میری شکی کچھ نظر
یہ بولا کچھ کو دراب ستا
کروں جا کے رستم سے تیرا گلا
وہاں رکھ کے تیغ ومان ورتہ
غرض شاہ ہاں سے وہ شوخیت
سپہدار کا بل ہوا تند و گرم
کئے ہی یہی رستم شیر زاد
برادر و جتر سے ہن دار اختم
کمایوں کہ نالائق و ناسزا
چلون شہر کا بل میں لیکر سپاہ
سوشہر کا بل شتابان ہوا
برہنہ سرو پا ہو گریہ کسان
سر رحم آیا بل نام دار
شفا و نگوں بخت نے بعد زلزل
لگا کرنے نعرین پنجیسر گاہ
زوارہ کو ساتھ اپنے لیکر گیا
مکو چ گیا رستم نامور
نئی خاک کی دان جو کچھ باقی ہو
ہوا گرم پھر رخس چون شیرست
دو بار اڑا جبکہ پھر باد پا
وے رخس نے جست کی مٹے بھی
ہوا بارہ بارہ سراپا بدن
ہوئے سخن جان زردے جفا
تھے کام کی خاطر آیا ہیاں

کرے خانان سب بہ بے لگان
لے لے نکوئی تو ہوا ہمسر
قربت وہ رکھتا تھا بازال
کیا کتھا اس کو باع و شان
کر لے بادشاہ مجستہ نہاد
لحا آئے بس کم کیا سر بسر
کہہ ہی قتل کی اسکے تدبیر کیا
غضبناک ہو وہ ہیاں آئیگا
سر چاہن پوش کر سر بسر
لگا کرنے اک روز گفتار سخت
وہ بولا کہ آتی نہیں تجھ کو شرم
کہ میرا برادر نہیں ہی شفا
تجھے چاکروں سے سمجھتے ہن کم
سپہدار کا بل نے مجھ کو کسا
کروں قتل اس کو بجاں تباہ
سپہدار کا بل ہراساں ہوا
یہ بولا کہ اسے نامدار جان
کیا شاہ کا بل کا افزون و تار
کمایوں کہ ہن چاہ کن جہان
کہا پھر کہے گرد باع و جاہ
شفا و سپہدار بھی ساتھ تھا
کہ خرچش تھے چاہ کند و جہر
ہوا شہر رخس صبا گام کو
ولیکن گرا چاہ میں کر کے جست
تو پھر دوسرے چاہ میں جا پڑا
نہ آیا نظر پھر بھی روے بھی
ہوا سخت در ماندہ وہ پیلتن
دغا سے بیان قتل مجھ کو کیا
کہ مچھے فروں تیری توقیر نشان

مناجات کی ال زرنے ہن
ہوا جبکہ القصد وہ نوجوان
ہوا جبکہ کابل میں دخل شفا
حضور بل رستم کینہ خواہ
ہوا میں تہمتن سے ناشاداب
یہ جی میں ہو رستم سے ہوں کینہ
کہا اس نے یوں لے شہر نیک نذر
تو ایں ایک تیار کر صید گاہ
لگوں بخت نے ج طرح سے کہا
کہ میں ہوں سپہدار عالی گھر
نہیں یاد کرتا تھے زال زیر
نہیں نسل سے سام بل کی پھر
ہو سن کے دلیر و پر غم شفا
دیا آئے بوسہ سر و چشم پر
کروں تجھ کو کابل کا پھر شہر
ہوا آ کے حاضر زردے نیاز
ہوئی مجھ سے مستی میں در خطا
اُسے شاہ کا بل نے ہماں کیا
وہاں لے چلو رستم گرد کو
تو مشغول صید افگنی جل کے ہو
ہوے حیلہ سازی سے لیکو ویا
غرض چاہ کے پاس جدم گیا
ہوا رستم ہسلوان شرگین
ہوا خستہ دریش رخس دسوار
وہاں بھی لگے زخم تیغ و تبر
کنوین سات اٹھ سے تھے ہاں
یہ سمجھا تہمتن کہ بے اشتباہ
لگا کئے سمجھ کر کے سوے شفا
مے ساتھ کیوں تو نے یہی دعا

کہ کیا کردگار جان آفرین
کیا زال نے سچے کابل دان
تو اُس شاہ نے تب کجبم اد
سدا بچ بھیجے تھا کابل کا شاہ
نہ آئی لے شرم ہو یہ غضب
کروں قتل لیکو بجاں تباہ
دل آزدہ ہوں تجھ سے میں لکھو
اور بس راہ میں کندہ کر چند چاہ
سپہدار نے اُس طرح سے کیا
تیری ذات مجھ سے نہیں غب تر
نہیں پوچھتا گاہ تیری خبر
نہیں کچھ تیری زینہا زابرو
حضور تہمتن گیا بد نسا
کہا آئے اندیشہ کو دور کر
یہ کہہ کر دین رستم نام دار
پیادہ حضور بل سرفراز
تو کر عفو از راہ لطف و عطا
بجا بندگی لاکے شادان کیا
غرض ایک دن وہ شکیستہ خو
یہ سن کر دین رستم نام جو
سوڑا دون شفا و نشان
تو پھر رخس نے دان توقع کیا
جبر رخس پر تازیانہ دین
کہ تھے چاہ میں خنجر بدار
ہوا چاک و خستہ بدن سر بسر
کیا کردہ آخر ہوا نا توان
سنگر شفا دار کا بل کا شاہ
کہ تھا بھائی تیرا میں اے نباد
مجھے کس لیے مے ضائع کیا

<p>ہوئے پہلوان جنگلی ہلاک گر بنان ہوئی فوج زلمستان یہ سمجھا کہ بس روزِ آخر ہو آج دیر سی نہ کام آئی کچھ زنیار پیادہ ہوا وہ سرد آ زما ہیانک ہوا خون بدن سے وان شہنشاہ بہمن نے از روئے کین شہ نامور سے یہ کہنے لگا کہ کینہ تمہارے ستم کے فرزند سے رہا بند سے زال زر کو کیا گیا سیستان سے سوسے تنگاہ</p>	<p>ہوئی چشم تیرہ الٹی منہ پناک ہوئے حملہ آور جو ایرانیان ہوا شیر جنگلی نہ رو بہ مزاج وے پہلوان کے نہ تھے بخت با ہوا خستہ تو سن فرامرز کا فرامرز خستہ ہوا بعد از ان سردار کھینچا آ سے پھر دین وہ توبین کہ دستور تھا شاہ کا رہا زال کو بھی تو کر بند سے یہ گفتار سنکر زروے عطا بفتح و ظفر خسرو دین پناہ</p>	<p>ہوئے تیرہ گردان زابل کشت کہ آئیں پس پشت تھی تند باد دیران میدان میں قائم رہا کہ تاشاہ بہمن سے ہو کینہ خواہ دیران ایران نے برائے تیر ایسے قتل گردان ایران زمین ہوا پھر گرفتار ہنگام کار کہ مردم شہر کو قتل باب روا کہ نہ زنیار آ پھر جفا کہ حاصل ہوئی فتح شہر با کیا تاشاہ نے حاکم سیستان</p>	<p>روز چارم چلی باد سخت دیران ایران تھے فیروز شاہ لیکن فرامرز جنگ آزما اٹھایا تنکا ورسوے خیلگاہ ہوا پے بسو سے سوار دلیر دیران پھر کھینچ کر تیغ کین رہا ہوش آ سکونہ کچھ زنیار لیا حکم پھر یون زروے غضب نہیں مردم سیستان کی خطا بجالاتے شکر پروردگار پرستور پھر سکوبا غر دشان ثبتا نہیں ایک دن رات کو پڑا تھا کین راہ میں اڑدیا یہ سمجھا وہین بہمن نامدار وہ تھی حسن میں رشک شمس قمر غرض اس پر پچھوہ کو محل تھا وصیت یہ کر کے بسو سے عدم ہوا دخت بہمن بجائے پیر کیا اس نے آغاز جو دستخا سہ کو دیا گنج وزر ہیشمار کہا یون کہ لیجا کہیں سکودور ہوا الغرض ہفت ماہ وہ جب مبادا کہ واقع ہون یا کین ملان کہا محران سے یہ ہنگام شب وہ صندوق دریا میں تھک وہ مال اور وہ لعل فرخ نام ہوا فوت ویر و ز تیرا پسر یہ دولت جو تنکو بسر ہوئی کہ واقع ہو بہات سے کوئی گر</p>
<p>نہ زنیار چارہ ہوا کار دیا سکودور گداج شہی کہ ہنجواب کرتے تھے دختر کو بھی کلاہ شہی اسکے ہوا زیب سر شہی شاہ بہمن نہ کی ہفت سال سریشہی پر ہوئی جلوہ گر فقیروں کو لیکر تو انگریز حوالہ کیا دایہ کو زودتر کہ ہوتے ہی پیدا ہو گیا رہے شہر میں یہ ہمایون پسر کئی رکھلے یا قوت و لعل و گہر دیا جا کے صندوق کو پھر بہا کنا سے پلا کے اُسے واکس کہا اُس سے لا شکرا یزدجا تو ہوا مل بھت و تہاج کیا دلین اندیشہ خاص عام زان و کودک و مال نیکر گیا</p>	<p>رفعت بہمن از جان فانی ملک جاودانی فنون نے نہ ہرگز کیا کچھ اثر بہا اسکی دخت خرومند تھی مگر رسم آتش پرستی یہ تھی کہ جب اس سے پیدا ہو کوئی پسر جہا نہیں بصد عز و جاہ و جلال</p>	<p>رہنشاہ کو ناگاہ آئے لڑسا کہ جناب آخر ہوا پروردگار نصرت میں لایا تھا اسکودور جہا نہار بہمن نے اُسکو کیا شاہان ہوا شاہ انجم شہ</p>	<p>بر تخت شستن ہما دخت شاہ بہمن کیا خلق میں عمل نل و نہار تو کر پرورش بانشا و مسرور کیا پھر اُسے اُسے اکدن طلب خلل میری شاہی میں ہو گون ہبادا سے جا کے دریا میں اب کہیں ایک گادر کو آیا نظر جو دیکھا تو گادر ہوا شادنام عوض سکے یہ طفل شہ کا قمر تو پھر زو جہ سرور خوشتر ہوئی مبادا کہ کچھ جھکے ہوئے خضر</p>
<p>ہوا بعد نہ ماہ پیدا پسر وے پیش مردم یہ ظاہر کیا یہ سوچی ہما اپنے دل میں کہ گر اُسے ایک صندوق میں بند کر بجاء مردان لائے حکم ہما نکال اُسکو گادر دین لیگیا خوشی سے اُسے پیش زین لیگیا دیا غیب ہکوایزد نئے لج دکھا طفل کا اُسے دارا نام تو اُس شہر سے جائے دیگر گیا</p>	<p>بر تخت شستن ہما دخت شاہ بہمن کیا خلق میں عمل نل و نہار تو کر پرورش بانشا و مسرور کیا پھر اُسے اُسے اکدن طلب خلل میری شاہی میں ہو گون ہبادا سے جا کے دریا میں اب کہیں ایک گادر کو آیا نظر جو دیکھا تو گادر ہوا شادنام عوض سکے یہ طفل شہ کا قمر تو پھر زو جہ سرور خوشتر ہوئی مبادا کہ کچھ جھکے ہوئے خضر</p>	<p>بر تخت شستن ہما دخت شاہ بہمن کیا خلق میں عمل نل و نہار تو کر پرورش بانشا و مسرور کیا پھر اُسے اُسے اکدن طلب خلل میری شاہی میں ہو گون ہبادا سے جا کے دریا میں اب کہیں ایک گادر کو آیا نظر جو دیکھا تو گادر ہوا شادنام عوض سکے یہ طفل شہ کا قمر تو پھر زو جہ سرور خوشتر ہوئی مبادا کہ کچھ جھکے ہوئے خضر</p>	<p>بر تخت شستن ہما دخت شاہ بہمن کیا خلق میں عمل نل و نہار تو کر پرورش بانشا و مسرور کیا پھر اُسے اُسے اکدن طلب خلل میری شاہی میں ہو گون ہبادا سے جا کے دریا میں اب کہیں ایک گادر کو آیا نظر جو دیکھا تو گادر ہوا شادنام عوض سکے یہ طفل شہ کا قمر تو پھر زو جہ سرور خوشتر ہوئی مبادا کہ کچھ جھکے ہوئے خضر</p>

فرامرز نے سخت ماتم کیا فرامرز جنگی ہوا پھر روان فرامرز کو جب ہوئی آگہی بیان کیجئے کیا صورت کشنگان زوارہ کے اور رستم گرو کے ہوا گرم پیکار کا بل کا نشانہ فرامرز نے شکار زر و سکین	غرض زبال نے اس سے پھر یون سکو شہر کا بل بھوج گران کہ ہر شاہ سے شہر کا بل تھی نہ تھا نام کو گوشت جز آخوان وہ نیک گیا آخوان شہر سے ہوئی فوج کا بل سرا سرتابہ ایک لاکھ سے قتل اپنے دین	کہ جاسوسے کا بل تو لیکر سپاہ نئے شاہ کا بل ہر سان ہوا گیا لاجرم جانب صید گاہ دودھام کھاتے تھے ہر صبح شام کیے دفن زابل میں جا کر دین گرفتار پھر شاہ کا بل ہوا سکو شاہ گشتا سب آتا ہوں پھر	سپہدار کا بل سے ہو زر بخوار سکو گاہ و زمین گریزان ہوا جہان پہلوان سب پہنچے تھے تباہ بیابان میں گوشت اٹکا تام پھر آیا وہ کا بل میں زرو سکین منظر سپہدار زابل ہوا خبر شاہ ایران کی لاتا ہوں پھر
--	---	--	---

حلت شاہ گشتا سب بلک جاودانی و جلوس بہمن پسر سفند یا رب تخت سلطنت ایران
و لشکر شیدن طرف سیستان و بعد جنگ بسیار فرامرز را قتل نمودن

کما شاہ گشتا سب نے ایک روز ہوا کشتہ اسکا پیر بے گناہ کیا پھر پیشون کو اسکا وزیر جا نہیں وہ شاہ ہا یون خصال لگا کرنے داد و دہش صبح و شام لیا جا ہے کین سفند یا ر یہ پیغام بھیجا سوسے زبال زر فرستادہ نے جا کے جب پیشون ہوا اب جو رونق فراتا جو ر یہ مکر بہت مال اس کو دیا کہ جو طاعت خسر و نامدار ہوا جانب شہر بہمن روان یہ پوچھا فرامرز جو اب کہاں کیا پھر وہین زبال زر کو اسیر نہیں زندہ اب رستم نامدار کہ میں آج چون کترین جنگان ہوا بہمن ہسات سے خشک کین سواران ایران و زابلستان	کہ یہ نامور بہمن نیک روز اسے چاہیے تخت و تاج و کلاہ کہ تھا دانش و دہم میں بنیظیر رہا حکمران یکصد و سب سال بوسے خرم و شادمان خاص و عام سواران غرض لیکے یکصد ہزار کہ آیا ہوں میں بہر کین پیر کہا یہ تو شکر ہوا بر ملاں کہ وہ شیکیش کے گنج و گھر فرستادہ پھر ہو کے نصبت کیا نہیں کچھ ارادہ اسے زنیہار دہین پیشوا زبال آیا دوان وہ بولا کہ اسے بادشاہ چلن لگا عاجزی کرنے وہ مرد بہر کہ تو جس سے ہے کین سفند یا بیادہ ہوا تیرے آگے دوان رکھا زبال کو بند زرو سکین بوسے زرو سکین ستیرہ کنان	کلاہ می کا سزا دار ہے یہ مکر ٹھہرایا اسے تخت پر ہوا پھر روان اسے ملک عدم جا نثار بہمن شہر نامور ارادہ کیا پھر زرو سکین غصیب ہوا عازم سیستان بادشاہ بیابان میں اب لیکے تیغ و شان کہ زبال نے پھر عبتا ہو یہ تین مر قتل منظور ہو اس کو گھر ہوا پیش بہمن ثنا آخوان ال ہوئی آتش قہر شاہی فرد ایک زبال کے گھر شہر نامدار ایک ہی فرامرز بہر مکار کہ اسے شاہ میری ہو تقصیر برائے خدا بھیب اب رحم کو رنا رکھ نہ بیدا انصاف کو یہ سن کر فرامرز جنگی سوار رہا تین دن گرم بازو جنگ	سوا اس کے شاہی کا خدا رہو رکھا سر بہمن کے دہیم زر شہنشاہ گشتا سب کیہ ان علم ہو تخت شاہی بہ جب جلوہ گر کہ زبال و فرامرز سے چلکے اب جو زرو سکین دریا کے بہو پچی پاہ کہ وہ بحر خون از سر کین روان کہ رستم کی تقصیر مطلق نہیں تو حاضر ہوں پھر دین نہ زنیہار مفصل کیا شاہ سے عرض حال کہ سرکش نہ پایا زبال کو زرو گنج دان سے لیا ہتیار ہوا پھر غصیب کے یہ شمشیر اگر ہو نور ستم کی کچھ ہے خطا مری عاجزی پر فوراً کر نظر کہ رستم نے جھک کر سکھائے ہنر سب لیکے آئیے کارزار بشمیر و گرز و سنان و خنجر
--	--	---	--

کہا اپنے دلین کہ ہر بلیگان
جور و زور کو قیصر کینہ خواہ
تو قیصر سے اب جل کے ہو کر جنگ
سرشام میدان سے وہ تاجور
بہت آفرین کی جو انہر دپر
ہوا پھر بہم گرم باز ارمین
گیا نیزہ لیکر جو ان جھڑت
ہر اسان ہوئے سرسبز درمیان
جدھر حملہ آور ہوا کینہ جو
سوروم پھر چلیے ناچار اب
بفضل خدا فتح پاؤں گئے ہم
ہوئے آکے میدانین گرم ستیز
ہزاروں دلیران کیے غرق خون
کہ ان آکے میں بستان ہوا
غرض صلح کر کے دین پھر گیا
ہما کو لکھا قصہ داراب کا
کیا پھر طلب آئے داراب کو
جہانین بصد جاہ و خمت ہما
ہوا بعد از ان جلہ گر تخت پر
بہت خلق بر لطف و جان کیا
کہا پھر یہ اس سے بلطف و طرب
شعب دلا در سپہ سالار تھا
ہوا و دین لیکر سپاہ گران
رہی جنگ قائم ہر روز و شب
ہوا لشکر تازیان سپہ خراب
سپہ لیکے آیا شہر فیلقوس
دلیران ایران ہمت خست کوش
دینہا ہوئے کشتہ تیغ و تیر
پندیر کیا آئے دینا خراج

پسر شاہ بہمن کا یہ نوجوان
سپہ لیکے آیا سور ز مگاہ
یہ سنکر گیا وہ جوان بیدنگ
سوخیمہ آیا بفسج و ظفر
ہوا جلہ گر جبکہ روز دگر
گلستان ہوا غولے رستہ زمین
ہسان مرزہ اٹھکلی صف کی
لگے کتنے باہم یہ پیر و جوان
پریشان کیا لشکر روم کو
کہ ہرگز نہیں تاب پکارا اب
تصرف میں یہ ملک لاؤنگے ہم
ہوئی ایک برپا دہان رستخیز
ہوا لشکر روم آخر زبون
پریشان ہوا سخت حیران ہوا
سوروم فرما ز داروم کا
وہ یا قوت بھیجا حضور ہما
حضور اسکے آیا جو وہ ناجو

فرزدن ترکیار تہ داراب کا
تو بولایہ داراب سے رشتہ دار
ہوا رومیون سے نبرد آرم
دلیری یہ داراب کی رشتہ دار
تو لیکر سپاہ گران پھر گیا
جوانمرد داراب ہر چار سو
سرشام تک وان رہی کارزار
عجب نوجوان آج تھا ہم نبرد
وہ ہی بچہ فیل یا شیر نر
لگا کتنے قیصر کہ بیدل نہو
ہوا جب بحر مہر جلوہ کنان
جہانگیر داراب مرد دلیر
تھنار رومیون کا نہ زنا گام
جو بھیچہ چاہیے مجھ سے اب بھیچہ
منظر ہو داراب فرخ نہاد
ہمانے یہ سمجھا کہ ہاں بلیگان
تو دہین ہمانے بصد ہما ج

جلوس داراب پسر بہمن بر تخت ایران

سپاہ و رعیت کو ثاوان کیا
تو کر پیشہ گا ذری ترکاب
سپاہ عرب کا وہ سالار تھا
شتابان سو لشکر بستان
بروز چارم شعب عرب
دلیران ایران ہوئے فتحیاب
خردشان ہوئے ہر دوسو تون
کیے رومیون کے پراگندہ ہوش
زن و بچہ بھی آئے آئے ہیر
کہ قائم مہے ملک اور ملک تاج

طلب کر کے گا ذر کو پھر زور
یک ایک سپاہ گران پھر کین
سواران تازی تھے یکصد ہزار
ستونہ پھر ہر دو لشکر ہوئے
ہوا کشتہ میدان میں وقت غا
شہنشاہ داراب نے بعد از ان
بہم ہر دو لشکر ہوئے کینہ خواہ
شہر فیلقوس اور یکسر سپاہ
ہوا فیلقوس ان کے قلعہ بند
دیا شاہ داراب کو بیشمار

وہ رتبہ کہ شتابان داراب تھا
کہ لیکر سپاہ آئے نخستہ نہاد
بہت فوج کو قتل آئے کیا
ہوا دیکھ کر دلین مسرور و شاد
سور ز مگہ مرد جنگ آرم
طرح شیر نر کے ہوا روم جو
گئے پھر سوئے خیمہ انجا کام کار
مقابل نہیں جبکہ یان کوئی مڑ
کہا پھر یہ قیصر سے اسے تاجور
سحر حملہ بیکارگی تم کر دو
تو پھر رومیان اور ایرانیان
ستیزندہ میدانین تھا شل شیر
یہ ناچار قیصر نے بھیجا پیام
بہر فاش بہر حشر ایچھے
جب آیا تو شادان ہوا رشتہ دار
مر اور دیدہ ہی یہ نوجوان
حوالے کیا تخت زرین و تاج
رہی سی و دو سال فرمانروا
جہاندار داراب منسج سیر
عنایت کیا غلعت و سپہ و زور
شتابان ہوئی سبے ایران زمین
یہ سنکر جہاندار گردون و قار
منار دم تیغ و خنجر ہوئے
سب اسباب لشکر کا غارت کیا
کیا جانب روم لشکر وان
ہوئی بحر خون یک قلم ز مگاہ
گریزان ہوئے بے قہار و کلاہ
کہ میدانین تھا اشکو بہم و گونہ
زور و گنج و دگر از رہ انکسار

وہ داراب غر و غر خوش شکل تھا
 ذرا گا ذری کا نکرتا تھا کام
 لکے تھا کہ مجھ کو خدا نے دیا
 وے تھی اُسے یہ خبر کچھ نہیں
 اُسے قسم داد رک تھا اُس قدر
 بغیر خوشی آن کر ایک روز
 وہ بولا کہ ہوں غفلت و مستند
 زن کا ذرہ دم ہوئی بقرار
 شقت لگا کرنے وہ صبح شام
 زن کا ذراک روز ٹھپی تھی تباد
 حقیقت وہ صندوق اور مال کی
 زور و عمل جو کچھ تھا اُسے لیا
 کہین قیصر و دم از روئے کہین
 ہمانے کیا حکم اُسکو کہ بان
 را وہ جنہیں چاکری کا ہویاں
 وہاں جبکہ داراب نسخہ کیا
 تو کتنے لگی دل میں اپنے ہما
 لکھا یوں کہ اُسکو مقرر رکھو
 شتابان بے جنگ قیصر ہوا
 جو داراب کے پاس خیمہ نہ تھا
 کہ اسے طاق رہیو ذرا ہونیاں
 سہ بار آئی آواز دانے ہی
 کہا اُسکے پھر یوں کہ اسے نامدار
 نہ زہار تھی مردمان کی صدا
 جو داراب اُٹھ کر دہانے گیا
 کہ دریا سے گا ذر کے ہاتھ ایک زہر
 بے صندوقین صر کچھ میں ہی تھا
 اُسے خلعت و سپ و خیمہ دیا
 سپہدار نے قصہ داراب کا

دلیر جوان مرد زور آزما
 کر زندہ اُس کام سے تھا علم
 عجب طفل نالائق و نامز
 کہ ہو یگا یہ شاہ روئے زمین
 اُس کا ستاد حیران رہا دیکھ کر
 لگا کہنے گا ذر سے وہ نیک ذر
 کہانے میں لاؤں یراق و مستند
 دیا ایک یا قوت انجام کار
 ہنر پہلوانی کے سیکھے تمام
 وہاں آکے داراب فرخ نہاد
 سنی جب ہوئی اُسکے دلوں کو
 آصرن میں سب مال اپنے کیا
 نشان ہوا سوسے ایران زمین
 فراہم کر و شکر بیکران
 تو حاضر نشانی سے ہوں بیگان
 تو وہ لیگیا اُسکو پیش ہما
 کہ ہر یہ عجب شوکت و شان کا
 موجب بھی سکاز یا وہ کو
 فردا ک بیابان میں شکر ہوا
 تو یہ زیر طاق شکستہ گیا
 کہ خفتہ ہی بان شاہ ایران یار
 سنی رشواد دلا در نے بھی
 تلے طاق کے خفتہ ہو اک سہرا
 یقین ہو کہ تھی غریب سے یندا
 تو وہ طاق ٹوٹا ہوا گر پڑا
 لگا ایک صندوق اے نیک زہر
 کئی نسل و یا قوت تھے بے بہا
 کیا اُسے مصروف لطف و عطا
 جو پوچھا تو اُسے مفصل کہا

زبون تھے نام اُس سے خود کلام
 بچھوتا تھا اک پارچہ ہاتھ سے
 کہ پیدا نہیں کرتا ہی ایک ام
 اُس کا جو کتب میں داراب کو
 جو کچھ علم تھا یاد اُس کا و کو
 خدا نے کیا علم میں مجھ کو طاق
 ہوا اسکے دلگیر وہ ذرا کلام
 اُسے بیکر ایک گھوڑا لیا
 نہ ٹھہرے تھا گھر میں ذرا تو جوان
 یہ بولا مرا جرا کر بیان
 یہ سجھا جو اندر فرسخ نہاد
 معصم کیا دل میں عزم سفر
 حضور ہما سے خجستہ نہاد
 یہ بھیجا پیام اُسے پھر جابجا
 ہوا اُس کے داراب سرور زاد
 کہ رکھتی تھی جا کر ہما دیکھ کر
 عباں سکے رخ سے ہر فرکیان
 ہوا جبکہ شکر فراہم دیاں
 ہوا نازل سرور باران دیاں
 گیا خواب میں جبکہ داراب دان
 نگہدار اسکا تو رہیو بیان
 یہ مردم سے بولا کہ لاؤ خبر
 کہ وہ طاق بٹکتے ہی سرسبز
 وہ بولا کہ لاؤ جوان کو بیان
 حقیقت لگا پوچھنے رشواد
 جو کھولا تو اس میں سے پایا مجھے
 کیا ماجرا سب مفصل بیان
 کہا پھر کہ گا ذر کو لاؤ یہاں
 رکھے پھر وہ یا قوت پیش نظر

نہ تھا اُسکے ہمسر کوئی پہلوان
 وہ گا ذر تھا دلگیر بات سے
 پھرے ہی یہ بازی کنان صبح و شام
 کہ تا سیکھ کر علم شایستہ ہو
 نشانی سے لکھا وہ فرخندہ خو
 وے اب ہی مطلوب ساز و برق
 نہ کچھ اُسے دور وز کھا یا طعام
 جو کچھ چاہیے تھا مہیا کیا
 بیابان میں پھرتا تھا صاف چٹان
 کیا اُسے راز نہفتہ عیان
 کہ ہونین سپر مرد عالی نژاد
 کہ حاصل ہو جمیعت کر ہنسر
 سپہدار نامی تھا اک رشواد
 کہ مردان جنگی و جنگ آرمہ
 روانہ ہوا پھر سو رشواد
 پڑی جبکہ اُس سپر ہما کی نظر
 نژاد کیاں سے ہی یہ جوان
 تو پھر رشواد دلا در جوان
 گیا ہر کوئی غیصے کے ریمان
 تو آئی ندا غیب سے ناگمان
 کہ ہمیں کا فرزند ہی یہ جوان
 گئے مردمان بس دین و ذکر
 جسے دیکھ کر دہمین گذرے خطر
 اُسے آکے تب لیگے مردمان
 لگا کہنے داراب فرخ نہاد
 خوشی سے وہ گھرا اپنے لایا مجھے
 سپہدار سنکر ہوا اہلوان
 اُسے جا کے لے آئے پھر فران
 سپہدار نے اُسکو بیچان کر

خبردار کرتا ہوں تجھ کو مگر
جلائیے قصائے ایران کی سمت
سکندر جہاندار گیتی ستان
سکندر نے بھیجا یہ تجھ کو پیام
تو آیا ہی کیوں کر کے سامان نرم
اگر خواہ ناخواہ جو عزم جنگ
لگا کئے دارا سے منسوخ نہاد
مگر ہی تو سکندر نامور
سکندر نہیں بے خرد اس قدر
پیائے صہبائے گلفام کو
یہ بولا کہ اسے خسرو نیک نام
لگا کئے ہنس کر شہنا مجھو
رکھا لاکے خوان جب ہوا وقت شام
وے وہن اسکندر نامدار
غضب آگے دارا نے بھیجے سوار
سکندر نے چاروں ہ جام طلا
کیا میں نے معلوم یہ جا کے دن
کہ میرا جان آفرین یار ہی

سہ لکے آیا بعد از ہمسہ
چلے تیر جیسے نیتا نخی سمت
ہنس کر پاس فرستادگان
کہ تجھ کو نہیں لک گیر کسی کام
نہیں ہو نہیں کچھ تجھے خواہان نرم
تو یار بھی ہی موجود تیغ و فک
تر نام کیا اور کیا ہی مراد
کہ آیا ہریان بنکے پیغام سیر
کہ اس طرح آئے مخالف کے گھر
دے پاس اپنے رکھا جام کو
یہ ہو ملک میں اپنے آئین دمام
کہ اک جام تھلا کے اب اور دو
سکندر بھی لکھنے لگا و ان طعم
یہ بھیجا کہ راز اب ہوا آشکار
دلیزان پر خاش جو یک ہزار
نہ کیوں کو دکھلائے اور یوں کیا
کہ دارا کے ہر پاس فوج گران
شب دروز میرا مددگار ہی

ہوا ابھی لیکے نامہ روان
یہ دارا کو جو وقت پہنچی خبر
کیا پیش دارا سے فرخ تبار
ارادہ یہ ہی سیر دنیا گردن
فرما لگا اپنے دے جھکو راہ
جو شوخی سے پیغام آئے کہا
یہ چہرہ یہ قامت یہ شوکت شان
وہ بولا کہ میرا و ان کیا شمار
طلب شہ نے پھر جام مینا کیا
یہ دارا نے پوچھا کہ باعث ہو کیا
کہ بجز باز پس نہ کھرتے نہیں
غرض سننے والے سے جام چا
کسی نے سکندر کو پہچان کر
شتابی سے اٹھکر ہوا بس ان
شب تیرہ تھی راہ گم کر گئے
کہ حقین ہی میرے مبارک نفل
مے ساتھ میرے نہیں تاجنگ
غرض جنگ و پیکار باقی قرار

سکندر را دھر سے سپاہ گران
جلادہ بھی سب فوج جمع
کہا جا کے دارا سے سپاہ
مہ و ہر سان گز عالم جہون
کہ گذر دن شتابی سے لیکر سپاہ
تو صورت میں دارا سے ایران گیا
جہا نہیں رکھے کون ہی جو کیان
بہت مجھے ہن چاکر شہر یار
فرستادہ کو بھر کے ساغر دیا
نتی کر کے ساغر جو تونے دکھا
فرستادہ کو دیکھے پھر ساخین
ہر اک جام زر زنجار ہر نگار
بھکا یا طرغ گوش دارا کے سر
طرف اپنے لشکر کے آیا روان
وہ نام کام ناچار یکسر گئے
یقین ہو کہ دارا سے ہون ملک ال
میرے مجھے نسخ ہو بے درنگ
نہ ٹھہری ہم آشتی زنیہار

جنگ کردن دارا با سکندر بہ مرتبہ شکست خوردن ہر بار و ظفر یافتن سکندر

ہوا ہر رخشان جو روز دگر
خروشان ہوئی ناوتر کی زبان
ہوے سینے وقف جنگ دکان
ہوا آٹھوین روز دار تباہ
گئے رویمان بھی تعاقب کنان
دگر بار کر کے فراہم سپاہ
ولیکن نہ اقبال یا و ہوا

دو لشکر مقابل ہوئے آنکر
کیا بوق کا آسان پر فغان
ہوے غرق خون و جنگ آون
پریشان ہوئی انکی یکسپاہ
ہزاروں ہوئے کشتہ ایرانیاں
سکندر سے دارا ہو آئینہ خواہ
تباہ ویرا گندہ لشکر ہوا

ادھر تو سکندر صفت آرا ہوا
ہوے رزم جو کینہ خواہان ہم
رہا سات دن گرم باز آگین
گر زبان وہ دارا سے فرخ صفا
میر جو یہ فتح و نصرت ہوئی
سہ لکے آیا سوم بار بھر
ہوا آگے ہر بار دارا خراب

ادھر گرم پیکار دارا ہوا
کے تیغ برندہ نے سر قلم
کئی سوچ خون تابہ جیخ برین
کیا تالاب رود بار فرات
تو حاصل سکندر کو نصرت ملی
ہوا ان کے گرم بیکار بھی
سکندر تو تار ہو تعقیاب

رواج دادن سکندر سکندر خود در ایران و رسیدن امرتہ بہ جام جنگ و باز تباہ شدن

کسی نے کہا کہ شہ ذوالکرام گیا وہین پیغام شاہ جان جہاندار گیتی تان بعد از ان	شہ روم کی دخت ناہید نام کہ دیکھے مجھے دختر دستان آرزو شدن داراب شاہ از بونے	پیکرہ اور غیرت ماہ ہے شہ روم نے با دل پر صفا ہل روم سے سے ایران روان	منزادار ہم بزمی شاہ ہی کیا دخت کو شاہ سے کتھا ہل روم سے سے ایران روان
---	---	--	---

دہن ناہید دختر دالی روم و فرستادن بخاتمہ پدرش و پیداشدن اسکندر

ہوا شہ چناہید سے ہکمار ہوا اُس سے ناشاد داراب شاہ غرض عالم تھی وہ رشک قمر ہوا جبکہ دختر سے پیدا پسر سکندر تھا اندر رسم و پیر ہنر اسکندر بسکہ تھے خوب یاد کہ تھا عقل دانش میں ہو کام بیل آب آئے یا نسے بار دگر کیا شاہ نے جبکہ ناہید کو تو آب اور چاہی زن گلزار ہوا شاہ دل شاہ داراب کا تو پھر شاہ داراب کشور کشا رکھا سر پہ دارانے پھر تاج زر یہا خسرو نامور نے خراج	تو آئی نہ بوسے دہن خوشگوار ہوا پھر نہ ز نزار سمجھو شاہ ولیکن نہ داراب کو تھی خبر کیا اُسکو قیصر نے اپنا پسر جو انمزدور آؤ آفاق گیر وہ علم و ہنر میں ہوا استاد سکندر کا ہمدرس تھا صاحب علم رحلت داراب شاہ از نیمجان جلوس دارا بر تخت سلطنت ہوئی وہ جہاندار سے بار دار لمکڑادہ کا نام دارا رکھا روانہ ہوا سوے دارا بقا سر تخت بیٹھا بجائے پیر دیا اُسکو ہر تاج و رنے خراج	مجھے چارہ گرا کے دانشوران نشدان میں اپنے نہ ہرگز گیا شہ روم فرزند رکھتا نہ تھا پاس خداوند لایا بجسا حکیموں کا وہ تربیت کردہ تھا ارسطو سے دانائے فرخ سیر یہ قصہ بیان کا بیان چھوڑے غرض نوچینے کئے جب گذر دلیر و خرد مند دارا ہوا را چارہ سال اور چار ماہ فزون جاہ تھا مہر اور مافے سو شاہ اسکندر آتا ہو نہیں	ہوئی دور لیکن نہ بونے بان سو فیلقوس اُسکو رخصت کیا عیان حل ہکا نہ ہرگز کیا سکندر رکھتا نام اُس طفل کا کوئی علم باقی نہ اُس سے رہا بقوما جس نامور کا پسر سمند قلم کی عنان موڑے سو شاہ داراب منسوخ سیر مخص سوے قیصر نام جو ہوا بطین سے اُسکے پیدا پسر وے جب وہ بارہ برس کا ہوا نگہبان عالم شہ دین پناہ بدستور داراب ہر شاہ سے اُسے تخت پر اب بٹھاتا ہو نہیں
---	---	--	--

نشستین سکندر بر تخت روم بجائے فیلقوس لشکر کشیدن سوے ایران بجنگ دارا

گیا فیلقوس اس جہان سے گذر ارسطو سے دانشور بے نظیر بافروئی لشکر و ملک و مال ہوا ایک نہیں بھیجا تو نے خراج سکندر نے لشکر بیاستج دیا خدا نے دیا جھک جہا و شتم مجھے عزم یہ ہر کہائے ناخو	سکندر نے سر پر رکھا تاج زر ہوا شاہ کشورستان کا وزیر سکندر جہان میں فرخندہ حال مناسبت یہ جلد ہو نچا خراج شہ فیلقوس بجا نہ گیا سر جو رخ ہو نچا و جھکا میں علم سخر کردن مہفت اقلیم کو	نقط روم میں کچھ نہ تھا حکمران ارسطو فاطون کا شاگرد تھا فرستادہ دارا سے ایران گیا ندے ہاتھ سے راہ و رسم پیر جو دیتا تھا ہر سال تھکلو خراج مے پاس ہی لشکر بیکران یہ لازم ہی تھکلو تو بھیجے خراج	سکندر ہوا بادشاہ جان خرد مند و نا صاحب ذکا یہ پیغام لایا کہ باعفت ہی کیا ہماری اطاعت سے مت پیکر اُسے مجھے مت ہو تو خواہان تاج زر و زور شمشیر گیتی ستان رہے ورنہ تیر لہ اورنگ و تلج
--	--	---	--



ہو اور دے اُسکے ناکہ نمان
 نہ تھی یہ تمنائے زینہار
 تجھے مدد زین من کر جلوہ گر
 شتابان یہاں سے ہوں سو دگر
 کہ تو ہی حقیقی برادر مرا
 ہو اور دو غم سے بہت بقرار
 مرا کام یعنی ہوا بس تمام
 غم دور دے ہو اور سب
 پذیرندہ ہو دے تو اتنی باور
 مرا ننگ ناموس کھا نغاہ
 اگر بطن سے اُسکے پید ہو پور

کئے چشم سے اسی اندر وان
 سکند یہ بولانے سے تاجار
 یہاں سے میں یہ جاؤں اب ہے گھر
 تجھا جھکا ایران کے یہ تخت پر
 تجھے اسلئے درد و غم سے بڑا
 یہ کہ کر لگا روئے پھر زار زار
 گدرا ب گیا چارہ سانسے کام
 شمایری گفتار شہر سے اب
 وصیت کروین تجھے کچھ اگر
 لگا کہنے دارا کہ اے بادشاہ
 اُسے عقدین اپنے لانا ضرر

رہا اپنے زانو پر راکہ سر
 تو سینے سے کچھ آہ دارا نے سر
 تن خستہ سر تا پایا غرق خون
 جو حاصل شفا ہو تو ماعدہ بخشی
 پسراک بدر کے ہیں شہزادہ
 لایزن ہر اک کوہ خون و فاک
 کہ زاری و گریہ سے کیا فائدہ
 اگر یاد تاجی بعد فرود تان
 تیرہ اس جہان میں بجا و چشم
 کہ لاکھ ترا حکم کیسے بجا
 پر پھر ہر موش گل اندام ہی

سکندر نے کھڑے ہوئے ہیں تر
 سکندر تو دیکھا جو بالین پر
 کہ دیکھوں تجھے ہزار سرتگون
 کروں چارہ سازی سے زخم کی
 گنہاں سے مان سے کہنے ہم
 کشتہ کو تیرے کروین ہاگ
 سکندر سے دارا یہ کھٹے لگا
 خدانے کیا تجھ کا شاہ مسان
 آرام جانا ہوں سو سے غم
 سکندر یہ بولانے سے تاجار
 مری دختر اک روئے ناک نام ہی

ہو احب منظر فضل خدا
کیا شہ نے ایرانیوں کو تمام
سکن دریکستا تھا ہر ایک سے
دین غیر میں ارش تخت ہون
تھیں لطف و شفقت شادان کون
جو دارا سے ایران نے دیکھا وہاں
اور اب یون جسے ہاے یکہ دہتر
فریب اس کے مت کھا یوزنہا
وہ مردم موافق جو دارا سے تھے
جہاندار دارا پھر آیا دھر
ہوئی تیغ رانی وہاں اشد
سواران ایران نے وقت غا
نصیب سکے پھر بھی ہر سب
سکندر جو نہال سکے گیا
جوتا تھا پیش شد داورس
کو دون ملک ایران سر سر تھے
بزرگان و گردان ایران دیار
وہ بولا نہیں لائق سروری
لکھا فور ہندی کو یون الجڈن
یہ دارا کو آسنے لکھا پھر جواب
جو ہو نچی خبر پیش شاہ جان
کیے بند ہر چار سو ہند
کہ نام ایک ظالم کا تھا نام یاہ
کوئی دن کو ہوگا گرفتار بند
کہ ہو شادا سکندر نامدار
کہیں راہ میں رات کو لکھا
یہ جنگ فرصت جو آتا نظر
لگے زخم کاری تو پھر باجوہ
کیا پھر شہشاہ عالی جناب

سکندر جہاندار کشور کشا
بصد گوند لطف و کرم شاد کا
کہ بیگانہ تم مت سمجھنا مجھے
جو اندر ہوں اور جو تخت ہوں
شب روز مرہوں حسان کھوں
لگے جانے ہر روز ایرانیاں
نہیں گردش جہنم سے کچھ گزین
وگرنہ کیا تھیں تخت غور
یہ دارا سے اوقت کئے لگے
بے جنگ اسکندر نامور
کہ صحرا ہوا بحر خون سرسبز
دلیرانہ جہد فراوان کیا
قرین فوج ایران کی شامت ہوئی
تو دان بھی نہ زہار دارا ہا
زن و بچہ ملتے تھے پھر ہکولس
مبارک نرا تخت و سر تھے
یہ دارا سے بولے کہ اے شہنشاہ
گردن جو سکندر کی فراہی
کہ ہوں میں ستم دیدہ آسان
کشتہ شکن دارا از دست و زیران و
نکاح دخت دارا بہ اسکندر
سواران جنگ آرمایہ بیکر
اور میں دوسرے کا تھا جوبار
کتاب پھر گیا اس سے جہنم بند
فزونتر ہمارا ہو عز و تار
جہا نے لشکر سے تھا شہنشاہ
تو پھر ایک نے شاہ کے سینے پر
کڑا پست زین سے دہن خاک پر
سو قتل شاہ دارا شتاب

ہو ملک تخت و تاج کیا
نکوتا تھا دارا یہ لطف و عطا
تھا راہوں شہزادہ اے ایران
رہو شاد تم جمع خاطر رکھو
یہ سکر حضور جہانگیر شاہ
یہ بولا کہ اے مردان بیشتر
تھی کمر سے یہ نہیں گفتگو
زن و بچہ ہونگے گرفتار بند
کہ ہم و مونس ہوں پھر زخم
سکندر بھی آیا بے فوج گران
بے شمیر و خنجر سرور کا رکھا
ولیکن تھے دارا کے برگشتہ سخت
اگر زندہ ہو کر بحال خراب
زن و بچہ و طفل ایرانیاں
سکندر نے بڑھکریہ باسخ و با
ہیان سے میں جاؤں قرین طفر
سکندر سے جا کر ملاقات کر
غم جان نہیں بھگوز نہا کر
کوئی یار میرا جان میں نہیں
کشتہ شکن دارا از دست و زیران و
نکاح دخت دارا بہ اسکندر
سکندر دارا کے تھے دو وزیر
لگے کہنے باہم کہ اقبال شاہ
یہی مصلحت ہو کہ بس بدیع
رکھا الغرض ظالمون نے روا
نہ تھا پاس دارا کے کوئی طور
ردان چیز خنجر کیا بدیع
خبر کی سکندر کو یہ بعد از ان
ہنوز اس کے قالب میں باقی تھیں

کیا سکے ایران میں انباروان
سکندر نے ساتھ انکے جو کیا
کہ ہوں پشت دارا سے بگمان
اطاعت مری جان دول سے کرو
ہوے انکے حاضر سران سپاہ
زبون تھے تھے رو میان ہر
جو کرتا ہوا سکندر کیستہ جو
بہت تھو بہنچکا اس سے گزیر
کرین جہاں شاہ گیتی پناہ
ہوے گرم بکار جنگ آوران
قیامت کا دان گرم بازار تھا
ہوا وہ پراگندہ و خواہجہ
کیا سوسے سطح دارا شتاب
ہوے قید سر نیچے رو میان
کہ گر تو مرے پاس وے تھا
گردن ملک گیری سوے وگر
کہ پھر ملک قائم رہے سرسبز
نئے طاعت رو میان عاری
تو پھر خدا ہو مہم دمین
کہ پھر بچا بیان آپکو تو شتاب
کہ دارا کو ہر عزم ہندستان
ستم پرورد بد نہاد و شرم
کیا اور لشکر ہوا سب تباہ
شہنشاہ کو کیجیے زیر تیغ
خداوند نعمت پرورد جہا
فقط تھے وہی دو عین بکا
رہا دوسرے نے کیا زخم تیغ
کہ دارا کو ہننے کیا قتل بیان
کہ پھر بچا جہاندار گیتی ستان

تو دنیا سکندر کو یہ ہر چار دیا مرد درویش نے یہ جواب وہ ہاتھی ہی سکندر نامدار بیان سفلیک بادشاہ آئیگا اسے پہنچتے ہیں جو وہ مرد چار ہو و ایک آئیگیاں بعد از ان حکیم نیکانہ زب کرے انگار وہ تشہ جو آیا نظر پھر گئے گر بزنہ خلق اس سے یان ہوگی زمانہ اک آئے کہ سودو زبان ششم شب جو بخور آئے نظر زمانہ انھیں سخت حیران کرے کہ آئے زمانہ اب اس طور کا دہن میں ہر اک چیز کو لیجیے زمانہ کوئی آوے اس طرح کا تہید سے کو تو بھی سیری نہ ہو حوصلہ تے دنیا میں ہو عیان جو اس چشمہ سے آب چشمہ کلین بڑی عقل و فرہنگ سے سر کبھی فیض ہوگا نہوگا عیان یہ نہیں تازہ اک عہد ہر آئیگا سکندر رہو اس عہد کا بادشاہ کیا میں نے ہندوستان میں گذر ارادہ نہیں اور مجز چاکری کہ ہر ایک گزنیان ہو پتھال عوض چار چیزین کہ تھیں بنظیر سکندر نے دیجی جو وہ دربار گیا کید پھر تاجو رکے حضور سکندر سے پھر کید رخصت ہوا	تجھے ملک بخشیدگا وہ ماجد کہ ہو پہلے دینی یہ تعبیر خواب ترے شہر سے جو کریکا گذر خرابی ترے ملک میں لائیگا کردن اسکی تعبیر میں آشکار کریکا وہ آئین موسیٰ روان کرین ہوگا آئین سب اختیار گر بزنہ ماہی سے اور آئے یہ خواب چارم کی تعبیر بھی نہ زمانہ پھر میں ذرا مردمان کو پوچھے تھے اچھے بھلو بخی خبر نسخہ ہنر در سے نادان کرے کہ لغت و مدار انہو سے ذرا نہ اک جہ محتاج کو دیکھیے دو حصہ تو انگر ہو بیٹے شہا فر و نتر ہو خواہش تہیت کو کہ سکین سے خواہش رکھیں ہر ان تو آئے نہ بیانا دست میں رہیگا وہ سلطان عالی گھر نہو گیانکی کا آئین نشان کہ ہوگی نئی فوج ہر سنیا کہ ہو وہ شہنشاہ عالم پناہ ملقات بہتر ہو اسے تاجور کردن میں دل جان سے فرمانبری نہیں دوسری اس ختم ہو گھلا قدح اور دختر طیب و وزیر کیا ساتھ اپنے اسے کتھدا شتر بار وریکے با صد ہور قرین نشاط و مسرت ہوا	کہا کید ہندی نے یہ بعد از ان کہ وہ خانہ دنیا ہو اسے نامور یہ پھر تو نے دیکھا جو روز دگر سوم شب جو کر بایں آیا نظر کہ دہقان اش پرست آئیگا پھر اس ملک میں آدیکامرود پھر اس ملک میں اہل دین آئیگا رسول خدا ایک آئیگیاں شب پنجم آئے جو کوران نظر کرے کو چشم کسان روزگار زمانہ اک آوے کہ وانشوان جو دیکھا شب ہفتم سپ دوسر دو جندان ہو ہر ایک کو جرم از جو دیکھا شب ہفتم اے رونیک تہید ست اک حصہ ہوئے جان نہم شب کو دیکھا جو تو نے شہا دہم شب جو آیا نظر تھکھو خواب زمانہ جو بعد اسے ہوگا عیان رعایانہ پائیگی اس سے پناہ زمانہ کر گیا بونین انقلاب مال ہوگا ہوگا یہ اسے نوجوان سکندر کا نام یہ ہو بخا وین لکھا کید ہندی نے پھر یہ جواب کردن پیش ترے اب چار چیز تھے بایں دن زر دے نیاز سے شاہ عجیب جوشی سے شتاب پیا باہتت دریا کے وہ جا دیاجب سکندر کو گنج دگر سوی نور ہندی ہو چہ روان	کہ تعبیر ہر خواب کیجیے عیان اور آئین سورخ ہو تیر لکھ کہ اک مرد بگانہ ہو تخت بر سمجھ تو خدا اسکو اسے نامور رواج ہوگا دین پہلے یان پائیگا حکیم خود مند یونانی ایک رہ حق پرستی وہ دکھلائیگا کر گیا ہدایت لب تشنگان کہ محفوظ کوری سے ہن سرسبز نہ تہید ہو کچھ انھیں زینہار سر سر ہون محتاج بید نشان یہ تعبیر اسکی ہو اسے نامور یہ جا ہے کہ سب بست کہ کدلاز کہ پڑمیں دو دم اور خالی ہو ایک زر دیم پر ملے گرا آسمان کہ کھاتی ہو وہ شیر گو سالہ کا کہ اک چشمہ خوشک گرد آئے آب اسی عصر میں ہوگا اک حکمران جان ظلم سے اس کے ہوگا تباہ رہیگا اسی طرح عالم خراب نہ لشکر سلطان کا ہوگا نشان کہ ہو ان کے موردا فرین کہ اسے بادشاہ ثریا جناب تو رکھتا انھیں حق دے عزیز ترے لطف سے تاکہ ہوں سرفراز ہو اشد ملان شاہ عالم جناب ہو واصل سے اس کے دل کا کام تو ملک سنہ بخشا اسے سرسبز سکندر رجانداری گیتی ستان
---	---	---	--

تو ہند یار شکار کھو تو نام کہ قائم رہے دین لہر سپ شاہ رکھا اپنے منہ پر سکندر کا ہاتھ ہوئی چشم دارا کی جب وقت بند پیادہ ہوا پیش تابوت شاہ بزرگان ایران ثنا خوان ہوئے سرمادر و روشنک بعد از ان ردوان اُسے اُس دوش کو کیا جہاندار بر طبق آئین دین	مری روح کو کجوشا دکام رہ درسم و آئین گشتا سپ شاہ لگا کئے دارا سے فرخ صفات لگا روئے اسکندر راجند کیا لاکے مدفون سو دفن گاہ دل مجا نئے مجکوم سلطان ہو کیا نامہ برد کیے نامہ ردان حضور جہاندار کتو ر کشا ہوا کتد اساتھ اُسکے وہین	نہ برہم کوئی رسم ہوز نہ بار سکندر سے دارا نے جو کچھ کہا کہ رخصت ہوئی مجھے جانی کیا جاک جامہ ہوا نوہ گر سردار کینچا بھار زر وے کین سکندر نے مہون حسان کیا لکھا روشنک کو بیان بھی دو پر تار ساتھ اُسکے تھیں لکھا راہ شہر ایران میں لیچند شاہ	یہ ملحوظ رکھنا تو لیل و نہار سکندر نے کیسے نہ پر کیا نکھدار تیرا ہو جان آفرین اُسے مدد زین میں پھڑا لکر کشند و کو دارا کے شہ نے ہین بلطعن و کرم سب کو شان کیا کہ چون شمع روشن کرے بزم کو زر و گو ہر دہل کئے بشار سو ہند بھردانے کھینچی سپاہ
--	--	--	---

فتن سکندر طرہ ہندوستان و حاضر شدن کید ہندی

شہ ہند تھا کیداک نامور کہا مروان نے کہ درویش ایک حضور اُسکے پھر کید ہندی شباب کہا یوں بلند اور در ہر کلان دوم شب یہ دیکھا کہ ہر جلوہ گر اُسے چھپتے ہین ہم مرد چار تو پھر ایک ماہی ہوئی جلوہ گر شب پنجم اک شمعہ آیا نظر ششم روز سویا جو ہنگام شب سوار زدہ جانے ہین لیل و نہار شب ہفتم لے پیر مرد و کن سہم ششتم شب کو آئے نظر شکم آب ہوتا ہوا ان کا ذرا وہ کھاتی ہر تبیر بھی لاغر چہن بیان کیجئے مجھے تعبیر خواب تو زہر مارست ہو جو گرم جگ خردمند دانا و عاقل طیب ندے گرمی آتش آفتاب	اُسے خلج پڑ ہول آیا نظر خردمند صاحب دل مرد نیک گیا اور کہا اپنا کیدست خواب اور اک خرد سو راخ بھی ہر وہان کوئی نوجوان میرے اورنگ پر لے بارہ ہوتا نہیں ز نہار گر زبان ہوا اُسکو وہ دیکھ کر کہ ہن کوروان مردان سپہ نظر ایک آیا مجھے شہرت شب دروز پر غم ہین رنجور نظر سپ آیا کہ ہین دودہن دو چو آب ہین اک حتی سرسبز نہم شب نظر بھکو پھر بڑا نئے فرہ گو سالہ کا ہر بدن کہ لے سے دور ہو مضطرب غرض آشتی کچھو بید رنگ قدح ایک تحفہ عجیب و غریب رہے سرد ہرگز نہ ہو گرم آب	حکیمو نے پوچھی جو تعبیر خواب بیایا نہیں رہتا ہوا ہر ان ہوا کہا یوں کہ اے مرد فرخ سیر اور اک پیل مست اُسکے ہر گاہ سوم شب مجھے خواب آیا نظر شب چارم اک شخص ہو تشہب عقب اُس گر زندہ کے پھر شب بسان بصیران ہین معرفت کا کہ رنجور ہین یک قلم سا کنان اُچھین دیکھا کس لہذا ان دہن وہ کھاتا ہوا دو نوئے آئے گیاد ہتی کو وہ بھرتے ہین ہر جنبہ کہ اک گاؤ مادہ جو گو سالدار دہم شب کو اک چشمہ آیا نظر وہ بولا کہ اسکندر نا مدار وہ تخت پر بچہ اور اک زیر کہ گرا اسکو کرتے بالاب پیو غرض یہ ترے پاس چا چر	کسی سے نہ کچھ رست آیا جواب کہا کہ وہ تعبیر شاہ تمام شب اول آیا یہ مجھ کو نظر گیا پھر نکل ہوئے سورنخ میں کہ کر پاس ہوا شمعہ سیر وہ آبا کنارے پر دریا کے جب روانہ ہوئی دانے ابھی طرب نہین غم ہو کوری سے کچھ زہنا اور اچھے بھلے ہین جو بیعت کنا خبر لیتے آتے ہین ہر اک کے پاس ولیکن نہیں اُسکے سرگین کی راہ نہین ہوتے اُسکے کنارے بھی کہ گو سالہ کا شیر لیل و نہار کہ اُسکے ہین خشک اطراف ترے ملک میں آئیکا ایک بار کہ آخر شناسی میں ہوئے نظیر تو زہر آب قح کمر ہوا کہ ہین طرفہ سے شاہ والا تیر
---	---	---	---

سہدار ہندی نے بھیجا جاب اوہر سے سکندر غرض شل شیر ہوئی پر نہ کچھ کارگر زینہار و دیارہ ہوا نکت سے تاکہ جو تھے نامداران ہندوستان کردن فور ہندی سے میں بیشتر نہ منکر ہوئے سر بسر نامدار در و گنج و صل گھر و اکیا سدرک ایک سردار کا نام تھا	کہ بہتر ہو اسے شاہ دالجناب اُدھر سے گیا فور ہندی دلیر ننگدار تھا شاہ کا کردگار گر فور ہندی لگوں خاک پر طلب نہ نے کچھ کیا بعد از ان مراعات دلطان ہر ایک پر شناخوان شاہنشہ کا مکار نشان خسرو دادگر کو دیا کہ سالار تھا فور کی فوج کا	جدا ہو کے لشکر سے میدانین دین کھینچا فور ہندی سے تیغ کیا شاہ نے جبکہ وقت تینہ مظفر ہوا خسر و اجمند دلا سا بہت دیکھے اُنہیں کا حوالے تھیں کہ کئے ہندوستان سخنہائے شیرین سے سر بردہ زروے گرم شاہ نے رہبر بٹھایا اسے تخت زر کار	کہ تنہا بوئین تھے جنگ کار ما روان کی سو با د شہ سید ریخ رہا فور پر زخم شمشیر تیز کہ تھایا راقبال و نخت بلند کہ اند شہ مت کیجو و تم ذرا ہسوے دگر بوئین یا شہ ایران دین نے گئے قلعے میں شاہ کو عتنا کیلک انکو وہ گنج و زر کیا اپنے قہوج کا تابوہر
--	--	--	---

رفتن سکندر بزیارت مکہ معظمہ و آمدن در مصر و از مصر ط ملک اندلس رفتن

سکندر جہاندار عالم پناہ کہ کعبہ آرد نام اسکا شہور عام سما علیٰ مر و خجستہ سیر سکندر جو پہونچا تو با صبر در بزیارت کو پھر ساتھ اس کے گیا لیا چھین ہنسے حجاز دین سما عیلیان کو حجاز دین سکندر رہا مصر میں ایک سال زن ہو شہد ایک قید اف نام فوادان تھا چکا حشم اور جاہ سکندر سے بولی زن ہو تیار کہ میں بندہ شاہ آزاد ہوں سکندر رہو ادیکھ کر سہلین کہین اور سطر حمت جائیو مگر خاطر انہی تو رکھ جمع یان اگر کینہ ہو کچھ تو کر دل سے دوہ نکا کینہ پھر شاہ کیون علم اندلس ہاتھ سے رسم در لہ دغا	راہ شرف فوج میں تین ماہ پریشنگہ نطق بیت الاحرام کہ گذرا ہر پیغمبر نامور وہ نصر قیاب اس کے آبا حضو پیادہ جہاندار کثور سر کشا تو ہوا درس زیر حیرت بخ و باور دین بادشاہ نرسن ہوا لشکر شاہ آسودہ حال پر بچہ پر در شک ماہ تمام گیا ایلیٰ بنکے و ان بادشاہ تو ہر شاہ اس کے رنادر سکندر زمین میں فرستادہ ہوا ہوا رنگ چہرے کا پران بین بلا سر پہ اپنے تو مت لایو نہ ہرگز کردن مازیر اعیان تو سون کر یاد میرے حضور کہ دین و ایمان کی جھکو قسم کردن جھکو مر ہوں لطف و عطا	کسی نے کیا شاہ سے یونان زیارت کی لشکر ہوئی آرزو نیرہ تھا اس کا بولشہر قیاب سکندر نے نذر و نیاز سکودی سما عیلیان پھر ہوئے داخواہ شہنشاہ عالم نے پھر دوتہ سوکشور مصر دان سے گیا روانہ ہوا مصر سے بعد از ان سہدار را قیام اندلس تھی گیا جبکہ اسکندر نام جو مے جات سے اب رہا بین شیمہ جہاندار کر کے طلب دلا سا بہت دیکھے دہم تن کہ پنہان نہ ہو کر ہو جان شاہ سبب پہونچا و نہیں کچھ تھے کہ ہرگز نہ تھبے کرے کچھ ہی ترا میں بداندیش ہرگز نہیں یقید افہ بولی کہ اسے تابوہر	بنایا خلیل اللہ نے ایک سال روانہ ہوا خسر و تابوہر شہر اس کا تھا وہاں شہر بہت اعلیٰ تنظیم و سکون کی کر لہلہ جہاندار نے اسے بادشاہ جوانم کی اولاد کو متلی کر طا آن کے بادشاہ مصر کا سوملک اندلس آیا وہ ان رکھے سر پہنگی تان فرما تھی تو پہچان اس نے کیا شاہ کو شہنشاہ نے پاسخ دیا پھر ہوا سکندر کے دی ہاتھ میں کتاب یہ بولی کہ ای بادشاہ زمرین نص بادشاہان عالی جناب تو فرما بنا اپنا سمجھ اب مجھے نہ چھوڑے تو رسم درہ نیکی تو رکھ جمع خاطر کو ای نازنین مے گھر تو کر آج شب کو سحر
---	--	--	---

رستم اکندر در قنوج و لشکر کشیدن نور بادشاہ قنوج بجنگ اکندر و کشتہ شدن او

د فتح باب شدن اکندر

اکندر نے نامہ لکھا فور کو
تو اسکا ہو چکلو اتنا غرور
عین تجھے مجھ کو خطر نہ مار
دلیہ نہ میدا نہیں ہوں زخما
سواران جنگی تھے اتنی ہزار
اکندر کے ہمراہ تھے چلن ہزار
غرض تھے حضور شہ نامہ
سواران جنگی تھے ستر ہزار
نہ ہمراہ تھے صرف جنگی سوار
اکندر سے مردم یہ بچے یوں
ارسطو کو کر کے طلب زد در
شکم شکا کدہ دست خالی رکھا
وہ سپہ سوار اہم قیام رکھا
قواب خوب سی اسین آتش لگا
بسوسے پہر برین ایک بار
بنائے پھر سطر کے کینہ ہزار
جو دیکھا وہ گردون میں سپہ سوار
وہین مردان نے کیا شکار
حقیقت سے ہلکی ذرا زنیار
اُدھر سے جو انون نے کیا ماری
سواران ہندی و پیلان
رہا شام تک گرم بازار جنگ
سجکا ہ پھر فور جنگی سوار
اُدھر تو ہی جنگ دو دہلیان
جو پھر فیہ ہو گرم بازار کین
مناسب یہ ہوا کشتہ سر فراز

کہ تو آ کے حاضر مرے پاس ہو
تو مت آ پکو ہقدر کھنچ دور
مرے پاس ہو لشکر بنشا
لکرون لشکر و میان کو تباہ
اٹنا بنجلا ہر بیان سی ہزار
نبرو آ زما یان خنجر گزار
سواران ہندوستان دو ہزار
جو انان جنگی و مردان کار
کہ پیلان جنگی بھی تھے نہ ہزار
کہ پیلان سرکار جنگی نہیں
ہوا چارہ جو خسر دنا مور
سراسر اسے لفظ سے فر کیا
کے بستہ گردون سے پھر بادیا
ارسطو کا وہ حکم لایا بجبا
اٹھا دوہین گردونہ سپہ سوار
نہ تاخیر کی جنگ میں زنیار
ہوا بس وہین فور حیران کار
کہ یہ تو بچا نہ ہے اسے نامہ
نہ واقعہ تھے از بسکہ ہندی
عقب سے جو گردون کے ان کنڈی
گریزان ہیں کھا کے یک شکرست
شرمینہ تھا وقت تیغ و خاک
سپہ لیکے آیا پچے کا رزار
اُدھر میں ہوں مرد دیر جوان
تو پوجے ہلاک ایک عالم نہیں
کہ ہم تم ہوں نہ با ہم زہم ساز

لکھا اسے پانچ کراے تاجور
نہ لکھتا تھا مروی و مردانگی
نہ دمجھے خواہان زما نبری
پہر سکر ہوا پر غضب بادشاہ
دلیہ ان سہر و سواران روم
سواران تھی ہندی قنوج تھی
یکل نور ہندی بھی قنوج سے
پچے کینہ خواہی تھے یکمل تلوم
یہ پیلان جنگی جو آئے نظر
مخالفت کے ہاتھی ہیں جنگا زما
ہندوہین اسے کیا آشکار
وزیر خرد مند نے بعد از ان
ہوا جبکہ میدان میں گردون ان
وہ آتش لگی آئین جسم دان
ہوا ترہ و سے سپہ بلند
ہوا گرم بازار پیکار دان
خبر لائیوا لوسے پوچھا کہ ان
حکمون نے شکوہ کیا کیا
ہوئے سوسے گردون وہ حکم کف
جو پھر سپہ لفظ روشن ہوئی
فرما ہم نے کر کے پھر قنوج کو
ہوئی جب متوقوف جنگام
اکندر نے شکوہ یہ بھیجا پیلان
ہزار دن سواران پیکار جو
پیلان سوچے اپنے و پیلان
کرے جو کو میدان میں فر و بخت

کیا کشتہ دار کو تو نے اگر
اطاعت تری کید ہند چکی
کر رکھتا ہوں عین جنگ آتری
گیا سوسے قنوج بیکر سپاہ
کہ فولاد ہو جنگی سپہ سوم
شہنشاہ عالم نے جا کر رکھی
مقابل ہوا شاہ کی قنوج سے
نبرد آ زما یان جو یانے نام
قنوج سکندر ہوئی پڑ خطر
بھلا سطح جنگ کیجیے شہا
بنایا اک آہن کا سپہ سوار
کیا ایک طیار گردون کلان
ارسطو یہ بولا جوان سے کلان
خروش عظیم اک اٹھانا گمان
ہوا دیکھ کر خوش شہ ارجمند
لگے کشتہ دخت ہوئے جوان
یہ کیا ہو کر دیرے آگے بیان
یہ باب ہو زرم و پیکار کا
نہ ہو گیا دلیہ کچھ خوف جان
زمین یک قلم مثل گلشن ہوئی
سپہدار ہندی ہوا زرم جم
دلیہ ان گئے پھر سوسے خیمہ سب
کہ تو ہی شجاعت میں شہو عالم
ہوئے کشتہ فختہ کل ہر دو مو
کہ ضائع ہوں کیونہ گمان خدا
وہ ہو ملک کشور تاج و تخت

بھگتا نہیں کوئی اُنکی زبان
 وہ دونوں جو ہیں بزرگ و بزرگ
 یہ سنکر طلب کر کے دانائے شہر
 تو اس راز کو مجھے کرتا کار
 دے چارہ سال باج تخت
 لگا کہنے زمین کہ زیر ملک
 ہوا شاہ حیرت سے گریہ کنان
 جو پوچھا تو دے اسے یہ آیا جواب
 کہ باقی رہی عمر کتر شہما
 سکندر یہ بولا کہ اسے پھوٹا
 خود مند نے مدعا شاہ کا
 نہ خوشو نکو دیکھے نہ ملو کو تو
 جانی جو حق اُن درختوں نے
 حضور سکندر مجھے داد خواہ
 وہ ہر سال لاتے ہیں لشکر و
 سکندر نے پوچھا کہ صورت کی کیا
 زبان حیر و دنان مثل گراز
 جو سودین تو اک گوشہ سر کرین
 یہ کہہ کر لگے کہنے اسے بادشاہ
 کہ تا پادین ہم اس بلا سے بچا
 یہ سنکر ہوا دان اقامت پذیر
 بنا ایک دیوار کیجیے بلند
 بنے ہر دو سو سو اک ستون
 وہ سد سکندر بنا جب ہوئی
 شتابی سے خاتان گیا پیشوا
 جو یونان میں ہو خاندان ملک
 حکومت تھی اُس شخص کی متنا
 نہ ہرگز ہوا دان تو حق کھان
 بیابان میں تھا ایک کوہ بلند

دے جو خود مند علم ہیں یاں
 اُنھوں میں ہر اک ملوہ اور ایک
 گیا دان سکندر شہنشاہ دہر
 وہ بولا کہ کہتے ہیں لے عاجز
 ہے اس جہان میں یہ فیروز تخت
 ہوئے منقضی دس برس تک
 یہ عالم سے کہنے لگا بعد ازان
 فلاں راہ سے جا کہ ہو نیچے تپاب
 شب و روز کر دے یاد خدا
 یہ دین متنا جواب ایک بار
 درختوں سے یک دست ظاہر کیا
 بر آئے نہ ہمار یہ آرزو
 روانہ ہوا اسطرح کو وہ شاہ
 لگے کہنے اسے شاہ گیتی پناہ
 بہت اُسے پوچھا ہر حکم و ضرر
 بیان مودان نے یہ نہ سے کیا
 قد آنکا ہر چون پل مینی راز
 وہ گوش و گرسر پہ چادر کرین
 تو خواہ جان ہر بے فضل اللہ
 ہماری رہائی ہو اب تھے ہاتھ
 سکندر جہاندار آفاق گیر
 کہ ہو راہ با جوج و جوج بند
 فراہم تھے کار یگران دیار
 خلائی کو اتو دگی تب ہوئی
 زر و مال و نعمت بہت لیکیا
 کئی دن ہوا دان اقامت گزیر
 کہ تھا قور کا جانین ہند میں
 یمن سے ہوا سے بابل روان
 وہاں جب گیا وہ شہر ارجند

وہ بھین درختوں کی تعداد کو
 سخن و سحر سے ہونتا پشام
 درختوں سے جا کر سنی کچھ
 کہ ہر یہ سکندر شہنشاہ نامور
 کہے پھر سفر سوے ملک بقا
 کہ بھگو میسر ہر تخت نشی
 کہ پوچھا ان درختوں نے اُسے وین
 دے میل سیر جان اب کہ
 سنا تھا جو عالم نے دس سرسہر
 کہ اقلیم میں روم کی جائے
 یہ آواز آئی کہ اسے شہر پور
 کیا ان کے تو کشور میں لگے وفات
 جو اک شہر میں جا کے پہنچا وہاں
 دو دیوان میں با جوج و جوج خاں
 بزد کا دم و دم ہیں مینی خاک
 کہ چون چہرہ ماہ تابان ہر د
 دو چشم اُنکی ہن بیکھل لاکون
 کہے کوئی اسطرح کہ کا شمار
 تو بچارگان کا ہوا بچارہ گر
 ورنہ ہم اس شہر کو چھوڑ کر
 حکیموں سے تدبیر پوچھی وین
 یہاں ہوئے آنگران تخت گوش
 دیا چونک پھر کوہ کو بسیر
 پھر اُس شہر میں شاہ روزمین
 کئی دن رکھا شاہ کو اپنے گھر
 پھر آج سجدہ شاہ جان
 بہت پیشکش مال لے کر کیا
 ہوا وقت بابل سے پھر خیرین
 کوئی مرداک پیر آیا نقشہ

کریں آشکارا دہن راز کو
 جو عادی ہر کرتا ہر شب کو کلام
 سکندر نے دانائے شہر پور
 پھر اگر د عالم بصد کرد و فر
 ہوا پورالم من کے فرمان روا
 کہ دن چار سال اور فرما میری
 کہ ہو پوچھا لشکر میں اب پائین
 لہل ک گوشتے میں زندگی کر سہر
 کیا عرض پیش شہنشاہ نامور
 غرض کہے دان کچھ دیکھئے
 نہ دے گذر روم میں نہ پنا
 ہوا سناے علمین شہر شکلات
 تو باشندہ شہر آئے دہان
 کہ تخت اُسے عاجز ہیں نہ تمام
 غرض کہ جا کو کرین مینی لک
 دراز اُنکے یکسر بد کہے ہیں مو
 سزاوار پچھمی جام خون
 کہ جنتی ہر ہر مادہ پچھ نظر
 برائے خدا کو فی تدبیر کہ
 چلین ہر خسرو نامور
 وہ بولے کہ اسے شاہ نے زینا
 کرین صرت دیوار میں ہفت تپ
 ہوئی بند با جوج کی رہگذر
 روان ہوئے کہ پوچھا تو کا جان
 روانہ ہوا دان سے وہاں جو
 گیا پیشوا سندھ کا حکمران
 بسے یمن پھر سکندر گیا
 وہاں بھی نہ ٹھہر وہ شاذان
 سفید اسکے تھے تن نہ دس سرسہر

سکندر ہوا اس سے نصیب طلب
وہ اپنے غرض بادشاہ و زمان

راہ دان نہ زہار ہنگام شب
بہت تحفے ہیں ہاوش نے دیے
دستان قصہ نمودن سکندر بر اسے

سکندر نے یکر پیر کیلے
پھر آیا سب خیمہ شاہ جان

سیر جہان و رفتہ رسیدن در ظلمات و محسوسم برگردیدن از آنجا

یہ تھا بیکہ قصہ شہ نامور

وطیار نمودن سکندر ری

کہ سیر جہان کیجیے سر بہر

کیا غوہ شاہ سکندر نے نکلت
گیا جسطوت شاہ کسور کشا
ملاقات مجھ سے کروا کر
بہت قطع کی راہ پست و بلند
پھر ہفت اقلیم میں بادشاہ
کنارہ تعالٰی عالم کا اپنے جان
کرے نوش جو کوئی حقیقت کا باب
سپاہ عدو و محاربت سے دو ہزار
خضر مسوے ظلمات تھا درنگ
عبان گر کر دن و سمرے لعل کو
رکھا دو سرے لعل کو اپنے پاس
دور و درویش بھی جسم کہ سپر
مستی کسی نے نہ ہرگز صفا
نہ صبر سے میں نہ کہ شہ تھا شہ
کہیں راہ میں اک سیر کوہ تھا
اور آنکھ اٹھائے بھی کوئی اگر
پھر آٹھ دن شاہ لیکن نہیں
نہیں چاہیے بھلکو آب بقا
سو سکر یہ بڑی جب نظر
ہے تھ جو حیرت و ہر دو دن
ہوے سا کوں شہر حیران تمام
بیان آئی کس راہ سے یہاں
کہ رونق ہوئی تیرے آنے سے
وہ بولے کہ شاہ فیروز تخت

بہت دیکھے معورہ و کوہ و دشت
یہی دان کے فرمانروا سے کہا
کہ مطلق کسی کو نہ پہنچے صزر
کئی جا ہوئی شہ کو بیم و گزند
کہ تھا یا در اقبال و فضل آگے
کیا مردان نہ یہ آکر بیان
تو عمر ابد سے ہو وہ کامیاب
سیت ساتھ اپنے دلاور سوار
خضر سے شہ نامور نے کہا
تو پھر مار و کشتہ دم گر یزدہ ہو
ہو اگر دم و مار سے بے ہراس
سوم روز آیا دورا بہ نظر
خضر پھر سے چشمہ تنہا گیا
کیا یک ہوئی روشنی ہنگار
سیر کوہ سے دان یہ آئی صفا
تو وہ بھی پشیمان ہو بیشتر
ملا چشمہ آب حیوان نہیں
رہائی ہو ظلمت سے لے خضر
تو با قوت و گوہر تھے وہ سر بہر
کہ اسے دے ہننے اٹھائے کیلے
لگے کہنے یون مرد دم خاص عالم
یہ کہکر بزرگان گئے پیش شاہ
ہما عین تورہ جتلیک جہان
عجائب ہیں اس شہر میں درخت

کہ ہر ملک کشور میں ہر شہر میں
کہ ہرگز نہیں جھلکوا ہنگام
بہت شاہ حاضر ہوئے پیش شاہ
بتہ شہ کا شکر ہوا بیشتر
جو طے کر چکا سب راہ خشک و تر
ہیں کوہ ظلمات ہی سر بہر
شہ نامور نے سنی جب یہ بات
سراخلم چل روز کا تو شہر
مے پاس دو لعل ہیں انخضر
و یا خضر کو لعل انجام کار
خضر گر ہنپائی کنان میں پیش
جدا ہو گئے خضر سے ناگمان
دہان جا کے آب بقا نوش کر
پھرتے میں ظلمت نمایاں ہوئی
کہ فتادہ ہیں سکر زے جویان
کسی نے بے سکر زے اٹھا
ہو تخت حیران دعا جز کمال
نورین دن ہوئی روشنائی عیا
لگے کہنے ہو کر پشیمان ہر دم
جب اس روشنی میں گئے بیشتر
کہ اتک نہیارب ہوا زنیار
غرض شہر خدمت کی لاگت بجا
لگا کہنے یون شاہ کشور کشا
کہیں عالم غیب کی سب خبر
کہ سیر جہان کیجیے سر بہر
کیا سکھ اپنا روان دہر میں
ہر اک سے ہر صلح و مدار کا عمر
جو کوئی نہ آیا ہوا وہ تباہ
عجائب غرائب بھی آئے نظر
تو ہو پناہ دہان خضر و نامور
دہان چشمہ ہوا سے شہ نامور
کیا پھر وہیں قصہ آب حیات
روانہ ہوا خضر و نامور
کہ ہوا ایک سے روشنی جلوہ گر
کہ اک نور جس سے ہوا آشکار
عقب گئے تھ شاہ فرخندہ کیش
پکارا بہت خضر نے گرچہ دہان
پھر آیا سو شکر شہ خضر
بہت خاطر شہ پریشان ہوئی
نہ یون تو بچتا دین پھر دہان
کسی نے کہا دہان کیا فائدہ
لگا کہنے تب شاہ فرخ خصال
ہوے شاد و خرم دل مہمان
کہ ہوس رہے اٹھائے یکم
تب اس شہر آیا واپس
کبھی فوج بیگانہ کا یاں گزار
لگے کرتے یسر دنا دشنا
عجائب ہوا اس شہر میں چیز کیا
اورا حوال آئندہ کا سر بہر

ذکر سلطنت اشکانیان		
سکندر نے اپنے تختہ نشین کے بہنے وان بادشاہان سب لوگ طوائف بھی ہے لگانا نہیں ہر تواریخ میں کچھ بیان رہے ہیں جانیوں فیروز تخت لیا چین درنگ تاج و کلاہ	کہ تم کیاں سے تھی جنگی نژاد ہوے جلوہ گردہ بخت شہی سخن سنج فردوسی پاکر اد بس اتنا ہی شہ نامے میں چرکھا نہ ہرگز نہ تخت و ملک مال کروں آگے احوال بکھامیں	سکندر نے انکو دیا ملک جب کہیں انکو اشکانیان خاص عام لکھ کر کچھ نام اشکانیان کہ یعنی دو صد سال تاج و تخت کیا انکو ساسانیوں کے تباہ

داستان بیان احوال ساسانیان و ولادت اردو شیر باہکان فرزند ساسان

کوئی پور دار تھا ساسان گر نران سو ہند ساسان ہوا وہ از بسکہ سکین بیچارہ تھا سہدار کا بل شہ نامدار خونی سے پیل دمان پر سوار لگا پوچھنے بابک ہوشیار وگر و زبھر خواب آیا نظر کہ میرے بزرگ کا آئین ہے سہدار بابک نے پھر یہ کہا کہ مسکن گزین یہ جوان ہر کہا اشباہ کے جو ہمراہ ساسان گیا خطبے سے دساسان پانچ دیا انکوئی گردن ترے ساتھ اب جو نام و نژاد آشکارا کیا جوئی حاملہ دختر سیمبر قصا آئی ساسان کی پھر لگاتار سہدار بابک نے باصد طرب دلیر و قوی نام ہے اردو شیر سہدار بابک کو اُسے لکھا خداوند غفار ہے در بیان لکھا یوں کہ لے نامدار جہان	پرستار زادہ تھا وہ لاکلام بہت دین اپنے ہر اسان ہوا شبان نے اسے دو پہن کر رکھا جو انحر و بابک خجستہ غار یہ کہتا ہر شے کہ اسے شہسوار یہ رکھتا ہر کیا نام لے نامدار کہ آتش ہوا فروختہ سر بسر یہی اپنی رسم و رہ دین ہے کہ ہر اس جو انحر و کا نام کیا وہ بوسے کے کامل میں پیشان تو ساسان کو بچان شہ نے لیا یونکو نہ ہرگز و دمان و اکیسا تو اظہار کر مجھ سے احوال سب تو بابک نے لطف و مدار کیا ہوا اُس سے پیدا پریش سیر ہوا سوے ملک عدم وہ درو ہنر بے خالمانہ سکھائے سب کہ دارا کی پرنس سے وہ دلیر کہ ہر اشتیاق اس کے دیدار کا کہ میں اُس جو انکو رکھوں دمان وہ کچھ کہ ہوا لائق خسروان	سکندر ہوا گرم پیکا جب دمان سے ہو سوے کامل دمان جوانے لکھا کریان ہر سحر بہنگام شہب کھٹا کیا ہر خود سیارک ہوا درنگ شہنشی اُسے مردمان نے یہ پانچ دیا وہی شخص کہتا ہر سب کہ دمان یہ شکر زوے نشاط و طرب لگے کہنے مردم کہ ساسان ہوا ہوا قصہ کوتاہ بیدار جب یہ خلوتین بولاشہ و لکلام لکھا کہنے بابک کہ زہار دمان وہ بولا کہ دارا کا ہونین سیر اُسے اپنی دخت پر پیکرہ دی ہوا شاد بابک بہت شاد کام جوان طفل پاکیزہ پیکر ہوا شہ ملک سے ایک تھا درو اقامت گزین شہر کامل میں ہر میان پیچیدے تو جو انحر و جو بابک نے یہ نامہ اسکا پڑھا تو رکھائے خوشدل و ارجمند
--	--	--

بکرا لائے ہنگو دین مردمان
 را اک شہ کمنہ ہنزدیک یان
 وہ افرا سیاب شہ مامور
 یہ سنکر دنگا پھنسنے تاجور
 وہ لاتے ہیں ہر صحیح مہمان
 ملے روز آتے ہیں یان ایکبار
 گرفتار آئے وہ ہشیار مرد
 دیا انکو از دے الطاف مال
 کہ محکوم تھے جسکے شاہان و ہر
 در و لعل و خنیمہ زدر لیا
 دیان اسکو گم کردہ لشکر ملا

سکندر نے ۶۱ شخص سے یونان
عجایب میں ایوان رنگ بہار
ولایتستان رسم پہلوان
کہ دھڑا آباد ہو یا نہیں
پکاتے ہیں ہر شہر میں آنکر
سکندر نے بھی سوار دلیر
وہ تھے سالخور داود ہشتیار تھے
کہا یہ کہو باجر شہر کا
تہ ہر مکان گنج و زہر ہر خانہ
لگا اس قدر ہاتھ سب و مال
سکندر نے دست کرم داکیا

بیان کر حقیقت یہاں کی ذرا
کہ ہر اک سکا نین ہو نقوش نگار
سوا آنکھ گزرے جو نام آدرین
یہ بلخ وہ لایا زبا پیر دین
اُسے کھا کے جاتے ہیں بس وقت
کرین تا کسی طرح اُن کو اسیر
حقیقت سے دلی خبر دار تھے
وہ یوں کہ اسے شاہ کنتور کشا
یہ شکر شہنشاہ نے جا کے دین
کہ تھا برتر از وہم و نہم خیال
کیا گنج لشکر کو یک سر عطا
نگا کہنے سطر سے ایک روز
رہوین شاد با جاہ و اقبال تن
رہا دہرین خوش بگنج و دگر
بہت تھے ملازادہ ہائے کیان
رہے ایک کو ماو شاہ جان
اسطوے و انا کو یکسر لکھا
بھین اطف شفق کے شادان
نہ ہنگامہ پر داز ہو زنیار
یا لہم کے زبان ہر اک کے نام
رہے اسیہ قانع ہر اک نامور
ملوک طوائف رکھا اُنکا نام
ارسطوے وانا بھی آیا و بان
جو پیدا سپر ہو تو بیشہ دشک
تو پھر لہو بر طبق آئین ز دین
سکندرجا نذا را بچم چشم
جیل روز نام رہا شاہ کا
جائین نہ دائم رہے زنیار

میدار چاہے عازم ہوا بلوٹھا | بچے جانفشانی ہر حاضر سپاہ | تو ہر وارث ملک تاج و سریر | بہت سے خادان ہوا رکشیر

جلوس اردو شیرایکان بنیاسان برتخت سلطنت اصطرخ پارس

ہوئے جب ضامنہ بے مان رکھا سر پہ دہیم گو ہر نگار سو ملک ری چھینے اب سپاہ نہ لائے کوئی پھوڑا تاب جنگ ادھر لیکے آتا ہر فوج گران ادھر سے تباہ ایک گرد و لیر صف کا راہوئی جب سپہ ہر دو یہ بہمن کو جس وقت پہونچی خبر شتا بان ہوا پھر بے کارزار ہوئی گرم کین جیکہ فوج تباہ پھر اسکی سپہ اور سران سپاہ جہاندار عازم ہوا بعد از ان جوانان جنگی و مردان مرد ہوا یا ر بخت شہ ارجمند پیدا اردوان کی گریزان ہوئی لیکن حکم شہ کا مکار ہوئے دو گرفتار اور دو جوان	کہ ہوا بادشہ اردو شیر جوان کمر بستہ حاضر تھے سنبلا مار وہاں کیجیے اردوان کو تباہ تصرف ہو سب ملک میں بیکار ارادہ ہر فاسد سے یگان بسیہ لیکے آیا سوار و شیر نہ کوئی ہوا شاہ سے زرمجو تو عظیم ہوا بہمن نامور سو لشکر شاہ عالی ستار ہوئی بیشتر فوج بہمن ہلاک ہوئے چاکر شاہ گیتی بنابہ سو شہر سے با سپاہ گران رہے تاج محل و وز گرم نبرد غرض جنگیو ان فیروز مند خراب تباہ و بر لیشان ہوئی ہوا کشتہ تیغ زہر آب دار گریزان ہوئے کھمبہ و ستان	حیا کیا ایک زرین سریر ہوا خطبہ و سکہ شہ روان شہ اردوان کو جو پہونچے شکست پھر اتنے میں پہونچی یہ سکون خبر یہ شکر وہین لیکے جنگی سپاہ اُسے عہد نامہ دیا شاہ کا دلا ورتباہ و رکس سپاہ لکھا اردوان کو یہ ہوا لکشت تباہ دلا ورفرمان شاہ خدا نگ ایک ناگاہ آکر لگا انھن شہ نے مرہون اجاکی شہ اردوان جمع کر کے پہلہ لگی چلتی پھر باد صحر و بان ہوئے حملہ و رسوا ان دان شہ اردوان زندہ آیا ہیر پس چار اُسکے کہ تھے ناجو مظفر ہوا خسرو ذوالکرام	کہ اُسیر ہوا جلوہ گرد اردو شیر یہ ٹھہرا وہاں مشورہ بعد از ان تو فرمانروایان ہر جاموں ست کہ بہمن شہ اردوان کا پسیر روان سوئے بہمن ہوا بادشاہ ادھر دسے وہ پہلوان لگیا ہوئی شامل لشکر بادشاہ کیا بہرام داد لشکر طلب مقابل ہوا اُسکے لیکر سپاہ کہ بہمن کو میدان میں رخمی کیا زر و سیم و گنج و جو اہر دیا ہوا لشکر شاہ سے کینہ خواہ بسوئے رخ لشکر اردوان کے قتل گردان جنگ آوران نہ لشکر ہا اور نہ تاج و سریر سپہدار و جنگ آور و کینہ جو سخر کیا ملک ایران تمام
--	---	---	---

بیان نام ساسانیان و بالاجمال ذکر سلطنت آنها

جہانگیر نصیب شہ ار بشیر رہا سی و دو سال فرمانروا پس شہار و سلطان شاپور کا پس شہا بہرام کا بعد از ان از ان بعد بہرام فرخ جوان ہوا بعد از ان ترسی کا پسیر پھر اُسکا پسیر اور مرد و دل	چل سال تھا تاج و زرین سریر سپاہ و رعیت کو راضی رکھا کہ یک سال و نہ ماہ حکم رہا ہوا ملک تخت بافر و نشان کہ تھا یعنی وہ ابن بہرامیان خداوند اور نگ باکرو فر اب ملک تاج و سریر	ہوا ملک ایران کا پھر ناجور شہا و فرخ و جوان بعد از ان پھر اُسکا پسیر تھا جو بہرام شاہ وئے نام اُسکا بھی بہرام تھا باقبال و دولت ہوا بادشاہ نصیب اُسکے نہ سال فرماندہی یہ نہ سال حکم رہا بعد از ان	سپہدار شاپور اُس کا پسیر ہوا رونق افزا سے تخت کیان رہا حکمران تاسہ سال و دو ماہ رہا نوزدہ سال فرمان روا وئے سلطنت اُسنے کی چار ماہ یہ تروے اقبال و دولت رہی جہاندار شاپور خورشید نشان
---	---	---	---

گیا جبے ہاں ارد شیر جوان
خبر اردوان کے پسر تھے چار
یہ بولا کہ میں نے یہ مارا شکار
تو حامی ہوا اپنے فرزند کا
بصد ریخ و اندوہ غم ناگزیر
گل گلشن حسن گلنار نام
گئی وقت شب پیش موجوان
بہت استرازاں جمع ان کے کیا
ہوا اُس سے خواب انجام کار
لگی کہنے اکدن کہ لے نامجو
ہوا دیکھ کر شاہ وہ نامدار
سحر اردوان سے حبیب خبر
شائبہ ہو مثل باد سحر
نمایاں ہوئے غیب کے مردود
یہ شکر ہوئے جلد و انس روان
کہ ٹھہرے تھے یا نہ ہوا اگر
فردا کے ناچار اُس چشمہ پر
ہوا اردوان سخت اندوہ گین
شہنشاہ عالم ہو باکر و فر
سپہدار بہمن تھا پور کلان
سپہدار مصرخ کونا گمان
جوانمرد کا نام ہوا ارد شیر
تو لاشہ خدمت بجا ہر سحر
کہ اس نام کا اک دلا دوجوان
خدا نے دیا اُنکو نرغے تخت
سرزمین آقامت گزین تھا جوان
منادی ہوا اللہ ہو بخا دہاں
جوانمرد کو اپنے گھر لے گیا
وہ بولے دل جان بکھا ہر

تو شاہان ہوا دیکھ کر اردوان
وہ جاتا تھا ساتھ اُنکو بہر شکار
خیانت لگا کرنے وہ آشکار
ہوا اُس جوان پر نہایت غفا
طو لے میں نے لگا ارد شیر
حوالے تھا اُسکے خزانہ عام
کیا ماجرا عشق کا منبہاں
وے باز آئی نہ وہ دلبر
بر آئی مراد دل بے قرار
مجھے یا نہ لیکر گزیرندہ ہو
وہ اسپ صبا گام پر ہوا
ہوا دلیں اندوہ گین بیشتر
گزیرندہ ہوئے تھے اک چشمہ پر
یہ بولے توقف یا نہ تم کرو
گئے سوئے مصرخ باہر روان
لوان اس مکان سے ہوئے بیشتر
باندہ وہ غم راسکی دان بسر
یہ اختر شاسوئے پوچھا ہر
مجھے ہاتھ سے اُسکے پوچھو
کیا سو مصرخ اُسکو روان
ہوئی خواب میں پیشا ہوا
منراوار دہیم وزیر ہر
بہت اُسکی تعظیم و تکریم کر
غویا نہ آیا ہر سے بیان
نصیب اُسکا ہر تاج تخت
تباہ تھا ہر ایک کے نام نشان
تباہ ہر اک نے نشان جوان
بہت غرور اکر ام اُسکا کیا
کرین اسکی فرمانبری یک ظم

رکھا اُسکو مناز شل پسر
خاکار ایک ملکہ جوان کے دہان
غرض بحث باہم ہوئی بیشتر
کیا سیر آخور اسپان اُسے
پرستار رکھا تھا اک اردوان
نظر اُسکو آ یا کہین ارد شیر
بصد شوق وہ رشک حور پری
سخنہائے مکرو فریب اسقدر
وہ گلنار اس طرح سے حبیب
یہ تمکیز و رسم و لعل و گہر
دہان وہ دونوں گزیران ہو
کئی ہیلوان جنگی جوان
یہ جاہن تھے یاں اب فردا
سوئے مصرخ اب جاؤ تم
سر چشمہ جب اردوان کے سوار
ہوئے تھے حور ماندہ وہ ہیلوان
گئے مسجد م پھر سوار روان
کہ میں کس طرح طالع ارد شیر
کرے منقطع یہ تری نسل کو
کہ ہونے نیاوے قوی ارد شیر
ہوا دار داگے و فرخ ہواد
کرے ملک ایران میں فرماندہی
ہوا خواجے صبح بیدار جب
خبر اُسکی ہو پچاؤ ہم کو ختاب
کرین اُسکی توفیر و تعظیم ہم
دہان جعفر تھے صغیر و کبیر
خبر یہ کسی جا کے حاکم سے جب
بزرگان مصرخ کو کہ طلب
غرض ارد شیر جوان سے کہا

لگا کرنے الطاف شام و سحر
تو بس دہن پوشہ اردوان
کہین اردوان نے پائی خبر
کیا سخت بہت قدر و حیران سے
بہت نازنین و دلیر و جوان
ہوئی دہم الفت میں سکا سیر
ہوئی اس سے خوابان بیشتر
ولائی زبان پر کہ وہ نامور
حضور اُسکے آئی ہمیشہ طرب
خزانے سے لائی وہ رشک فر
غرض مثل صر مرشتاں ہو
نیکے اُنکے دنبان و ہر جوان
ذرا د و پیر میں ٹھہر جائے
دہان آپ کو جلد ہو پچاؤ تم
گئے تب اُنکو ہوا آشکار
نہ طاقت تھی اُنکو کہ ہر جوان
کیا جا کے احوال کیسے بیان
وہ بولے کہ شاہا یہ مردو لہ
ہوا سنے گلین بہت نامور
ختاب اُسکو لے آ تو کر کے اسیر
دلیر و جوانمرد دارا اثراد
نصیب اُسکی جو تخت و تاج شہی
منادی یہ کی شہر میں اُسے تب
کہ آکر اگمان پر وہ عالیجاہ
بطاعت گزین خلق ہو بکھلم
ہوئے تھے تمام اُنکے فرمان پر
وہ آیا حضور اُسکے با صطرب
کہا یوں کہ طاعت کرو اُمی
کہ جا کر میں تو ہر فرما نروا

ازان بعد شاہ پور اور غلام پھر اک بھائی سلطان شاہ پور کا پسر شاہ شاہ پور کا بعد از ان ہوا پور شاہ پور پھر بادشاہ پھر اسکا پسر بزرگ گرد جو ان ہوا بادشاہ پھر جو بہرام گور پھر اسکا پسر بزرگ گرد جو ان دو سال سن کی سلطنت کیا رہا بزرگ سال دہ حکمران ہوا سند آراے شاہنشی بصد عشرت و عیش و جاہ و جلال ہوا ملک ایران کا بادشاہ ہوا جلوہ فرماے تخت نشینی وہ شاہ شیر و یہ کو ہفت ماہ گزار بچو اختر و ظلم سوز سپس دخت آرم تا چار ماہ ہوا سند آراے فرماندہی یہ پرویز خسرو کا فرزند تھا کیا میں نے ختم سخن اب بیان سیاس خدایہ جہان آفرین کہ نقل تمنا ہوا بار و در مراد دل منشی مستند غرض نظم و دلش نے پایا نظام آئی شہنشاہ والا گھر سزا جدا مان گردن فرار	جہان جسک انصاف شاد کام شہ ارد شیر کو کار تھا کہ شاہ پور تھا نام مرد جوان جہاندار بہرام با عز و جاہ ہوا سند آراے بصد فرمان خداوند کینت خداوند زور اٹھارہ برس تک با حکمران برادر ہوا شاہ کا حکمران ہوا بادشاہ پھر بلاش جوان چل سال کی گئے فرماندہی رہا سند آراے دہشت سال لیکن رہا حکمران چند ماہ سی و ہشت سال سن کی خسروی میسر بہ تاج و تخت و کلاہ رہا حکمران تا پنج ماہ روز میسر بہ تاج و تخت و کلاہ نصیب سکے گماہ شاہی رہی جہاندار سلطان کشور کشا کہ بس لکھ چکے نام ساسانی	سر تخت میٹھا بجاء و جلال ہوا زینت افزاے تخت نشینی ہوا ملک افسر و ملک مال جہانگیر جہاندار فرزند تخت سر بر خلافت بجاء و جلال رہا نصفت و سہ سال فرماندہ ہوا بعد از ان جانشین پیر سیدار سلطان فیروز نام نصیب سکے تھی سلطنت جلال ازان بعد کسرے شہ دادگر ازان بعد نو شیر وان کا پسر پھر اسکا پسر خسرو واکرام ہوا بعد از ان جلوہ گرفت پر ہوا بادشاہ آخرش ارد شیر ہوا بعد سلطان پوران دخت ازان بعد فرزند نو شیر وان ہوا ملک ملکیت بعد از ان غرض بزرگ درخت خصال جو تشریف خانی میں تسلط تھا	رہا زیب و رنگ ہفتاد سال لکھ سیر بہ دہ سال تاج موی نصیب سکے شاہی رہی بچلا رہا چار دہ سال تاج و تخت میسر رہا اسکو بیست دو سال رہا کام عدل و کرم سے دلیر و جوان ہر مژ نامور جوانمرد فرخندہ خود واکرام قبلا جو ان پھر بجاء و جلال سر تخت میٹھا بجاء پیر سیدار ہر مزد والا گھر جہاندار پرویز خسرو نام سپس ارد شیر و یہ آسا پسر رہا تخت پر چھ مہینے دلیر وہش مہر رہی زینت و تخت شہ زاد فرخ مجستہ جوان شہ نامور بزرگ گرد جو ان رہا دہر من حکمران سب سال سودہ لکھ کا ست چن لکھ برآرندہ آسمان و زمین ہوا بد محنت سے آزاد دل ہوئی بخت و شادمانی نصیب یہ نامہ جہانگیر رہے یادگار شہ نامور بادشاہ زمین جہانگیر چھ جہانگیر جہان
---	--	---	--

خاتمہ کتاب

ہوا گلشن آرد و تازہ تر
برائی بزرگ سپر بلند
بخوبی ہوا شاہناہ تمام
کہ یہ نامہ جسک ہوا نام پر
جہاندار عادل رعیت نواز

خاتمہ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

الحمد للہ والحمد للہ کہ اس ان مہینت تو امان میں کارنامہ ستم و اغند از تاریخ سلاطین ایران تو ان پیر پرچہ شمشیر خانی نسخہ و دیوانہ
شاہنامہ اردو و تصحیح نام و اہتمام بالا کلام مطبع کو کشور کشتوین بہ طوہتی حجاب ششی بشن زراہین صاحب
مالک مطبع مہوف و اہتمام کیسری داس شیخ سید ٹیڈنٹ بار دواز دہم ملائے کامل و طبع ہوا

